حضرات اہل سنت ذرا اس کتاب کو ضرور بغور ملاحظہ فرمائیں

فمن تبع هدای فلا یضل ولا یشقی

[illegible]

نجم الہدیٰ

مؤلفہ ... مولوی سید نجم الدین حسین صاحب ... باہتمام ...

[illegible]

اعلان [illegible]

۶۳۰۱۶

M.A.LIBRARY, A.M.U.

U63016

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد سید
المرسلین وآخیہ ووصیہ وخلیفتہ بلا فصل وآلہ الطاہرین
الیٰ یوم الدین بندہ اقل المومنین سید نجم الدین حسین ابن المرحوم سید سجاد علی نقوی ساکن
قصبہ جائس ضلع رائے بریلی اودھ خدمت میں مومنین حفظہم اللہ تعالیٰ کی جنکو اپنی کتاب میں
انتساب میں ایمان والو فرما کر خطاب کیا ہے اور جو حق و ناحق میں تمیز کرنے والے اور کھوٹا کھرا
پرکھنے والے ہیں عرض کرتا ہے فی زمانہ ایک مختصر رسالہ مسمی بہ اسرار الہدیٰ جس کے
مصنف و مولف سید جوہر علی ولد اسعد ساکن قصبہ جھجلی شہر ظاہر کئے گئے ہیں طبع ہو کر شائع
ہوا ہے اتفاقاً میں نے بھی اس رسالہ کو دیکھا اس میں عجب طرح کے مضامین اور مطالب آیات
و حدیث کے الٹے معنی لکھے ہوئے مقاصد دل میں چھپے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک یہ اسرار
۱۲۰
نہانی مصنف ہی کے سینہ بے کینہ میں مخزون و مکتوم رہنے کے قابل تھے جنکو اب شہرہ

جس بعد ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ مگر جہانگیر خان شکوہ آبادی کا بھی تصرف پایا جاتا ہے جس کا خود مصنف کو اقرار ہے کہ یہ کارخیر اُن کی معاونت سے انجام کو پہونچا خیر کوئی معاون ہو ہم تو جوہری کی تصنیف سمجھیں گے اور وہی ہمارے مخاطب ہونگے۔

میاں جوہر صاحب براہ مانیئے سیّد اور علیؑ کا لفظ آپ کے نام سے علحدہ کیا گیا ہے یہ کچھ بیجا نہیں ہے پہلا قول مشہور یہ ہے کہ سید سنّی نباشد اور آپ شیعہ سے سنّی ہوگئے تو سیّد ہی کہاں۔ دوسرے شیعوں کو آپ نے جہانتک زبان نے یاری دی لعن وطعن ناسزا نالائق الفاظ سے یاد کیا ہے پس اگر یہ قیاس صحیح ہے تو آپ کے والد ماجد یا سوائے بتصرف اسکے شیعہ ہونگے۔

حدیث صحیح مقبول اہل سنت میں وارد ہے۔ جس نے اپنے ماں باپ کو ناسزا کہا گالیاں دیں اس پر خدا کی لعنت ہے۔ پس آپ نے شیعوں میں اپنے ماں باپ یا آقا کو مستثنیٰ نہیں کیا اور عموماً سب کو سبّ و لعن وطعن کیا جن میں آپ کے باپ بھی ہیں تو ضرور آپ اُس تحفہ کے مستحق ہوئے جو حدیث کے آخر فقرہ میں ہے اور کیا عجب باپ نے بوجہ نااہل ہونے کے آپ کو عاق بھی کردیا ہو اسی لئے آپ نے اس رسالہ میں اُن کو باپ نہیں لکھا۔ خیر باپ نے تو یہ سمجھا کہ جسطرح حضرت نوحؑ کا لڑکا نااہل ہو کر گمراہ ہوا اُسی طرح ہمارا اُوت کپوت کہیں کا نہ رہا۔

اور آپ نے محمدؐ ابن ابی بکر کا طریقہ اختیار کیا کہ وہ اپنے باپ کو بُرا سمجھتے تھے اپنی بیزاری اُن سے ظاہر کرتے تھے حضرت ابوبکر نے اُن کو اگرچہ چھوڑ دیا مگر حضرت علیؑ نے اپنا بیٹا کرلیا خلیفہ صاحب اور خلیفہ زادہ کی عزت رکھ لی کہ ان کو کوئی بے باپ کا نہ کہے مگر معلوم نہیں آپ نے بھی کسی کو تجویز کیا ہے یا ابھی تک ولدیت پردہ اختفا میں ہے علاوہ اس کے

کہ آپ نے دل کھول کر شیعونکو ناسزا اور برا کہا۔ حضرت علیؑ کو بھی تو نہیں چھوڑا اور بقاطی و لسانی سے جو دل میں تھا زبان پر آیا اور لکھ مارا اہل سنت کو خاک میں ملانے والی طبع خلافت میں اپنے بھائیون کے دشمن کفر سے توبہ کرنے والے کہم تہمت سب سے تبرا ست وغیرہ وغیرہ نقل کفر کفر نباشد۔ بھلا آپ سے کوئی پوچھے کہ خلافت بلا فصل میں آپ حضرت علیؑ و ابوبکر کے حکم بنے ہین یا حضرت علیؑ کے دشمن جانی اور ابوبکر کے دوست روحانی مناظرہ کا یہہ داب نہین ہے نہ یہہ طریقہ جو آپ نے اختیار کیا ہے۔ آپ نے جو حضرت علیؑ کو سخت اور سست کہا ہے یہہ دو باتون سے خالی نہین اوّل آپ ناصبیون کے فرقے مین شامل ہو گئے ہین مگر کسی وجہ خاص سے سنت جماعت کا باریک برقع اپنے چہرہ پر ڈال رکھا ہے۔ مخبر صادق عالم علم لدنی علیؑ ابن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ کے ارشاد لا تخیر عبدی کو سنکر آپ کو عداوت پیدا ہوئی الحمد للہ کہ کلام امام برحق کی صداقت ہو گئی بالطبع ملام دنیادی کسی امیر یا رئیس معاویہ شاہی سے ایسے ناسزا و ناروا الفاظ کہنے مین کچھ انعام و جاگیر کے طالب ہین کیونکہ معاویہ شامی بھی تو خود حضرت علیؑ کو برا کہتا اور اپنے اعیان و انصار کو برا کہنے کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اور اس کے صلہ مین انعام و جاگیرین دیتا پس کیا عجب کہ اسی کی اولاد و احفاد مین کسی نے آپ سے فرمائش کی ہو مگر کیا خوب ہوتا کہ آپ اس زمانہ مین پیدا ہوئے ہوتے اور یہہ تصنیف کرتے جو اس کام کے لئے خاص تھا تو بہت کچھ آپ کو کامیابی ہوتی مگر خیر اب بھی کچھ مل ہی رہےگا اگر کوئی امیر معاویہ شاہی مال دنیا سے منتفع کرےگا تو شیعہ لوگ بھی آپ کو ایک بہت بڑے انعام سے محروم نہ رکھینگے جو آپ کو غالباً معلوم بھی ہوگا۔

اللہ اکبر ان افعال و اقوال کے بعد بھی آپ کو سید جوہر علیؑ کہلانے کا شوق

دی۔ حضرت اب تو آپ علیؑ کو چھوڑ دیئے اور سیّد کا نام نہ لیجیئے کیونکہ علیؑ کے جوہر آپ کیون ہونے لگے جبکہ اُن کے جوہرون کو آپ داغ بدنما لگانے ولے اور زنگ آلودہ کرنے والے ٹھہرے تو اُن سے اور آپ سے کیا واسطہ ہان جنہیں آپ نے روغن قاز ملکر خواہ مخواہ جوہر دار کر دیا ہے اُن کے جوہر کہلائیے۔ پس جوہر عمرؓ و بکرؓ زید خالد جو زیادہ مرغوب ہو اپنا نام رکھیئے مگر شاید جوہر بکر ہی آپ پسند کرینگے کیونکہ اُنھین پر آپ فریفتہ و دل دادہ ہین اور سچ پوچھیئے تو آپ کو خود ہی علیؑ کے ساتھ جوہر بلانا خوش نہ معلوم ہوتا ہوگا۔ رہا سیّد ہونا وہ علّت سے خالی نہین یا فاطمی یا علوی سو آپ نے علیؑ کو لائق خلافت ہی نہ سمجھا نہ کسی کام کا اسور دین مین اُن سے کوئی کام ہوا ہی نہین بلکہ ہمیشہ بقول آپکے اسنیت کو خاک مین ملانے ولے ٹھہرے۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین یعنی ابوبکر نے دین جاری کیا اور رسالت محمدیؐ کی آبرو رکھ لی۔ پھر ایسے آدمی کو کیون آپ اپنا جد بنا دین اُن کو نہ قبول کرین جو یعسوب الدین تھے پس ان کو چھوڑ دیئے اُن کو اپنے اجداد مین مضبوط پکڑ لیئے چلیئے قصّہ تمام ہوا۔

میان جوہر صاحب شیعہ سے سنّی ہوگئے ہین کوئی شخص خلافت کی بابت اُنسے سوال کرتا ہے اور وہ جواب دیتے ہین جسے آپ نے رسالہ اسرار الہدیٰ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

عذر ہم نے اس رسالہ مین حدیث کا ترجمہ اُردو جو اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے بجنسہٖ بلا تغیر و تبدل الفاظ درج کیا ہے جسے شبہہ ہو کتابون مین دیکھ لے اور عربی عبارت کو چھوڑ دیا ہے فی زمانہ عوام کو اُردو ہی سے زیادہ مناسبت ہے اور سیدھی باتین پسند کرتے ہین عربی کا رواج بہت ہی کم ہوگیا ہے۔ نہ کوئی عربی پڑھتا ہے نہ سمجھتا ہے ہان

عالم اور اہل علم سوا اُن کو جو بہر صاحب کی لیاقت علمی و قرآن و حدیث و تواریخ سے بے بہرہ ہونا ظاہر ہو گیا ہو گا وہ ایسی پوچ و لچر باتون پر کب خیال کرینگے مگر عوام جنکو علم نہین اور نہ حدیثون سے واقفیت وہ البتہ شاید دھوکے مین پڑجاوین لہذا اُنھین کے سمجھنے اور راہ راست پانے کے لئے یہہ جوابات لکھے گئے ہین۔ اور بہ مناسبت نام **نجم الہدیٰ** سے اِس رسالہ کو موسوم کیا ہی۔

سائل آپ سے پوچھتا ہے خلافت کے بارہ مین کون حدیث صحیح اور مفصل ہی یا نہین اگر ہی تو کونسی اور کہان ہی۔

آپ جواب مین فرماتے ہین ترجمہ **حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو سعید سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر سب آدمیون سے مجھہ پر بڑا احسان کرنے والا ساتھہ دینے مین اور اپنے مال خرچ کرنے مین ابو بکر ہی۔ اگر مین اپنے رب کے سوائے کسی اور کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابو بکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہمارے اُس کے درمیان ہی۔

ترجمہ **حدیث** مسجد کی طرف سے سب کے دروازے بند کر دیئے جاوین مگر ابو بکر کا دروازہ کھلا رہنے ~~ف~~۔ مسجد کے صحن سے لگے لگے اصحاب کے دروازے تھے سو حضرت نے وفات کے قریب بند کروا دیئے صرف ابو بکر کا دروازہ کھلا رہا اِس حدیث سے ابو بکر کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اِس مین صاف اشارہ کیا اُن کی خلافت کا بلفظہ۔

جواب بندہ عرض کرتا ہے (حدیث) ترمذی اور امام احمد حبشی بن جنادہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا نے فرمایا علیؑ مجھہ سے ہین اور مین علیؑ سے کوئی میری

طرف سے (بند عہد) ادا نہ کرے مگر مین یا علیؓ ۲۔ حدیث ترمذی مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہو کہ رسولؐ خدا نے اپنے یارون مین ایک دوسرے سے بھائی چارہ کرایا پھر علیؓ آئے اس حال مین کہ آپ کی آنکھون سے آنسو بہتے تھے کہنے لگے (رسول خدا) آپ نے اپنے یارون کا سب سے بھائی چارہ کرایا مجھ مین او کسی مین دینی بھائی کی نسبت نہ کرائی۔ آنحضرت نے فرمایا اے علیؓ تم دین و دنیا مین میرے بھائی اور یار ہو۔

۳۔ حدیث ترمذی مین انس بن مالک سے روایت ہو کہ رسول خدا کے پاس ایک بھنا ہوا ہوا یا پکا ہوا پرند جانور تھا آپ نے فرمایا بار خدایا تیری مخلوق مین سے جو تجھے بہت محبوب ہو اُسے میرے پاس لا کہ وہ میرے ساتھ اس پرند جانور کو کھائے پس آپ کے پاس علیؓ آئے اور کھانا کھایا۔

۴۔ ترمذی مین جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہو کہ آنحضرت نے غزوۂ طائف کے دن حضرت علیؓ کو بلا کر کچھ سرگوشی کی (منافقون نے یا عوام صحابہ) نے کہا کہ بلا شبہ حضرت نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک کانا پھوسی کی۔ آنحضرت نے فرمایا مین نے اُن سے سرگوشی نہین کی بلکہ اللہ نے اُن سے سرگوشی کی۔

۵۔ امام احمد حضرت اُم سلمہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے فرمایا قسم خدا کی رسول خدا کے آخر زمانہ مین آپ کے نزدیک سب لوگون سے زائد قریب علیؓ ابن ابی طالب تھے جس روز مرض موت مین آپ بیمار ہوئے اور جس دن آپکا انتقال ہوا تو حضرت علیؓ کو بلا کر بہت دیر تک اُن سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چُپکے چُپکے باتین کین پھر اُسی دن آپ کا انتقال ہوگیا سو اس اعتبار سے حضرت علیؓ رسولؐ خدا کے آخر زمانے مین سب سے زائد قریب تھے۔ ۶۔ ترمذی مین ابو سعید خدری سے روایت ہے

کہ رسولِ خدا نے علیؑ سے فرمایا اے علیؑ جیسے جنابت پہونچے اور رہنا نے کی حاجت ہو
اُسے اِس مسجد میں گزرنا جائز نہیں بجز میرے اور تیرے ابن منذر نے ضرار ابن مرو سے کہا
اس حدیث کے کیا معنی ہیں ضرار نے جواب دیا کہ میرے اور تیرے سوا اور کسی کو حلال نہیں کہ
مسجد کو راہ گزر بناوے اُس حالت میں کہ وہ جنابت رکھتا ہو ۔ بخاری و مسلم میں
سہیل بن ساعدی سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا میں کل
اس جھنڈے کو جو سرداری کی علامت ہے ایک ایسے شخص کو دونگا جس کی ہاتھوں
سے اللہ تعالیٰ قلعہ خیبر کو فتح کرے گا وہ خدا اور رسولِ خدا کو دوست رکھے گا اور اُسے خدا
اور رسولؐ دوست رکھے گا اور بہت مشہور و معروف بقول فریقین یہہ قصہ ہے کہ پہلے
دن ابوبکر نشان محمدی لیکر قلعہ فتح کرنے کو گئے مگر بے نیل مرام شکست کھا کر واپس آئے دوسرے
دن عمر اُسی نشان کو لیکر بڑے تزک و احتشام سے تشریف لے گئے مگر تقدیر کہ قلعہ فتح نہیں ہوا
اور واپس آئے تب رسولِ خدا نے تیسرے روز حضرت علیؑ کو نشان دیکر بھیجا ۔ انھون نے
فتح پائی ۔ امام احمد نے فضائل میں یہہ بھی لکھا ہے کہ اُس دن لوگون نے آسمان سے
تکبیر کی آواز سنی اور کسی کو یہہ کہتے سنا کہ ذوالفقار کے سوا اور کوئی تلوار نہیں اور علی کی برابر
کوئی جوانمرد نہیں حسان ابن ثابت نے رسولؐ خدا سے شعر پڑھنے کی اجازت مانگی آپ نے انہیں
پروانگی دی انھون نے اُس وقت فرمایا جبرئیل ظاہر ہو کر پکارا بلند آواز سے جو پوشیدہ نہ
تھی اور مسلمان نبی مرسل کے گرداگرد کھڑے دیکھ رہے تھے کہ ذوالفقار کے برابر کوئی تلوار
نہیں اور علیؑ کے مقابل اور کوئی جوان نہیں ۸ ۔ مسلم و بخاری میں حضرت علیؑ کا دروازہ
جانب مسجد کھلا رہنا اور سب کا بند کر دیا جانا حدیث صحیح سے لکھا ہے ۔ مگر اس میں کوئی فضیلت
نہیں جیسے جیسی ضرورت ہوئی آنحضرت نے حکم دیدیا ۔ اب اہل بصیرت غور سے سنین

سرسری نگاہ سے دیکھین کہ ان حدیثون مین کیا لطف ہی اور وہ حدیث جو ہری جس مین خلافت ابوبکر کا ادعا ہی کیا کہتے ہین - جز این نیست کہ ابوبکر احسان کرنے والا ساتھ رہنے والا اپنا مال خرچ کرنے والا اگر رسولؐ خدا کسی کو دوست بنانا چاہتے تو ابوبکر ہی کو بناتے مگر نہین بنایا - لیکن حدیث نمبر ۲ فضائل حضرت علیؑ سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کو دین و دنیا دونون مین اپنا بھائی اور یار بنا ہی لیا اور ابوبکر منہ دیکھتے ہی رہ گئے وہ احسان اور ساتھ رہنا مال خرچ کرنا کچھ بھی کام نہ آیا پس اگر یہی حدیث دعوے خلافت مین پیش کیجاتی ہے جیسا جوہری صاحب نے بہت ہی طمطراق سے اس حدیث کے بھروسہ پر خلعت خلافت سے مخلع کرنا چاہا ہے تو اس کی یہہ اصل ہے رہا دروازہ بجانب مسجد کھلا رہنا اُس کی بابت حضرت علیؑ کا بھی دروازہ جانب مسجد کھلا رکھا تھا جس کی خود مسلم و بخاری گواہ ہین تو غنیمت اس امر مین حضرت علیؑ اور ابوبکر شاید برابر نکلین - مگر حدیث نمبر ۹ مین درج ہے کہ بحالت جنابت سوائے رسولؐ خدا و علیؑ مرتضیٰ کسی کو مجال داخل ہونے مسجد نبویؐ کی نہ تھی البتہ یہہ ایک خاص بات ہی کہ بجز نبیؐ و وصی کے جو دونون معصوم جرایم صغیرہ و کبیرہ سے پاک تھے اُنھین کو خانۂ خدا مین حالت جنب مین بھی دخل کی اجازت تھی کیونکہ یہہ حضرات ہر حالت مین پاک بلکہ پاکیزہ تر تھے نہ اور ارجاس و انجاس کہ اُن کا مسجد نبویؐ مین داخل ہونا بحالت طہارت بھی شک سے خالی نہین - مثل بنی اُمیہ جن کے حق مین آنحضرتؐ نے شجرۂ ملعونہ فرمایا ہی - اور اسی واسطے تو آیہ کریمہ انما یرید اللہ الخ انھین پنجتن کے لئے مخصوص تھا یعنی محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ چنانچہ کتب اہل سنت صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور مشکوٰۃ اور مسند حنبل وغیرہ اور خود حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت اُم سلمہؓ ازواج نبیؐ سے صحیح اور مستند روایتین موجود ہین کہ یہہ آیہ شریفہ جب نازل ہوا تو آنحضرتؐ نے

علیؑ فاطمہؓ حسنؑ حسینؑ کو اپنی عبا میں ایک جا کر کے خدا سے دعا کی کہ الٰہی یہ میرے اہل بیت اور آل عبا ہیں حضرت امّ سلمہؓ نے خواہش کی کہ میں بھی نیچے عبا کے داخل ہوؤں آنحضرت نے فرمایا نہیں۔ اب فرمایئے کیا عذر ہے اگر کہو امّ سلمہؓ دوست اہل بیت ہیں اُن کے فرمانے کا کیا اعتبار تو حضرت عائشہ کو تو سچا اور صدیقہ جانوگے شیعہ بھی تو اس حدیث میں اُن کو صدیقہ کہتے ہیں اور کیوں نہ ہوں ہماری ماں ہیں واجب التعظیم۔ حدیث نمبر ۳ کی وقعت و فضیلت علیؑ مرتضیٰ تمام مخلوق پر لاحظہ کیجیے رسولؐ خدا کی دعا اور خدا کا حضرت علیؑ کو اُن کے پاس بھیجنا اور شریک طعام ہونا حدیث نمبر ۵ آخر وقت موت نبیؐ میں جو معاملہ پیش آیا حضرت امّ سلمہؓ چشم دید سانحہ بیان کر رہی ہیں۔

حدیث نمبر ۷ میں آنحضرت کا یہ فرمانا کہ خدا اور رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہیں وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے پس اس ارشاد نبوی سے تو آپ کے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین جنہوں نے رسالت کی آبرو رکھ لی نہ خدا ہی کے دوست ٹھہرے نہ رسولؐ کے نہ ادھر کے نہ اُدھر کے۔

حدیث نمبر ۴ سے خدا کا ساتھ علیؑ کے سرگوشی کرنا ثابت ہوا۔ واہ حدیث نمبر ۱ واقعی ایک ہی سبحان اللہ محمدؐ اور علیؑ میں کوئی فرق ہی نہ رہا بجز نبوت و خلافت و امامت کے

شعر: من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کیا جوہر صاحب اب بھی آپ نبیؐ و وصیؑ میں بُعد المشرقین فرمائیں گے کچھ تو شرم چاہیے اس کا انصاف اور تمیز حق و باطل اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان پر چھوڑتے ہیں وہ خود سمجھ لیں بعد رسولؐ خدا خلافت کس کا حق تھا کس کی جانب خدا و رسولؐ کا رجحان تھا اور کیا واقع ہوا۔ خدا اور رسولؐ خدا نے تو سیدھی راہ صاف طور پر بتلا دی اب

انسان اگر باغوائے شیطانی ٹیڑھی راہ اختیار کرے تو وہ جانے اُس کا کام اُمّت محمدی مرحومہ کہی گئی ہی اس لیئے کہ دنیا مین اِس اُمّت پر مثل اور اُمّتون کے عذاب و عقاب نہین ہے ورنہ اِن نافرمانیون کا مزا دنیا ہی مین چکھایا جاتا خیر قیامت قریب ہی بہت کچھ ہم دور مین نہ وہ قیامت ہی دور ہے۔

دوسری حدیث جوہری صاحب کی سنئے۔ حدیث بخاری مین جبیر ابن مطعم سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پاوے تو ابو بکر کے پاس آئیو یعنے حضرت نے اُس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اُس نے کہا کہ بھلا بتلائیے تو کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نہ پاؤن ف یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے پاس آنا جو مین کرتا ہون سو وہ کرے گا۔ علما نے کہا ہی کہ اِس حدیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی بلفظہ۔

یہہ حدیث عجب حواس باختہ ہی نہ مبتدا نہ خبر نہ عبارت کا ربط۔

بات اتنی ہی کہ کوئی عورت سائل آئی ہوگی اُس وقت آنحضرت کو کچھ اشغال وعظ و پند درپیش تھی فرمایا کہ پھر آنا جیسا اکثر ہم لوگ عدیم الفرصتی یا کسی سبب خاص سے فقرا کو کہہ دیتے ہین پھر آئیو۔ عورت کی جرأت کو خیال کیجیئے پوچھتی ہے کہ بھلا بتلائیے تو سہی کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نہ پاؤن ـــــ سبحان اللہ حاشیہ چڑھایا گیا ہی یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون یہہ عورت کا خیال کہان سے پایا گیا کہ اُس نے انتقال آنحضرت کے راز سربستہ و اسرار پنہانی کو تاڑ لیا کیا یہہ عورت کوئی فرشتہ تھی یا قوم اجنا سے یا کوئی مجتہدہ فقیہہ تھا کہ رسولؐ خدا سے ایسے بے باکانہ سوال کرے اور اُن کے انتقال پر خبردار ہو کچھ تو اس حدیث کی شانِ نزول ہونا چاہئے۔ عورت کون تھی کس ملک کی

رہنے والی رسولِ خدا سے کیا چاہتی ہے جو اُس وقت آپ سے نہ ہو سکا اور ابو بکر کی خلافت کا مژدہ سنایا۔ ہاں یہہ کہو اگر عورت نے گستاخانہ آنحضرت سے پوچھا ہے ہو کہ اگر آپ نہ ملین تو کیا کرون یعنی سمجہ مین یہہ نہین کہ دنیا ہی سے چلے جائیے تب مین آؤن آپنے فرما دیا ہوگا۔ ابو بکر کے پاس آنا وہ تجھے کچھ دے دیگا جیسا ہم لوگ کہتے ہین کسی سائل کے جواب مین کہ ہم گھر پر نہ ملین تو فلان خدمتگار سے لے لینا۔ آنحضرت کا یہہ فرمانا جو مین کرتا ہون وہی ابو بکر کرے گا۔ اس کے کیا معنے عورت کا ایسا کوئی سخت سوال تھا جو آنحضرت سے ممکن نہ ہوا اور خلافتِ ابو بکر مین منحصر چھوڑ گیا۔ آنحضرت کی خدمت مین کوئی شخص کیسا ہی اہم معاملہ پیش کرتا تو اپنی مراد دلی اور مقصد قلبی کو پہونچتا تھا کبھی کوئی شخص محروم ہی نہین رہا سوائے اس ضعیفہ نحیفہ کے۔ آخر وہ چاہتی کیا تھی جو رسول سے ممکن نہ ہوئی۔ اگر کوئی مسئلہ تھا جس کے جواب دینے کو آپ نے ایسا فرمایا تو نبی اللہ سے یہہ بات غیر ممکن کہ خود جواب ندین اور ایک مدت بعیدہ تک محروم رکھین۔ اگر کچھ قضیہ تھا تب بھی آپ اُسی وقت فیصلہ فرما سکتے تھے اگر کسی محتاج کی سائل تھی تو آپ فوراً اُس کی حاجت روائی کرسکتے تھے جیسا کہ اسی ضعیفہ محتاج کو ابو بکر سے کچھ دلا دیا ہوگا اور کوئی مطلب اس حدیث سے نہین نکلتا۔ افسوس ہے بمقابلہ حدیث فضیلت علی مرتضےٰ جو آفتاب کیطرح چمک رہی ہے ایسی بے سر و پا حدیثین خود ساختہ نصِ خلافت مین پیش کیجاتی ہین معلوم نہین جوہری صاحب کا جوہر اوّل جس سے عقل مراد ہے کس خم افلاطون مین بند کر دیا گیا ہے کہ بہرہ ہی ندارد۔ کیون جوہری صاحب یہی حدیث ہے جس کی رو سے آپ کے علما نے ابو بکر کو بحکم رسول خدا خلافت کا استحقاق دے رکھا ہے سبحان اللہ آپ کے علما پر بیساختہ ہنسی آتی ہے۔ آپ کو خبر بھی ہے کہ اہلِ سنّت اجماع کے قائل ہین اور

اسی پر کل فضلائے اہل سنت کا اتفاق ہے اب مدت کے بعد آپ نے اُس اجماع کو باطل کہہ دیا اور سقیفہ کی کارروائی کو بالکل بے سروپا بنا دیا تو معلوم ہوا آپ کو اپنے مذہب یا مذاہب کی بھی خبر نہیں اور واقعی کیونکر ہو آپ تو ایک ایسی جماعت مین داخل ہوے ہین جو علانیہ دشمن خدا و رسولؐ و اہل بیت اطہار ہے یعنی ناصبی جو قاطبتاً حضرت علیؑ کے دشمن ہین اور خدا و رسولؐ کے بھی دشمن ہین اس وجہ سے کہ امام احمد مطلب بن عبد اللہ بن خطب سے روایت کرتے ہین ترمذی ہین کہ اُس کے باپ نے کہا کہ رسولؐ خدا نے ایک خطبہ مین فرمایا اے لوگو مین تمھین اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے علیؑ ابن ابیطالب کے ساتھ محبت کرنے کی وصیت کرتا ہون جو کنبہ مین سب سے زیادہ قریب ہے کیونکہ اُسے دوست نہین رکھتا مگر کامل مومن اور دشمنی نہین رکھتا مگر منافق اور جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے اُس سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور جو مجھ سے عداوت رکھے گا اُسے خدائے تعالےٰ دوزخ مین داخل کرے گا بلفظہ یہ حدیث اہل سنت کے راویون نے بہت مستند اور نہایت وثوق کے ساتھ لکھی ہے کہ کسی کو مجال دم زدن نہین۔

آپ فرمایئے رسولؐ خدا کی وصیت کی بجا آوری اُنھین الفاظ و کلمات ناملایم سے پائی جاتی ہے جنکو آپ نے اپنے رسالہ **اسرار الہدیٰ** مین حضرت علیؑ کی شان مین نہایت شوخی طبع اور لفاظی اور لسانی سے درج کئے ہین۔ اور اِس پر کیا منحصر ہے ابھی تو آپ اِس سے زیادہ کہنے اور کہلوانے کے متمنی ہین بذریعہ تار برقی اپنی حمایت کیواسطے خبر دینے والے ہین یعنی اپنے بھائیون کو جیسا آپنے آخر رسالہ مین وعدہ کیا ہے۔ مگر یہ آپ کا حیلہ زنانہ ہے آپ ہی کہتے ہین اور آئندہ بھی کہین گے بھائیون کا صرف ایک ہلکا سا

پردہ ڈال رکھا ہے شرم دنیاوی کے لحاظ سے تاکہ سُنی لوگ یہہ نہ کہیں کہ دیکھو کیسا ناصبی اور خارجی پیدا ہوا ہے کیونکہ ابھی تک یہہ لوگ بھی اِن گروہ صناآلہ کو کافر سمجھتے ہیں لیکن خوب یاد رکھیئے کہ شیعہ جو مصداق قول مخبر صادق کامل الایمان ہیں جن کا حدیث مذکورہ بالا میں ذکر ہوا ہے اپنے کمال اور فضل سے ہر مومن اور منافق کو طرز کلام ہی سے پہچان جاتے ہیں وہ آپ کو اچھی طرح جان گئے - اب یہہ دو حدیثیں نص خلافت ابوبکر میں آپ پیش کرتے ہیں -

حدیث بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں کسی کو ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمٰن پاس بھیجوں اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کروں تا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کریں پھر میں نے کہا کہ ابی بکر کے سوائے خدائے تعالے کسی کی خلافت سنانے کا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا یوں فرمایا کہ دفع کرے گا خدا اور مانیں گے مومنین -

حدیث بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا بلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو تاکہ میں اُن کو نوشتہ لکھدوں یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا یا کہے کوئی کہنے کہ میں لائق تر ہوں خلافت کا اور سنانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو -

یہہ دونوں حدیثیں جن کی راوی حضرت عائشہ ہیں عجب خلجان پیدا کرتے ہیں - پہلی حدیث میں (کہ میں کسی ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمٰن پاس بھیجوں اور اُس کو اپنا خلیفہ و ولیعہد کروں) لکھا ہے - دوسری میں (بلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے

بھائی کو تاکہ مین انکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ)

پہلی حدیث مین حضرت نے ارادہ کیا کہ کسی کو دونون کے بلانے کو بھیجون دوسری مین حضرت عائشہ سے ارشاد ہوا کہ بُلالا - پہلی مین ا اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون) دوسری مین اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ -

پس اب اہل انصاف ملاحظہ کرین - رسولِ خدا نے ارادہ بلانے کا کیا مگر کسی کی فہم نہ بُلایا - اور حضرت عائشہ کو حکم بلانے کا دیا - اُنھون نے تعمیل نہ کی - رسولِ خدا کا ارادہ او حکم دونون معطل رہے اور (اُس کو اور انکو) نے اور بھی غضب ڈھایا ہے - پہلی حدیث مین معلوم نہین ابوبکر یا عبد الرحمن کس کے خلیفہ بنانے کا خیال تھا کیونکہ دونون مین سے ایک کو (اُس کو) کا لفظ سمجھا جاتا ہی مگر ہان دوسری حدیث مین اُن کو یعنی ابوبکر و عبد الرحمن دونون کو خلافت کی سند عطا ہونا پایا جاتا ہی پس کیسی مصیبت ہی کہ بیچارہ عبد الرحمن خلافت سے محروم رکھا گیا - یا خدا خلافت نہ ٹھہری بچون کا فرضی تخت شاہی ٹھہرا کہ کبھی اِسے کبھی اُسے بخشا جاتا ہی اور رسولِ خدا کا کلام جو ہرحال و قال مین مطابق وحی بلکہ خود وحی الٰہی تھا بچون کا سا قول خیال کیا گیا ہے نعوذ باللہ منہا - رسولِ خدا خلافت کے معاملہ مین اپنا جانشین مقرر کرنے کا ارادہ کرین اور زبان مبارک سے کبھی فرماوین کہ مین نے ایسا ارادہ کیا ہے کہ ولیعہد و خلیفہ مقرر کرون اور پھر فرماوین کہ مسلمان خود ہی تجویز کر لینگے - یا کہ فلان فلان کو میرے پاس بلا لاؤ اُن کو خلافت نامہ لکھدون اور پھر فرمائین کہ مسلمانون پر یہ امر چھوڑ دیا گیا - معاذ اللہ ایسے اقوال تو عام لوگون سے بھی بعید ہین چہ جائے کہ رسولِ مقبول جن کا ہر ہر کلمہ و کلام ایسے اُمور مین وحی کا یعنی حکم خدا مانا گیا ہے اور بے شک و شبہہ ایسا ہی تھا -

ذرا غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہہ دونون حدیثین ایک ہی زمانہ کی نہین ہین بلکہ پہلی حدیث زمانہ ما قبل کی ہی اور پوری حدیث اس طرح ہی جس کو جوہری صاحب نے کاٹ چھانٹ کر اُس کا خلاصہ اپنے مطلب کے مطابق لے لیا ہی باقی مضامین اور شان نزول کو اپنے مقاصد کے خلاف سمجھکر چھوڑ دیا ہی۔

مگر ہم پوری حدیث بلفظہ لکھتے ہین۔ حدیث بخاری مین اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ اُنھون نے دردسر کی شدت کی وجہ سے کہا ہائے میرا سر۔ نبیؐ نے فرمایا وہ (یعنی تیری موت) اے عائشہ اگر واقع ہوتی اور مین زندہ رہتا تو تیرے گناہون کے لئے بخشش اور رفع درجات کے لئے دعا مانگتا حضرت عائشہ نے فرمایا ہائے مصیبت مجھ کو گمان ہے کہ آپ میرا مرنا چاہتے ہین اگر مین مرجاؤنگی تو آپ اُسی دن کے آخر دوسری بی بیون سے صحبت کرینگے اور مجھے بھول جائینگے آپ نے فرمایا کہ چلو اس ذکر کو جانے دو میرے دردسر کی خبر لو مین نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ کسی کو ابوبکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن کے پاس بھیجون تاکہ اپنے سامنے اُسے اپنا ولیعہد کر جاؤن ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کہین یا آرزو کرنے والے آرزو کرین پھر مین نے اپنے دل مین کہا کہ انکار کریگا اللہ تعالےٰ (غیر ابی بکر کے) خلافت کا اور دفع کرینگے مسلمان غیر خلافت ابی بکر کو یا اس کے برعکس فرمایا۔

مولوی محمد عبداللہ بن عبدالعلی نبیرہ محدث شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب تفریح الاحباب مناقب الآل والاصحاب مطبوعہ اکمل الاخبار دہلی اس حدیث کی تفسیر کے آخر فقرہ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت نے یہہ کلمات ولیعہدی صرف حضرت عائشہ کے خوش کرنے کو فرما دیا تھا اور صدیق کی خلافت بھی مراد تھی۔

یہہ حدیث ایک کہانی دردِ سر کی ہی جیسا زن وشو کے درمیان کلمات فراخ ہوا کرتے ہین اِس سے اور خلافت سے کیا بحث یہانتک تو درست ہے کہ میرے درد سر کی خبر لو مگر آگے صدیقہ کا جوڑ پیوند معلوم ہوتا ہی کیونکہ کہان دردِ سر کی شکایتین کہان ولیعہدی وخلافت کی روایتین بہتیرا کیا ہی اور جڑ کیا ہی۔

مگر ہان اِس حدیث مین یہہ بات قابلِ توجہ اربابِ نکتہ رس ضرور ہے کہ آنحضرت حضرت عائشہ کی موت اپنی حیات ہی مین چاہتے تھے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ اِن بی بی صاحبہ سے جنگ جمل مین کیا کچھ کرتوت ہونے والے ہین کہ ہزارہا بندہائے خدا کا خون صرف ان کی خواہش نفسانی کی وجہہ سے بہیگا اور خلیفہ برحق سے ناحق جدال وقتال کرینگے۔ ہان خوب یاد آیا عہدہ خلافت کو ایسی ہی مفت کی چیز سمجھ کر تو دیکھی تو یہہ بھی بہیلہ خون عثمانؓ خلافت کی ہوتین باپ کو تو خلافت مل ہی گئی تھی بھائی البتہ محروم رہا سو آپ اُس کے قائم مقام ہوتین کیونکہ رسُولِ خدا کا قول صادق ہونا چاہتے تھے بھائی نہ سہی بہن آخر بہن تو ایک ہی باپ کے

اور رسُول خدا کا یہہ فرمانا کہ میرے روبرو تو مرجاتی تو تیرے گناہون کی بخشش کے لئے دعا کرتا معلوم نہین وہ کیسے گناہ تھے جنکی بخشش رسُول خدا کی دعا کی محتاج تھی عجب ہے اہل سنت کی عقل وفہم پر کہ باوجود تصدیق رسُول خدا عائشہ کے گنہگار ہونے کی نسبت پھر بھی اُن کو آیۂ تطہیر مین داخل سمجھتے ہین حالانکہ وہ خود اپنے ہی قول سے منزلون دور بھاگتے ہین۔

دوسری حدیث مرض الموت سقیفہ کی بیان کی گئی ہے مگر یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ انتقال سے کتنے روز پہلے اور باوجودیکہ آنحضرت کی تیمارداری مین سب بنی ہاشم واہل بیت اطہار وازواج ہر وقت وہر لحظہ موجود رہتے تھے کیونکہ بجز ان حضرات کے غیر کا حاضر رہنا ایسی حالت مین آنحضرت کو قطعاً ناگوار تھا دیکھو روایت ابن عمر بخاری وترمذی مین کہ آنحضرت نے

ابوبکر کی بیمارداری قبول نہ فرمائی اور اپنے اہل بیت کو اِس کام کے لئے مختص کیا۔

پس یہہ حدیث مرض الموت مین بجز حضرت عائیشہ کے اہل بیت مین سے کسی نے رسول خدا سے نہین سُنی ورنہ بنی ہاشم مین بیعت ابوبکر مین اختلاف ہے نہ ہوتا اور بلا عذر سب لوگ بجان و دل حکم نبوی منظور کرتے اور سمجھتے شاید حدیث غدیر منسوخ ہوئی ہو۔

اگر کہو کہ جب آپ نے یہہ حدیث فرمائی اُس وقت صرف حضرت عائیشہ ہی تھین تو پھر حضرت عائیشہ نے کیون دونون کو نہ بلایا اور رسول خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی اور یہہ حکم تو خاص اُنھین کے باپ و بھائی کے لئے جلوائے بے دو دتھا ضرور ہی بلا کر سند لکھوا لینی تھی۔ اوّل حدیث مین تو آنحضرت نے یہہ فرما کر ٹال دیا تھا کہ مین نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ دونون کو بُلا بھیجون اور وثیقہ کردون پھر مین نے کہا کہ خود خدا و مسلمان یہہ کام کرلین گے یعنی اِس کی ضرورت نہ سمجھی۔ مگر اِس حدیث مین تو صاف آپ نے فرما دیا کہ دونون کو بلالا مین نوشتہ یعنی خلافت نامہ لکھدون پھر یہہ کہا اور وہ کہا کچھ بھی آپ نے عذر نہین بیان کیا تو حضرت عائیشہ کی فیاضی اور حسن شیری سے بسا بعید ہے کہ اپنے باپ و بھائی ہی کو سند خلافت سے محروم رکھا چہ جائیکہ بدیگران۔

ہان یہہ امر ذہن نشین ہوتا ہے کہ آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ جیسا حدیث قرطاس کے وقت غل غپاڑا شور و شر ہان نہین صحابیون مین برپا ہوا اور حضرت عمر نے رسول خدا کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کرکے حسبنا کتاب اللہ کہدیا جس پر رسول خدا نے سب کو اپنے حجرہ سے نکالدیا ویسا ہی اِس سند کی تحریر کے وقت نہ ہو مگر نہین ایسا نہ ہوتا وہ تو عین مدعا یارون کا تھا اگر ذرا بھی رسول خدا کا اشارہ پاتے تو دس بیس قلم و دوات دو تین دستہ کاغذ آن واحد مین حاضر کردیتے اور لکھنے والے دفتر کے دفتر سیاہ کردیتے۔

پس بات یہہ ہے کہ آنحضرت نے نہ یہ حدیث فرمائی نہ وہ اور اگر فرمائی تو حضرت عائشہ نے حکم رسول اللہ کی تعمیل نہ کی نہ اُس کی تکمیل ہوئی اور آرزو کرنے والے خلافت کے اور گینے والے قریب تر کے واسطے جن کو رسول خدا نے بہ حکم قدیر خم غدیر میں خلیفہ مقرر کیا تھا یہ ان دسیع بلاغار ومحض خالی رہا۔

جب سقیفہ بنی ساعدہ مین جو ایسے کاموں کی پنچایت کو مخصوص تھا خلافت کیواسطے لوگ جمع ہوئے تو وہ ہلڑ مچا کہ خدا کی پناہ تاریخین و روایتین شاہد حال ہین انصار کہتے ہم مین سے امیر ہو مہاجر دعوی کرتے ہم مین سے امیر ہو کوئی کہتا فلان ہو کوئی کہتا فلان غرض کہ وہ دھینگا مشتی لکد کوب ہوا کہ بیچارہ سعد بن عبادہ اُسی جماعت مین پامال ہو گیا۔ بنی ہاشم و اہل بیت اپنی مصیبت مین مبتلا رسول خدا کی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے ان کو کیا خبر باھر دروازہ کے کیا ہو رہا ہے۔ سقیفہ تو دور تھا اور اگر خبر بھی ہوتی تو استغفر اللہ کیا رسول اللہ کی نعش مطہر چھوڑ کر خلافت کی پنچایت مین داخل ہوتے ہرگز نہین جگر جگر ہے اور دگر دگر ہے۔ ایک سنی قائل حق پسند نے کیا خوب رباعی کہی ہے رباعی

انکہ گویند عائشہ در فضل	بہتر از دخت سید البشر است
قول آنہا چسان کنم باور	رشتہ دیگر رگ جگر دگر است

حضرت ابوبکر و عمر بھی اُسی جماعت مین موجود تھے اُنھون نے بھی قیل و قال کی اور لوگون کو سمجھایا بُجھایا حضرت عمر نے ابوبکر کی جہانتک زبان نے یاری دی تعریف کی اور لوگون کو اپنا ہمزبان بنایا کہ ابوبکر سابق الاسلام ہین یار غار ہین جماعت کے امام ہین چنین و چنان مگر تعجب ہے کہ یہہ حدیثین نص خلافت کے جواب پیش کیجاتی ہین اُن سے کوئی تو کیا حضرت ابوبکر و عمر ہی واقف نہ تھے ورنہ ایسے اُتنی جماعت کے لئے ایک ہی فقرہ

حدیث کا کافی تھا اس قدر سعی و جہد بحث طول و فضول کی نوبت ہی نہ آتی سب آمنا و صدقنا کہہ کر خاموش رہتے اور لوگ دفن و کفن رسول خدا سے محروم نہ ہوتے اور فرقہ وہابیہ کو یہ عذر نہ ہوتا کہ جب اصحاب خاص رسول خدا نے ہی انتقال کے بعد زیارت نہ کی اور تجہیز و تکفین میں شامل نہ ہوئے تو ہم بھی انہیں کی تقلید کرتے ہیں اور زیارت کو نہیں جاتے ہمارا کیا قصور ہے بھلا جوہری صاحب تم کو خدا ہی کی قسم ہے کہ کسی تاریخ کسی روایت کسی حدیث میں تم نے لکھا دیکھا ہے کہ سقیفہ میں خلافت میں ایک بھی حدیث ان حدیثوں سے خلافت نصی ابوبکر میں پیش کی گئی تھی یا صرف اور اوصاف ابوبکر کے بیان کئے گئے تھے۔ لیجئے حضرت عمر نے پہلے ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر کی بیعت کی اُس روز چند اور آدمیوں نے شرف بیعت حاصل کیا اور یہی ادھیڑ بن میں مصروف ہوئے کیونکہ خوف تھا کہ تمام دنیا کے مشرک مدینہ منورہ کے گرد اگرد جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں۔ سبحان اللہ خلافت کے لئے یہ جمع یہ کوششیں یہ کاوشیں یہ ہنگامہ یہ دار و گیر اور رسول اللہ کے دفن و کفن کی وہ صورت کہ صرف چند اعزا و اقربا قلب صد چاک و دل اندوہناک نالاں و گریاں تجہیز و تکفین میں مصروف۔ افسوس اور ہزار افسوس اُس اُمت کی دنیا طلبی پر جو اپنے ہادی اور پیشوا نبی اللہ کی نعش مطہر کو بے غسل و دفن چھوڑ کر جب جاہ و مناصب کیواسطے جابجا مجمع کرتے پھرے اور قائم سقائف کی ہو ہمیں خدا اور رسول خدا کے کلام پر اعتماد نہ کرے مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

چون صحابہ حب دنیا داشتند　　مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

کیوں جوہری صاحب جبکہ خداوند جل و علی بذریعہ آیہ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت بدین اسلام کا معرفت اپنے رسول مقبول کی کل اُمت کے لئے مژدہ سُنا

چکا تھا تو اب کس کا خوف تھا اور کس کی مجال تھی کہ اسلام میں رخنہ ڈالے کیونکہ خدا کا وعدہ پکا تھا مگر ہاں اعتقاد و اعتماد اس وعدہ پر اُنھیں انفاس قدسیہ کا کام تھا جو کامل الایمان تھے اور جن کو خدا و رسول نے بروز فتح خیبر اپنا دوست بنایا تھا دیکھو حدیث نمبر ۵ مندرجہ رسالہ ھذا انہ ایسے ویسے جو منتظر بیٹھے تھے کہ ادھر رسول خدا کی روح مقدس علیین میں داخل ہوا اُدھر دوڑ دھوپ کر کے خلیفہ بن بیٹھیں جیسا واقع ہوا۔

آپ کہیں گے وہ دین کا کام تھا اور اسلام کے ضائع ہونے کا احتمال تھا کہ لوگ مرتد ہو جاینگے۔

ہم کہتے ہیں جبکہ خدا نے دین کو کامل ہی کر دیا تھا اور کل نعمتیں تمام کر چکا تھا تو پھر اس وعدۂ خدا پر اعتماد نہ کرنیکی کیا وجہ اگر کچھ بھی ایمان کا لگاؤ ہوتا تو اُسی وعدہ خدا پر مستحکم بھروسہ کر کے ثابت قدم رہتے ہزار شور و شر ہوتا پروانہ کرتے۔

پہلے اپنے رہنما ایمان عطا کنندہ کی تجہیز و تکفین نہایت اہتمام و سرگرمی سے کرتے بعدہٗ مسجد نبوی میں جو اس کام کے لئے موزون و مستحق تر تھی انصار و مہاجر کا اجماع ہوتا اور خلافت کی بابتہ مشورہ ہو کر جس پر کل کا اتفاق ہوتا اُسے خلیفہ بناتے یہ بات البتہ مناسب وقت تھی مگر یہ باتیں کیوں ہوتیں وہاں تو یہ خیال تھا کہ اگر نبی ہاشم و اہل بیت اطہار نے کفن و دفن سے فرصت پالی تو غضب ہو گیا پھر کیسی خلافت کیسا اجماع (خلقت کا ہجوم اُسی طرف ہو گا جس کے لئے بروز خم غدیر منجانب خدا و رسول خلافت و امارت ہو چکی ہے ہم ہوچی کے ہوچی رہ جاینگے یہ وقت غنیمت ہے اسے ہاتھ سے نہ دو اور جب کارروائی بیعت کی شروع ہو گئی تو پھر بھیڑ یا دہنسان امی و جاہل لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے ابوبکر خلیفہ ہو گئے یہ خبر مشتہر ہوتے ہی

پھر کیا تھا بیعت کے لئے گھٹائین چھا گئین اور خاص سے عام بیعت کی نوبت پہنچی مگر نبی ہاشمؐ اسی بات پر اڑے رہے جو بروز خم غدیر رسولؐ خدا سے سن چکے تھے اب تیسری حدیث جوہری صاحب کی سنئے بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ستم ہم یوسفؑ کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو۔ کہو ابوبکر سے کہ لوگون کو خود امام ہوکر نماز پڑہاوے یہہ حضرتؐ نے اُس بیماری مین فرمایا جس مین انتقال ہوا **ف** حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے مرض الموت مین فرمایا کہو ابوبکر سے لوگون کو نماز پڑہاوے مین نے کہا ابوبکر نرم دل مرد ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑہانے کھڑا ہوگا رونے لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنین گے۔ عمر کو فرمایئے کہ نماز پڑہاوے حضرتؐ نے فرمایا ابوبکر سے کہو نماز لوگون کو پڑہاوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو حفصہ نے حضرتؐ سے یہی کہا تب یہہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات مبارک مین پانچ دن صدیق اکبر نے امامت کی یہہ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت کا کہ جو عہدہ خاص حضرت کا تھا یعنی نماز جماعت کی امامت کا وہ اپنی زندگی مین صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی مین کسی کو تاج و تخت دلوے اور یہہ علامت ہے کہ بادشاہ نے اُسے اپنا ولیعہد کیا اور یہی حدیثین حضرت نے خلافت صدیق کی بابت فرمائی ہین بطور نشین گوئی جو نخل سفو رہی منہین ہین۔

جواب یا اللہ عورتون کے کید عظیم سے اپنی پناہ مین رکھ۔

جتنی حدیثین خلافت ابوبکر کی بابت آنحضرتؐ نے فرمائین سب کی سب حضرت عائشہ اُن کی دختر نیک اختر ہی سے ہین اور کسی کو کانون کان خبر تک نہ ہوئی

ہان اس حدیث مین حفصہ کی بھی موجودگی پائی گئی ۔ مگر صرف عائیشہ ہی کے قول سے ورنہ حفصہ بیچاری نے یہہ حدیث کسی سے بیان نہین کی ۔ پس تعجب تو یہہ ہے کہ مرض الموت مین جس کی ہر وقت کی حضوری اور تیمار داری بنی ہاشم و اہل بیت اطہار کے ذمہ تھی اور دیگر ازواج بھی حاضر رہتی ہون گی اور ظاہر ہے کہ اُن تیمار دارون مین مرد بھی مثل حضرت علیؑ و عبد اللہ و فضل ابن عباس و خود حضرت عباس و غیرہما ہر وقت و ہر لحظہ حاضر رہ کر خدمت نبوی کی سعادت حاصل کرتے مگر آنحضرت جو کچھ فرماتے عائیشہ ہی سے حالانکہ پردہ کی آیت بھی نازل ہو چکی تھی اور مرد بھی موجود ہی رہتے مگر اُنھین بی بی صاحبہ سے ارشاد ہوتا کہ (بلا لا اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی عبد الرحمن کو تاکہ سند خلافت لکھدون) اور (کہو ابوبکر سے کہ امام بنکر نماز جماعت پڑھاوے) کیا یہہ ممکن نہ تھا کہ مردون مین سے کسیکو بھیجکر بلواتے یا ابوبکر سے پیغام نماز کا بھجواتے کیونکہ حضرت عائشہ کو حکم پردہ مین بیٹھنے کا تھا اُن کو باوصف موجودگی مردون کے جو باہر جاتے آتے تھے تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی مگر ہان یہہ البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ بخوف بنی ہاشم و اہل بیت اطہار آنحضرت بھی تقیہ کرتے تھے اور ایسی باتین صرف بی بی عائشہ ہی سے فرماتے کہ راز فاش نہ ہو جائے مگر غضب تو یہہ ہے کہ حضرت عائشہ سے تعمیل ارشاد نبوی مین وہ تاخیر اور عذرات بیجا وقوع مین آئے جن کے صلہ مین آنحضرت نے صاف طور پر فرما دیا کہ بفقر تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو ۔ اب اہل انصاف ملاحظہ فرمائین یہہ مثال حضرت صدیقہ پر کہانتک اپنا اثر ظاہر کرتی ہے ۔ حضرت یوسف کے ساتھ والی عورتون کا یہہ قصہ ہے کہ انھون نے جن مین زلیخا سرغنہ تھی

حضرت یوسف کو طرح طرح کے اتہام و الزام جھوٹے مکر و تزویر سے لگا کر معصوم و ناکردہ گناہ کو قیدخانہ مین ڈلوا دیا کہ وہ حضرت انھین سنگار عورتون کی وجہ سے بارہ[۱۲] برس قیدخانہ مین رہے۔ ہم پہلے سمجھتے تھے کہ خداوند عالم نے (اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ) جو شیطان و عورتون کے حق مین فرمایا ہی اس سے ازواج نبی[۳] مستثنےٰ[۱۰] ہون گی کیونکہ ان کے مدارج رفیع ہین۔ مگر اس مثال مندرجہ حدیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت عائشہ و حفصہ بھی اُسی ارشاد خداوندی مین بہمہ صفت موصوف ہین پس نہ معلوم صدیقہ کا خطاب حضرت عائشہ کو کس کے دربار سے ملا ہے اور حفصہ فاروقہ کے معزز خطاب سے کیون محروم رہین اگر باپ کی صداقت نے بیٹی کو صدیقہ بنایا تو دوسری صاحب بھی فاروق تھین اُن کی بیٹی کو بھی فاروقہ کہنا چاہئے۔

اصل یہہ ہے کہ صدیقہ کبریٰ حضرت خدیجہ کا لقب تھا بدیں وجہ کہ آپ نے بنی آدم مین سب سے پہلے آنحضرت[۳] کی تصدیق رسالت کی اور یہہ خطاب غصب ہو کے حضرت عائشہ کو دیا گیا کیونکہ آنحضرت سے کسی حدیث فریقین مین عائشہ کو صدیقہ فرمانا پایا نہین جاتا جیسا اہل سنت کی روایتون مین ابوبکر کو صدیق اور عمر کو فاروق کہنا آنحضرت کی نسبت بیان کیا گیا ہے معلوم نہین جھوٹ یا سچ مگر کچھ اصل تو ہے۔

ابھی نماز جماعت کی امامت جسے جوہری صاحب نے خلافت کا تاج و تخت قرار دیا ہے زیر بحث ہے۔

سنئے جوہری صاحب امامت نماز مین آپ کو یہہ کد و کوشش کیون ہے اور خاص یہہ اور تخت و تاج خلافت سے اسے کیا تعلق ہے جو حضرت ابوبکر کی امامت نماز پر آپ مرے مٹتے ہین اور خواہ نخواہ اُن کو امامت نماز کی بنیاد پر خلافت دئے دیتے

ہین معلوم ہوتا ہے آپ اہل سُنّت کے حدیث و روایات و اقوال صحابہ سے بالکل نادان و
نافہم ہین اور خداے عزّوجل کے احکام سے بھی آپ بیخبر ہین۔
خداوند عالم حکم فرماتا ہے وَارْکَعُوا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ جھکو جھکنے والون کے ساتھ
حسب رسم و رواج اہل سنت زید و بکر کسی کی تخصیص نہین۔ اسی لئے اہل سنت زمانہ
سلف سے آجتک امامت نماز کے واسطے کچھ شرف و منزلت نہین لگائی۔ دُھنا۔
جولاہہ۔ کنجڑا۔ قصائی۔ جیسے دو سو رہین یا دہوین اُس کے پیچھے نماز پڑہ لی کیونکہ خدا
نے جھکنے والون کے ساتھ جھکنے کا حکم فرمایا ہے۔
رہا رسُولِ خدا کا عمل دیکھو صحیح مسلم و بخاری مین ابن عباس اور رافع بن عمرو بن عبید جو
جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ عبد الرحمن بن عوف رسولؐ خدا کی صحت و سلامتی
و موجودگی مین امام جماعت ہوئے اور رسُولِ خدا نے خود اُن کے پیچھے نماز پڑھی اور
کچھ مضائقہ نہ کیا۔

آپ فرمائیے اس امامت نماز پر کیا ناز و فخر باقی رہا او عہدۂ خاص و تاج و تخت
خلافت اول کس کے ہاتھ آیا عبد الرحمن بن عوف یا ابوبکر کے۔ آپ کہین گے
ایّام مرض کی امامت نماز مستند ہے اور جو اس سے قبل ہوا اُس کا اعتبار نہین۔ بہتر اسی
مرض کی حدیث لیجیے۔ کتاب اہل سنت ابوداؤد مین عبد اللہ ابن زمعہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہؐ پر جب مرض کی شدت ہوئی اور مسلمانون کی جماعت مین سے
ایک مین بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ تو بلالؓ نے حضور نماز کے لئے ندا کی فرمایا کسی کو
کہدو نماز پڑھا دے۔ مین باہر آیا ابوبکر موجود تھے مین نے حضرت عمرؓ سے کہا جو بیٹھے
تھے کھڑے ہو جئیے لوگون کو نماز پڑھا دیجئے۔ آپ نے آگے بڑہ کر تکبیر کہی چونکہ حضرت عمر

بڑی آواز کے آدمی تھے رسول اللہ نے ان کی آواز سنکر فرمایا ابوبکر کہاں ہیں وہ نماز پڑہائیں یہہ امامت وجماعت اللہ و مسلمانون کو ناپسند ہے۔ ابوبکر نے وہی نماز عمر کی پڑہائی ہوئی پھر اُلٹ کر پڑہائی۔

آپ غور کیجیے اور انصاف فرمائیے۔ پہلے آنحضرت نے فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے جس کا عربی کا بھی فقرہ لکھ دیتے ہیں فقال مروا من یصلی للناس جس مین کسی کو شبہہ نرہے کہ ترجمہ ٹھیک نہین جب حضرت عمر نے اپنی بڑی آواز سے نماز کی امامت شروع کی تو آنحضرت کو شدت مرض مین سخت ناگوار و تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ نے حکم دیا کہ عمر امامت سے معزول اور ابوبکر منصوب ہون کیونکہ یہہ حضرت نرم دل اور کثیر البکا و دہیمی آواز کے آدمی تھے خیر انھون نے عمر کی نماز کو بحکم رسول خدا اُلٹ دیا اور از سر نو تکبیر سے نماز شروع کی اور تمام۔ پس ظاہر ہے کہ حدیث رسول خدا مین کسی کی قید نہین پہلے آپنے یہی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے مگر صرف عمر کی کریہہ الصوت نے ابوبکر کو امامت کا تاج و تخت دیا اور آواز عمر نے یہانتک تکلیف پہونچائی کہ رسول خدا کو یہہ فرمانا پڑا کہ اللہ و مسلمانون کو یہہ امامت ناپسند ہے جو نماز عمر نے پڑہائی وہ باطل اور ناجائز کیونکہ نماز ہی اُلٹ دی گئی مگر عمر کو آتش مزاجی و غیظ و غضب حضرت عمر سے بہت ہی تعجب ہے کہ اس موقع پر آپ نے نہایت ہی تحمل و عجز و انکسار کو کام فرمایا کہ چُپ کے پیچھے کھسک آئے اور کچھہ نہ بولے کیونکہ انھین ایام شدت مرض مین آپنے رسول خدا کو ہذیان سے نسبت دی اور حسبنا کتاب اللہ کہکر رسول اللہ کے حکم سے عدول کیا۔ دیکھو حدیث قرطاس صحیح مسلم و بخاری مین مگر یہان یہان تو ابوبکر کو امام جماعت بننے کا معاملہ تھا

کیون نہ خاموش رہتے وہان قضیہ برعکس تھا یعنی حضرت علیؑ کی خلافت مقصود تھی۔ کیون جوہری صاحب بھی حدیثین ہین جو نص خلافت ابوبکر پر مصدق ہین اور جن کی رو سے ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ کچھ تو خدا و رسولؐ سے خوف کیجیے اور خلق خدا سے شرمائیے۔ کیون جاہلون کو گمراہ کرتے ہو مگر آپ کسی کی نہ سنینگے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ جس قدر حدیثین خلافت ابوبکر مین پیش کیجاتی ہین بالکل بے سر و پا نہ عبارت کا ربط نہ مبتدا نہ خبر سراسر موضوعی و مصنوعی ہین معلوم نہین کس کی بنائی ہوئی ہین جسے عقل سے بہرہ ہی نہ تھا۔ سر سید احمد خان محقق حال نے خطبات احمدیہ مین لکھا ہے ابوبکر کے متعلق ہم نے کوئی حدیث نہ پائی جس کا صحیح سلسلہ آنحضرت تک پہونچتا ہو یہ حدیثین جو بیان کیجاتی ہین بالکل جعلی اور مصنوعی ہین۔ سر سید احمد خان شیعہ تو ہین نہین نہ کبھی تھے اہل سنت کی ہی کتابون سے دیکھ بھال کر یہ فقرہ لکھا ہوگا۔

اب آپنے حضرت علیؑ کیطرف توجہ کی ہے اور جہانتک آپکی لفاظی و لسانی اور زبان درازی کو وسعت تھی خوب ہی دل کا بخار نکالا ہے۔ مگر یاد رکھیے چاند کی طرف جو خاک اڑائے وہی چاند پر بلکہ خاک اڑانے والا خود ہی اس خاک سے اٹ جائے گا۔ لوگون کی نظر مین گرد و غبار کا پتلا نظر آئے گا۔ اگر حق سے چشم پوشی ہو تو اتنی جو آپنے اختیار کی ہے اور باطل کو بڑھانا چڑہانا ہو تو ایسا جیسا آپنے رات کو دن اور دن کو رات کر دکھایا ہے مگر آپ کیا تمام جہان کے ناصبی و خارجی اگر لاکھ برس تک ہاتھ پیر ماریں اور جھوٹی باتین بنائین تو کیا ہوتا ہے ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
اگر کس تف کند ریشش بسوزد

آپ فرماتے ہین۔ اسی ضمن مین ان احادیث کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جو معتبر اہل تشیع اہل سنت

کی کتب سے استدلال کرتے ہین۔

ہم کہتے ہین صد ہا آتین ہزارہا حدیثون سے اہل حق خلافت حقہ بلا فصل جناب امیرؑ استدلال بمعنی دارد ثابت کرتے ہین اور کور باطنون کو دکھا دیتے ہین کہ دیکھو وہ آفتاب عالمتاب چمک رہا ہی جس کی شعاعون نے تمہاری آنکھونکو چکا چوند کر رکھا ہی

مگر خیر آپ نے دو حدیثین پیش کی ہین یہی ہمارے مدعا کو کافی ہین چلیئے حدیث براء بن عازب سے صحیح بخاری و مسلم مین روایت ہی کہ جب رسولؐ خدا نے قصد غزوہ تبوک کا کیا جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون اور بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیرؑ کو طعن کی کہ رسولؐ خدا آپ کو اپنے ساتھ کیون نہین لیجاتے جناب امیرؑ کو یہہ بات ناگوار گزری شکایت رسولؐ خدا سے کی اور کہا یا رسولؐ اللہ اتخلفنی فی النساء والصبیان یعنی اے رسولؐ خدا آیا خلیفہ کرتے ہو آپ مجھکو عورتون اور بچون پر تب حضرتؐ نے تسلیہ فرمائی اَمَا تَرْضیٰ اَنْ تَکُوْنَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوسیٰ اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی راضی نہین ہوتا ہی تو یہہ کہ ہو تو مجھسے بمنزلہ ہارونؑ کے موسیٰؑ سے مگر تحقیق شان یہہ ہی کہ نہین کوئی نبی بعد میرے۔

سوال آپ کہتے ہین کہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین مگر بچند دلائل معقول اُن کا دعوے صحیح نہین۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین اہل حق وہی معنی لیتے ہین جو حدیث کہہ رہی ہی اپنے مطلب اور دوسرے کے مقصد سے اُن کو کچھ غرض نہین۔ اچھا صاحب ہم اس حدیث کے معنون مین آپ کی موافقت کرتے ہین اب تو خوش ہوئے۔

سوال ۔ آپ کہتے ہین یہہ خلافت جناب امیرؑ کی مثل خلافت حضرت ہارونؑ

کے وقت سینہ پر مخصوص تھی۔

جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ تھے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسی طرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہیئے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں خلافت کا تو میان ذکر ہی نہیں رسول خدا صاف فرماتے ہیں کہ یا علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے یعنی جیسا حضرت ہارونؑ شریک فی النبوت حضرت موسیٰ کے اپنی حیات تک رہے ویسا ہی تم بھی ہو مگر یہ البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اس تشبیہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ جیسا حضرت ہارونؑ تادم حیات حضرت موسیٰ کے شریک فی النبوت تھے ویسا ہی جناب امیر بھی رسول خدا کے شریک فی النبوت رہے ہاں بعد رسول خدا کے نبی کا ہونا محال تھا جس کا استثنا حدیث میں ہوا ہے۔ پس جناب امیر کو دعوے نبوت تو ہے نہیں خلافت بلا فصل کے مدعی ہیں تو کیا انصاف اسی امر کا مقتضی ہے کہ جو شخص حیات رسول خدا میں شریک فی النبوت رہا ہو اسے اُن کی خلافت بھی نہ ملے اور جانشینی و وصیت ہی سے بھی محروم رہے آخر قصور کیا ہوا۔

جوہری صاحب ۔ یہ حدیث خدا ہی نے آپ کی زبان سے نکلوائی ہے الحمد للہ خلافت تو درکنار جناب امیر رسول خدا کے شریک فی النبوت ہو گئے۔ (حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ رہے بلکہ نبی رہے) ہم کہتے ہیں اگر خلیفہ و نبی دونوں رہے تو کیا مضائقہ کیونکہ شرکت فی النبوت میں خلافت ضروری امر ہے۔ حضرت موسیٰ رسول اللہ صاحب شریعت اور حضرت ہارونؑ نبی

وخلیفہ حامی ومددگار معاون وجان نثار ایسا ہی جناب امیر پر قیاس کرو کیونکہ جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسٰےؑ کے ساتھ نسبت تھی بعینہ جناب امیر کو رسول خدا کے ساتھ یکجہتی وبرادری تھی۔ دیکھو حدیث منہ الترمذی علیؑ مجھسے ہے اور مین علیؑ سے۔ پھر اب مغائرت کیا جیسا حضرت موسٰیؑ کی والپسی پر حضرت ہارونؑ نبی وخلیفہ رہے ویسا ہی جناب امیر بھی بعد معاودت رسول خدا خلیفہ رہے اور شریک فی النبوت مثل حضرت ہارونؑ کے مزید بران کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے میرے بعد نبی نہ ہوگا مگر زمانہ حیات کے لیے کچھ استثنا نہین کیا پس وہی مرتبہ جناب امیر کا حیات رسول خدا مین رہا جو حضرت ہارونؑ کا حضرت موسےؑ کے زمانہ مین ورنہ یہہ تشبیہ ہی بے سود وبیکار ہوئی ہے۔

سوال ۔ آپ کہتے ہین اس قسم کی نسبت بسبب ہمرازی کے بیٹی یا داماد ہی کو میسر دیجاتی ہے پس جناب امیر کا چندروز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہوسکتا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین یہہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ حدیث مین منزلت ہارونی عطا ہوئی ہے محافظ پہ معنی دارد جیسا حضرت ہارونؑ کل امت موسوی کے خلیفہ وجانشین ہوئے تھے ویسا ہی جناب امیر بھی۔ اور یہہ عین دلیل خلافت بلا فصل جناب امیر کی ہے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؎

ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ سبھی اعزا واقارب آنحضرتؐ کے موجود تھے جو بقول اہل سنت اہلبیت مین داخل سمجھے جاتے ہینگی تابعیت رکھتے ہین مثلاً جناب عثمان داماد رسول خدا جناب ابوبکر وعمر جنکی دامادی رسول خدا سے تھی حضرت عباس عبداللہ وفضل رسول خدا کے چچا و

چچازاد بھائی جناب زبیر پھوپی زاد بھائی وغیرہ - پھر تخصیص جناب امیرؑ کی کیا تھی کہ آپ ہی کو یہ منصب عالی عطا ہو کوئی خاص وجہ تو ضرور ہوگی کیونکہ حدیثین روائین تاریخین فریقین کی شاہد حال ہین کہ یوم بعثت رسولؐ خدا سے تادم آخر نہ کسی کو خطاب ہارونی ملا نہ غیر حاضری رسول خدا مین اہل قوم کے خلافت و امامت مثل حضرت ہارون کے - وجہ قوی تر یہ ہے کہ خدا و رسول خدا کو منظور ہوا کہ جناب امیر رسول خدا کے خلیفہ برحق حیات رسول خدا مین ہی علی الاعلان مقرر کئے جائین تاکہ بعد ممات رسول خدا کسی کو مجال چون وچرا نہ ہو پس جب آنحضرت غزوہ تبوک کے عازم ہوئے تو حضرت امیر کو مدینہ مین رہنے کا حکم دے کر تشبیہ ہارونی کا خلعت فاخرہ ان کو پہنایا اور اپنا خلیفہ و جانشین و لیعہد بنایا کیونکہ یہی موقع ہی ایسا تھا ورنہ کبھی ایسا نہین ہوا کہ آنحضرت کسی معرکہ جنگ مین تشریف لیگئے ہون اور جناب امیر ساتھ نہ ہون اور مدینہ مین رہگئے ہون - ہر جنگ مین مقدمۃ الجیش تھے علیؑ اور کیون نہ ہون جبکہ خداوند عالم نے قلع وقمع کفار ناہنجار و مشرکان اشرار آپ ہی کی ذوالفقار شرربار ہدیہ خدا و رسولؐ مختار پر منحصر کر دیا تھا جس کی نسبت بروز فتح خیبر جبرئیل وکیل رب جلیل باواز بلند کہہ رہے تھے لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار ۵ اور رسولؐ خدا و تمام صحابی موجود سن رہے تھے دیکھو حدیث اہل سنت نمبر ۸ مندرجہ رسالہ ہذا شاید آپ کہین کہ ہی غزوہ تبوک مین جناب امیرؑ ہمراہ نہ تھے تو اس کی وجہ وہی ہے کہ آپکو منزلت ہارونی عطا ہوئی تھی اگر ساتھ جاتے تو حضرت ہارون کی تشبیہ کیونکر صادق آتی -

علاوہ اس کے اس غزوہ کی بنیاد ہی کیا تھی ادہر پہونچے اور ادہر فتح ہوئی نہ لڑائی ہوئی نہ جھگڑا - رسول خدا خود بھی نہ تشریف لیجاتے اور کسی کو بھیجدیتے تب بھی

فتح ممکن تھی مگر نہیں رسولؐ خدا کا تشریف لیجانا جناب امیرؑ کو خلیفہ و جانشین کر جانا مصلحت خدا و رسولؐ یہی تھی۔

سوال ۔ آپ کہتے ہیں کتب سیر فریقین میں مرقوم ہے کہ حضرت ہارونؑ نے حیات حضرت موسیٰؑ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں بیشک ایسا ہوا حضرت ہارونؑ کا پہلے انتقال ہو گیا مگر یہ تو نہیں ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے اور حضرت ہارونؑ نے قالب کو خالی کیا بلکہ مدت تک زندہ رہ کر شریک فی النبوت رہے اور جب قضا آئی روح نے قالب کو چھوڑا گو حضرت موسیٰؑ کی حیات ہی میں سہی مگر جناب امیرؑ بفضلہ صحیح و سالم دشمنان خدا اور رسولؐ کی سرکوبی و کفش زنی کے لئے زندہ و موجود رہے اور اسی طرح جیسا حضرت ہارونؑ خلیفہ و شریک فی النبوت موسیٰؑ تھے یہ بھی حیات رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت و خلیفہ و بعد اُن کے مثل حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا بلافصل خلیفہ رسولؐ ہوئے۔

یہہ تو فرمایئے کہ حضرت ہارونؑ تو بوجہ انتقال خلافت موسیٰؑ سے محروم رہے اگرچہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی غیبت میں خلیفہ کیا تھا یا یہہ کہہ اپنی قوم اُن کے سپرد کی تھی تو اگر حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو اُمت موسوؑی کے خلیفہ و سردار ضرور ہوتے اور شریعت موسوی کی تکمیل کرتے لیکن جناب امیرؑ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ رسالت محمدیؐ میں تا حیات شریک فی النبوت و خلیفہ رہ کر بعد ممات باوصف زندہ رہنے و بہمہ صفات موصوف ہونے کے خلافت بلافصل سے محروم کئے گئے آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے۔ رسولؐ خدا نے تو

(لا نبی بعدی) فرمایا ہے (لا خلافت بعدی) نہیں ارشاد کیا - رسول خدا کو حضرت ہارون کے انتقال کی خبر تھی کہ حضرت موسیٰ کی حیات میں ان کا انتقال ہوا گر تشبیہ انھیں سے دی جو شریک فی النبوت و خلیفہ موسوی تھے پس کیسا غضب ہے کیسی حق تلفی و حق پوشی ہے کہ جسے رسول اللہ اپنی حیات سراپا خیر و برکات میں شریک فی النبوت اور اپنی غیبت میں خلیفہ و جانشین برحق بنائیں اُسے بعد وفات رسول کے اُمت مغضوبہ تعصب و اغراض نفسانی سے باغوائے چند دنیا طلبان یون معطل و بےکار کر دے اور خلافت کے بھی لائق نہ سمجھے اور اپنی گون کا خلیفہ تجویز کرے جس سے دنیاوی مناصب و مراتب ملنے کی اُمید ہو افسوس صد ہزار افسوس -

سوال - آپ لکھتے ہیں حضرت ہارون حضرت موسےٰ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر میں کلان اور نبوت میں شریک اور گویائی میں افصح البیان - جب ان جملہ مراتب میں سے جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیونکر آپ خلیفہ بلا فصل ہو سکتے تھے -

جواب - ہم کہتے ہیں یہہ سوال رسول خدا سے کرنا چاہتے تھا - آپ کے صدیق اکبر العیاذ بالله وغیرہ نے کیون نہ پوچھا کہ یا حضرت جبکہ حضرت علیؑ میں حضرت ہارونؑ کے مراتب میں سے ایک بھی نہیں ہے تو آپ کیون اُن سے تشبیہ دیتے ہیں اور مجھے جو آپ خلیفہ بنا چکے ہیں جس کی میری بیٹی صدیقہ گواہ ہے - آپ کیون بھول گئے مگر یہہ خیال کیا ہوگا کہ تیرہ سو برس ۱۳۰۰ بعد ہمارے عاشق زار میان جوہر صاحب پیدا ہون گے وہ شیعون سے پوچھ لین گے - اب ہم سے سنیئے - یہہ حدیث مخبر صادق کی ہے جن کا ہر کلام وحی الٰہی تھا جب حضرت علیؑ بمنزلہ حضرت ہارونؑ کے ہوئے تو سب مراتب ہارونی پر قبضہ بلا شرکت غیرے پا گئے - وہ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے - یہہ رسول خدا کے چچازاد بھائی

وہ چچا کہ جس نے رسول اللہ کی پرورش کی اور ہر حال میں سینہ سپر و جان نثار رہا پس آنحضرت نے انھیں حقوق عموی کی وجہ سے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی و یار دین و دنیا دونوں کا بنایا دیکھو حدیث نمبر ۲ ترمذی مسند رجم رسالہ ہذا ۔ اور اس حدیث نے تو کچھ پردہ ہی نہ رکھا جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے ویسا ہی حضرت علیؑ حضرت رسول خدا کے حقیقی بھائی ہو گئے کیونکہ آپ نے حدیث میں بمنزلہ ہارون کا لفظ فرمایا ہے نہ بمثل وغیرہ ۔

اور نبوت میں شریک ہونا بھی بمثل حضرت ہارونؑ کے ۔

اور افصح البیان ہونا بھی غرضکہ جو مراتب و صفات ہارونی تھے بعینہٖ سب حضرت علیؑ کو مل گئے ۔ اور یہ خدا کی دین ہے اس میں کسی کا اجارہ نہیں ہے ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال   کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے

عمر میں کلاں و خورد ہونا یہ کیا بات ہے یہاں مدارج و مراتب کا ذکر ہے یا بڑائی و چھوٹائی کا ۔ حضرت موسیٰ صاحب شریعت ۔ رسول اللہ تھے حضرت ہارونؑ باوصف عمر زیادہ ہونے کے نبی شریک فی النبوت و خلیفہ پھر عمر زیادہ ہونے کی کیا فضیلت ہوئی حضرت علیؑ کا افصح البیان ہونا اگر تاریخیں و روایتیں دیکھو تو معلوم ہو حال کی تصنیف تنقید الکلام مصنفہ مسٹر امیر علی صاحب بیرسٹرایٹ لا جج ہائی کورٹ کلکتہ سنی المذہب نے حضرت علیؑ کو اعلم الناس بعد رسول خدا کے تاریخوں روایتوں سے چھان بین کر کے لکھا ہے ۔

مولوی عماد الدین سنی المذہب جو عیسائی ہو گئے ہیں اعجاز قرآنیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے اقوال کلام اللہ سے بلاغت و فصاحت میں بڑھے ہوئے ہیں اور

قول حضرت علیؑ اور کلام اللہ کی آیتین لکھ کر دکھلا دیا ہے مگر ہم اس پر اعتماد و اعتقاد نہین رکھتے کہ کلام اللہ پر کسی کے کلام کو سبقت ہوا ایک محقق کا خیال ذکر کرتے ہین اور بہت سی روایتین صدہا حدیثین حضرت علیؑ کی افصح البیانی کی تصدیق کرتی ہین مگر ان سب کو طاق پر رکھ دو اور مخبر صادق کے قول پر اعتماد کرو ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا یہ حدیث مقبولۂ فریقین ہے اور شہرت عام رکھتی ہے اللہ بس باقی ہوس ۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین حضرت رسول خدا نے جو تشبیہ کہ جناب امیرؑ کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کی حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیرؑ بھی حیات مبارک رسول خدا مین خلیفہ رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰؑ حضرت یوشعؑ بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اسی طرح سے بعد وفات رسولؐ خدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے ۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین جناب امیرؑ حضور رسولؐ خدا مین شریک فی النبوت و خلیفہ اور غیبت مین خلیفہ مطلق رہے تشبیہ سے یہی ثابت ہے پس بعد وفات رسولؐ خدا وہی مستحق تر خلافت کے ہونگے جو حضور مین شریک فی النبوت و خلیفہ و غیبت مین خلیفہ مطلق رہے ہین ابوبکر کا خلیفہ ہو جانا اور حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا جھگڑا اور نادان آدمیون کا جوڑ توڑ ہے ۔ یہی تو ہم پوچھتے ہین کہ رسولؐ خدا کی حیات مین بقول آپ کے جو خلیفہ رہا ہو بعد وفات اُس کی خلافت پر کیون نہ اجماع ہوا اور رسولؐ خدا کے حیات کی خلافت کیون بیچارہ سمجھی گئی آپ

کھین سے گئے سلمان راضی نہ ہوئے ہم کہتے ہین سلمانون کو بھائیون چچونکو
آپکے صدیق نے جو ہر قول رسول خدا کی نسبت صدقت یا رسول اللہ کہتے رہے
کیون نہ جاہلون کو سمجھایا۔ اور حدیث کے معنی و مطالب ذہن نشین کئے
نکہ خود ہی خلیفہ بن بیٹھے ۔ سبحان اللہ ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند بھلا
جوہری صاحب یہ تو فرمائیے کہ اس حدیث سے اور ابو بکر سے کیا لگاؤ و مناسبت
ہے جو حضرت یوشع بن نون کی طرح خلیفہ ہو گئے کیا حضرت یوشع بھی چند جاہلون
کے اجماع سے خلیفہ ہوئے تھے ۔ یا اُن کو خود حضرت موسیٰ نے اپنا خلیفہ کیا
تھا یہی تو بھید ہے کہ امامت و خلافت من جانب اللہ و رسول ہوتی ہے جیسا حضرت
یوشع و حضرت علی خلیفہ و جانشین ہوئے دوسرون پر اجماع ہوا تو ہوا کرے اس اجماع
کی حقیقت ہی کیا ہے جس مین قوم کے شرفا و نجبا شامل نہون ۔ دیکھو حدیث مسند حسب
ذیل امام احمد انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ ہم نے سلمان فارسی سے
کہا کہ رسول خدا سے پوچھو کہ اُن کا وصی کون شخص ہے پس سلمان فارسی نے
رسول خدا سے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران کا کون وصی تھا سلمان نے
جواب دیا کہ یوشع بن نون فرمایا میرا وصی میرا وارث میرے وعدہ کا وفا کرنے
والا علی ابن ابی طالب ہے پس اب تو کوئی شک باقی نہ رہا ۔ اور آپکے صدیق دودہ
کی مکھی کی طرح خلافت سے الگ ہو گئے کیونکہ یوشع بن نون کا بھی مرتبہ جناب امیر
ہی کو ملگیا

سوال آپ کہتے ہین جب رسول خدا نے (انہ لا نبی بعدی) کو کہ جملہ خبریہ ہے
استثنا فرمایا تو منصب یعنی نبوت درصورت حیات حضرت ہارون ابد مجانب

حضرت موسیٰؑ ہارونؑ سے جدا نہ ہوتا جیسا کہ بسبب استثنا کے جناب امیر سے قطعاً جدا ہو گیا...

جواب ہم کہتے ہیں۔ ہم نہ جملہ خبریہ جانیں۔ نہ جبریہ و قدریہ۔ صاف بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد نبی ہوئے ہیں۔ حضرت رسول خدا خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد رسول و نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے (انّہ لا نبیّ بعدی) فرمایا کہ حضرت علیؑ کو بعد میرے کوئی نبی نہ سمجھے مگر خلیفہ جو میں نے اپنی حیات ہی میں کر دیا ہے۔ سو یہی حضرت علیؑ کو دعوےٰ تھا اور اُن کے تابعین کو اب تک ہے کہ جب آپ حیات رسول خدا میں خلیفہ ہوئے تو بعد وفات بدرجہ اولیٰ جانشین و وصی و ولیعہد و خلیفہ کا منصب آپ کو ملا۔ استثنا نبوت کا ہوا ہے نہ خلافت و امامت کا جدائی نبوت سے ہوئی ہے نہ کہ خلافت سے تمہاری اُلٹی سمجھ ہے جملہ خبریہ کو وظیفہ بناؤ اور شہد لگا کر چاٹو۔ حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو بعد حضرت موسیٰ کے خلیفہ ہوتے حضرت علیؑ حیات میں بھی خلیفہ رہے اور وفات کے بعد بھی خلیفہ بلا فصل۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

سوال — آپ کہتے ہیں ولو فرضنا۔ حضرت ہارونؑ بعد حضرت موسیٰؑ کے زندہ بھی رہتے بلاشبہ رسول مستقل رہتے اور بدستور دیگر انبیاء اللہ کے ضرور ہی تبلیغ احکام شریعت فرماتے چونکہ جناب امیرؑ میں یہ صفت نہ تھی پھر استحقاق خلافت کیسا۔

جواب — ہم کہتے ہیں حضرت ہارون اگر زندہ رہتے جو خدا حکم دیتا وہ کرتے

(ضروری تبلیغ احکام شریعت کرتے) خدا کو علم ہے کیا کرتے کیا نہ کرتے۔ ہاں یہ خیال میں آتا ہے تکمیل شریعت موسوی کرتے (کیونکہ حضرت موسےٰ کی خلافت اُن کو ملتی) پس جبکہ حضرت علیؑ میں صفت خلافت موجود تھی اگر اُنکو تم لوگ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ پر عمل کرکے خلیفہ بناتے تو تکمیل شریعت محمدی کرتے اور خدا کے احکام و رسول ص اللہ کے فرمان پر پورا پورا عمل ضروری ہوتا۔ اسلام میں جو رخنہ پڑا اور بہتر ۷۲ فرقہ ہوگئے یہ کچھ نہ ہوتا سب کو سیدھی راہ ملجاتی گمراہی کا طریقہ بند ہوجاتا احکام خدا میں تاویلیں بیجا۔ احادیث نبوی کی توجیہیں رکیک نہ ہوتیں اسلام ایک ڈھرے پر لگ جاتا جس سے جنت کا رستہ قریب تھا غرضکہ سب کچھ ہو رہتا اور اسلام اپنا آپ ہی نظیر بنتا مگر ہاں دنیا نہ تھی جس پر اُمّت فریفتہ ہوئی۔ دین تھا جس سے روگردانی کی بس یہی بات تو تھی کہ دنیا طلبوں نے حضرت علیؑ کو اپنی گوں کا نہ پایا اور رسول ص خدا کا انتقال ہوتے ہی یاروں نے بساط خلافت بچھا کر زمانہ کا رنگ بدل ہی دیا اور ایک نئی دنیا قائم کردی۔

سوال — آپ کہتے ہیں حدیث شریف میں استثنا منقطع موجود ہے اگر اُس کو شیعہ استثنا متصل خیال کریں تو اِس صورت میں حدیث رسول ص خدا کی صریح تکذیب ہوتی ہے قطع نظر اِن جملہ امورات کے کہ شیعہ بتادیں کہ حدیث موصوفہ میں کونسا لفظ ایسا ہے جس سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیرؑ پائی جاتی ہو ہاں اگر فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہ عین مذہب سنت والجماعت کا ہے۔

جواب — ہم کہتے ہیں استثنا منقطع ہو یا غیر منقطع یا اور کچھ مگر

نبوت سے استثنا ہے خلافت سے نہیں ہے۔ اور بعد رسول خدا کے نہ کہ حیات
مین پس اصل حق حیات رسول خدا ہی سے خلافت حقہ جناب امیرؑ کے قائل ہین جیسا
تم کو بھی عذر نہین ہے کہ حیات رسول خدا مین جناب امیرؑ خلیفہ تھے۔ پس خلافت
جناب رسول خدا کا سلسلہ تا دم آخر حیات و لبعد ازان بعد وفات رسول خدا
حیات جناب امیرؑ کے دم آخرین تک قایم رہا۔ اس کا استثنا حدیث مین
نہین ہے۔ اور وہی (لفظ بمنزلہ ہارونؑ) سند حجہ حدیث ہذا نفی خلافت
خلفاء ثلثہ پر دلیل کافی و وافی ہے۔ کیونکہ جب خلافت کا سلسلہ حیات
اور بعد وفات بدستور قایم رہا۔ پھر غیر کی گنجایش کہا۔ سبحان اللہ فی
وقت من الاوقات کی خوب ہی دل بہلاؤ کہانی ہے جسے سنکر بچے شیر خوار
بھی ہنستے ہین ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ ابھی تو آپ
ابوبکر کی خلافت ثابت کر رہے تھے۔ اب ثانی و ثالث کدہر گئے آکو دے
بیل نہ کودا کودی گون۔ ہم تماشا دیکھے کون۔ حدیث حضرت علیؑ کی شان
مین شرکت فی النبوت و خلافت فی غیبت اُن کی ذات خاص سے مختص
آپ کے خلفاء ثلثہ تو اس سے مشرق و مغرب کا فاصلہ رکھتے ہین مگر ہان
خلافت ترتیبی کے خیال نے آپ کو فی وقت من الاوقات کہنے کا موقع
دیا ہے۔ اب ہم آپ سے خصوصاً اور تمام دنیا کے سنیون سے
عموماً پوچھتے ہین کہ خلافت جناب امیرؑ کی جو حیات مین تا دم واپسین
رسول خدا رہ کر جس کے تم بھی قائل ہو گئے ہو بعد وفات کے ۲۵-
۲۶ برس تک کیون معطل و بیکار ہو گئے اور رفتے وقت من

الاوقات پر منحصر کرنے کی کیا وجہہ کیا کوئی استثنا حدیث مین ہے کہ ابوبکر عمر عثمان جب خلافت کر لینگے تب جناب امیرؑ کی طرف پھر خلافت رجوع کرے گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔

اب سنئے شان و نزول اس حدیث مقدس کی جو آپ نے بیان کی ہے (کہ جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون و بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا اور کفار اشرار نے طعن کی اُس پر آپنے رسول خدا سے عرض کیا کہ آپ مجھے عورتون و بچون پر خلیفہ کرتے ہین) تب یہہ حدیث آنحضرت نے فرمائی شاید ایسا ہوا ہو مگر اس حدیث نے تو کفار اشرار و اُن کے ہم خیال و ہم زبان کے طعن کو خاک مین ملا دیا اور جناب امیرؑ کو تاج ہارونی پہنا کر تخت شرکت فی النبوت و خلافت بلافصل پر بٹھا دیا۔ پھر بھی وہی عورتون و بچون کی محافظت جیسا آپکو اب تک اُسی قول کفار اشرار پر اصرار ہے اور حدیث نبوی سے انکار پس نہین معلوم آپ کیسے مسلمان ہین کہ قول کفار کے مصدق و مخبر صادق کی حدیث کی تکذیب ہے

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

کیا حضرت موسیٰ نے حضرت ہارونؑ کو بھی حکم دے کر خلیفہ مقرر کیا تھا کہ عورتون و بچون کے لئے آٹا دال نمک تیل بازار سے لا دینا اور دروازہ پر پہرہ کر اُن کی محافظت کرنا یا رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ تم کو بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ تو کر جاتے ہین مگر بجز محافظت عورتون و بچون کے اور کچھ نہ کرنا جیسا اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مکتوم کو امامت نماز

کا حکم دیا تھا واعجبا تنقیص شان و منزلت حضرت علیؑ میں کیسی بے سروپا باتیں بنائی جاتی ہیں اور ایسی تاویلیں اور توجیہیں رکیک حکم خدا و رسولؐ میں قایم کیجاتی ہیں جن سے آیت و حدیث کے معنے و مطالب الٹ پلٹ جاتے ہیں مگر کچھ ہی ہو اہل سنت کو خلافت ابوبکر ہی مان لینا واجب ہے - عبد اللہ ابن مکتوم کی پخ اس حدیث میں اس لئے لگائی گئی ہے کہ کوئی یہہ نہ سمجھے کہ حضرت علیؑ نماز بھی پڑہاتے تھے ورنہ پل امامت نماز ابوبکر جو خلافت کی جبسٹر بنائی گئی ہے حضرت علیؑ بھی امام جماعت بن کر خلیفہ نہو جائیں پس کوئی نہ کوئی روڑا چلتی گاڑی میں اٹکا دینا چاہتے تھے - امامت نماز کی اصلیت و وقعت ہم نے بحث امامت نماز میں لکھدی ہے کہ رسول خدا نے خود ہی عبد الرحمن ابن عوف کے پیچھے نماز پڑہ لی اور مرض الموت میں آپ نے امامت نماز کے لئے کسی کی قید نہیں لگائی یہہ فرمایا - (کسی کو کہدو نماز پڑہا دے) پس غزوہ تبوک کو جاتے وقت آنحضرت نے حضرت علیؑ کو بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ و جانشین کیا جیسا کہ حضرت ہارونؑ کل قوم پر سردار و خلیفہ مطلق ہوئے ویسا ہی حضرت علی بھی سردار و خلیفہ مطلق ہوئے پھر یہاں عبد اللہ ابن مکتوم کی کہاں گنجایش رہی اور امامت نماز اس بیچارہ کو کیونکر نصیب ہوئی ہاں اگر اس حدیث میں امامت نماز کا استثنا ہوتا تو ہم مان بھی لیتے اور کہتے کہ جب امامت نماز کی وقعت ہی کچھ نہیں ہے رسول خدا عام مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑہا کرتے تھے اور حکم دیتے کہ کسی کو کہدو نماز پڑہا دے - تو یہہ استثنا چہ معنی دارد -

بات یہہ ہے کہ خلافت مطلق جناب امیر میں عبد اللہ ابن مکتوم نے کبھی بحکم آپ کے نماز پڑہا دی ہوگی اس پر یہہ بات کا بتنگڑ بنا لیا گیا ہے ورنہ کچھ اصل نہیں - اسی لئے جوہر صاحب نے اس امامت کا ذکر ہی نہیں کیا کہ کون ایسی بے سروپا بات

کھ کر خجالت اٹھاوے۔
حدیث خم غدیر یا معشر المسلمین الست اولی بکم من انفسکم قالو بلی۔
قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔
اے گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے بارخدایا دوست رکھ اُس شخص کو جو دوست رکھے اُس کو اور دشمن رکھ اُس کو جو دشمن رکھے اُس کو۔
غضب تو یہ ہے کہ تم حدیث کو کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیتے ہو اور جو جی مین آیا معنی بیان کر کے اناپ شناپ بکے جاتے ہو۔ حدیث کے پورے فقرات تو لکھ دیتے جو اہل سنت کی کتابون مین لکھے ہین اور اُن پر پھر اپنی بڑ ہانکتے۔ اہل سنت نے معنون مین ایچ پیچ کیا ہے مگر فقرے پورے لکھے ہین تم اُن مین بھی تصرف کرتے ہو۔ نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسولؐ۔
حدیث صحیح۔ عن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالو بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالو ابلی۔ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

فلقیہ عمر بعد ذالک فقال ھنیئاً یا ابن ابیطالب اصبحت وامسیت مولےٰ کُلِّ مومن ومومنۃ رواہ احمد وفی روایتہ لہ اللّٰھم فانصر من نصرہ واخذل من خذلہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ -

ترجمہ بلفظہ امام احمد برا ابن عازب سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا جب غدیر خم (ایک بستی کا نام ہی) پر اُترے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان اور دوست ہون - حاضرین بولے جی ہان ہم خوب جانتے ہین - پھر فرمایا کیا تمہین معلوم نہین کہ مین ہر ہر مومن کے ساتھ اُس کی جان سے زاید مہربان ہون - لوگون نے کہا ہان آپ ایسے ہی ہین - بعد آنحضرت نے فرمایا - خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے - بارخدایا جو علیؑ کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ - اور جو اُس سے دشمنی کرے تو بھی اُس کو دشمن جان -

اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے ملاقات کرکے فرمایا اے ابوطالب کے بیٹے تمہین خوشی ہو تم ہر وقت صبح وشام ہر مومن مرد اور مومن عورت کے دوست ہو - اور امام احمد کی ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بارخدایا جو علیؑ کی مدد کرے تو اُس کی مدد کر اور جو اُسے رسوا کرنا چاہے تو اُسے ذلیل کر اور جو اُسے دوست رکھے تو اُس کو دوست رکھ اور جو اُس سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن ہو -

یہ حدیث وترجمہ اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے جسے آپ نے براہ تعصب

و دشمنی ترمیم و تنسیخ کرکے مختصر الفاظ پر محدود کر دیا ہے - ہماری غرض پوری حدیث لکھنے سے آپ کی خیانت و بددیانتی ثابت کرتا ہے اور یہہ دکھانا ہے کہ آپ کی باتین سب ایسی ہی بے سروپا مکر و تزویر کی تصویرین ہین خدا آپکے مکر سے لوگون کو بچاوے اور اپنی حفظ و امان مین رکھے -

پہلے ہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے معنی پر بحث کرتے ہین کہ آیا اِس کے کیا معنی اور مطالب ہین مولا کے معنے لغتہً اور اصطلاحاً جو کر نیے ہین اہل سنت نے بہت ہی کچھ پیچ و تاب اور اضطراب و اضطرار ظاہر کیا ہے مگر کچھ بن ہی نہین پڑتی - اب آخر زمانہ مین مولا کے معنے دوست کے بیان کئے گئے ہین - مگر اس پر بھی اتفاق نہین کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ - اصل یہ ہے کہ اگر مولا کے معنے صحیح لیئے جاوین تو البتہ حق بات سبھی کی زبان سے نکلے مگر جبکہ حق سے انحراف ہی پر کمر باندہ لی تو پھر جو چاہین کہین کوئی کسی کی زبان نہین پکڑتا - اور مفسرون کو جانے دو اسی حدیث کے ترجمہ پر اور اپنے ترجمہ پر غور کرو تم کیا کہتے ہو اور اس حدیث کا مفسر و مترجم کیا کہہ رہا ہے تم کہتے ہو - اے گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے -

مترجم حدیث کا ترجمہ - علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین جو مومنون کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان ہون - یہی بات مکرر فرما کر فرمایا خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے اب خیال کیجئے زمین اور آسمان کا فرق ہوگیا - ایسا ہی اور کسی سے ہو لے

کے معنے پوچھئے تو دوسرا ہی راگ الاپے گا - بہر حال نہ یہ درست ہے نہ وہ نہ دوستی کے معنے سوائے حشر تک ہو سکتے ہیں اسی حدیث کے آخر فقرہ میں (واحب من احبہ) جو اُسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ - لکھا ہے - اب فرمائیے ایک ہی حدیث میں ایک جگہ دوست رکھنے کو من کنت مولیٰ اور دوسری جگہ واحب من احبہ لکھا جاتا ہے یہ کیسے معنی ہیں بالکل ہی شرم نہیں رہی اور ابوبکر کی خلافت نے ایسا مخمور کر دیا کہ آنکھ ہی نہیں کھلتی -

تمام حدیثیں رسولؐ خدا کی جو کتب اہل سنت میں مسطور و مذکور ہیں ہم نے ایک میں بھی دوست کو سوائے کے معنے میں نہیں دیکھا اور نہ کہیں نشان و پتہ ہے - حضرت علیؑ کے فضائل میں جو حدیثیں لکھی ہیں - اُن میں حسب ذیل فقرات لکھے ہیں بطور نمونہ پیش کیئے جاتے ہیں - ترمذی میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے لا یحب علیاً منافق نہیں دوست رکھتا علیؑ کو منافق -

حدیث جنگ خیبر بریدہ سے یحب اللہ و رسولہ - علیؑ کو خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہیں - امام احمد مطلب بن عبد اللہ حنطب سے روایت ہے لا یحبہ الا مومن فمن احبہ فقد احبنی ومن احبنی ادخلہ اللہ الجنۃ علیؑ کو دوست نہیں رکھتا مگر مومن جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا - اور میرا دوست رکھنے والا جنت میں داخل ہو گا -

عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا من احبک فقد احبنی جس نے علیؑ کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا -

مسلم مین زر بن جیش سے روایت ہے لا یحبنی الا مومن علیؑ کو مومن کے سوا دوست نہ رکھے گا۔

پس حدیثون مین دوست کے معنون مین یہہ الفاظ مستعمل ہوئے ہین اور قرآن مجید مین ان اللہ یحب المحسنین ولا یحب اللہ وغیرہ موجود ہین پھر خاص کیا وجہ ہے کہ اسی حدیث غدیر مین مولے کے معنے دوست کے لئے جاتے ہین حالانکہ اس مین بھی احب من احبہ دوست کے لئے موجود ہے بھائیو کلام خدا کلام رسول اللہ دیکھو صدہا جگہہ پر دوست کے معنون مین یہی الفاظ ملین گے۔ اگر مولے کے لفظ پر دوست کے معنے رسولؐ خدا کی حدیث سے کوئی ثابت کردے بجز اس حدیث غدیر کے تو ہم ہارے۔ ہم سچ کہتے ہین کہ کہین بھی ایسا لفظ نہین ہے جو مولے کے معنے دوست پر صادق آوین۔ آخر حق پوشی و دین فروشی کی کچھ انتہا بھی ہے۔ جبکہ صدہا حدیثین رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کی شان مین فرمائین جن مین ان سے دوستی رکھنے کی تاکید اکید ہے اور تمام فضائل ومناقب ان کے علے رؤس الاشہاد بیان کردئے تو اب اس حدیث دوستی کے فرمانے کی کیا ضرورت رہی ہان یہہ بات ہے کہ اس مین برخلاف اور حدیثون کے مولے کا لفظ استعمال کیا تو ضرور کوئی وجہ خاص ہونی چاہئے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ یہہ حدیث شریف وفات سے دو ہی مہینے قبل کی ہے اور حجۃ الوداع کی مراجعت مین جس کے بعد نہ کوئی حج ہوا نہ کہین کا سفر بلکہ آنحضرتؐ کا دو مہینے بعد انتقال ہی ہوگیا۔ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی بھی نازل ہو چکا یعنی دین کا کمال اور نعمتون کا

تمام ہونا ۔ پس اب کیا باقی رہا صرف خلافت یعنی رسولؐ خدا کی نیابت اور قائم مقامی جسے خدا و رسولؐ ہی کی جانب سے مقرر ہونا واجب بلکہ فرض عین تھا ۔ جو اہل سنت قاموس و منتخب وغیرہ کتب لغات کا حوالہ دیتے ہیں کہ مولےٰ کے معنے مالک و غلام و دوست و ناصر وغیرہ ہیں پس کیا ضرور ہے کہ مالک ہی کے معنے لئے جاویں اور دوست وغیرہ کے نہیں ۔ ہم کہتے ہیں بیشک مالک و سرداری کے معنے سمجھنا چاہئے اور ہیں بھی یہی کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس کا میں مولےٰ ہوں اُس کا علیؑ مولےٰ ہے پس ضرور ہی کہ اس حدیث میں جو مولےٰ فرمایا ہے وہ سرداری سے مراد ہے ۔ دوست وغیرہ کوئی بھی موزوں و مناسب حال نہیں ہیں ۔ اہل سنت کی لغات کا کیا اعتبار ۔ صدہا برس بعد بنائی گئی ہیں جو معنے مناقض سرداری تھے لکھ دیئے گئے ہاں محاورہ عرب مولےٰ غلام کو بھی کہتے ہیں ۔ مگر یہاں غلام سے مراد ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ ایسا سمجھنا خبط سراپا بے ربط ہے ۔ پس سردار اور مالک کے معنے مناسب حال ہیں سو وہی لئے جاوینگے ۔

ہم دعوےٰ کرتے ہیں کہ جب رسولؐ خدا نے صدہا حدیثوں میں دوستی کے لفظ کو احب ۔ او یحب ۔ او یحبہ من احبنی ۔ احبک او بھی فرمایا ہے تو بجز اس حدیث غدیر کے مولےٰ کا لفظ بھی دکھانا چاہئے جس کے معنے دوست کے لئے گئے ہوں ۔ جس کا یہ کلام ہی اُسی کے قول کی نظیر چاہئے ۔ لغت کس جانور کا نام ہے ۔ ہم کو مخبر صادقؐ کا کلام معجز نظام پر عمل چاہئے جس سے صاف اور صریح مولےٰ کے معنے مالک

اور سردار کے ظاہر ہوتے ہین اور بیشک وشبہہ منہی ہین۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین اس حدیث کو مورخین اور اہل سیر نے اسطرح لکھا ہے کہ صحیح قصہ صرف اسقدر ہے کہ حضرت رسول خدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپنے قیام بمقام خم غدیر مین کہ یہہ موضع درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے واقع ہے کیا وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیر سے جو لشکر گروہی جناب موصوف کے مہم یمن پر مامور ہوئے تھے شکایت جناب امیر کی حضور مین رحمۃ العالمین کے کی۔ حضرت نے بہ نظر دور اندیشی کے اپنے دل مبارک مین خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام مین یقیناً خلل واقع ہوگا اور بسبب پیش بینی کے حضرت نے یہہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہ ہونگے اس لئے خیر خواہ عالم و برگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تاکہ تمام حضار کو معلوم ہو جاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کے نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کرے گا وہ مصداق حدیث موصوفہ بالا کا ٹھرے گا۔

جواب ۔ واہ میان جوہر صاحب آپنے خوب ہی کہانی چرب زبانی سے سنائی بہت دل خوش ہوا۔ مگر چونکہ کسی راوی کا نہ نام ہے نہ کتاب کا حوالہ پھر کیونکر ایسی کہانیون پر لوگ اعتبار کرینگے ۔ مرد خدا کبھی تو سچ بولو لعنت اللہ علی الکاذبین ۔

امام احمد عمرو بن شارش سے روایت کرتے ہین کہ مین حضرت علی کے

ساتھ یمن کیطرف گیا اُنھون نے مجھ پر کوئی زیادتی کی بات کی جب مدینہ مین آیا تو علیؑ کی شکایت مسجد مین لوگون سے کی اور اِس شکایت کی خبر رسول اللہؐ کو پہونچی اِس کے بعد مین ایک دن مسجد مین گیا اور رسولؐ خدا مسجد مین اپنے یارون کی جماعت کے ساتھ تشریف رکھتے تھے مجھے آپ گھورنے لگے اور فرمایا اے عمرو خدا کی قسم تو نے مجھے ایذا دی مین نے کہا اے رسولؐ خدا مین آپ کے ایذا دینے سے خدا سے پناہ مانگتا ہون فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔

امام احمد مین عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے ایک لشکر بھیجا اور اُس پر علیؑ ابن ابیطالب کو امیر بنایا اور وہ لشکر مین گئے پھر غنیمت کے مال مین سے اُنھون نے ایک لونڈی لے لی لوگون نے اُسے برا جانا اور چار صحابیون نے آپس مین معاہدہ کیا کہ جب رسولؐ خدا کے پاس جائینگے تو اِس کی خبر کرینگے پھر جب وہ آپ کے پاس آئے تو اُن چارون شخصون مین سے پہلے نے کھڑے ہو کر کہا اے رسولؐ خدا دیکھئے علیؑ ابن ابیطالب نے ایسا ایسا کیا آنحضرتؐ نے اُس سے منھ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے کھڑے ہو کر اُسی طرح کہا آپ نے اُس سے بھی منھ پھیر لیا۔ تیسرا اور چوتھا کھڑا ہوا آپنے اُن دونون سے بھی اعراض کیا۔ پھر رسولؐ خدا اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور غصہ کے آثار آپکے چہرۂ مبارک مین پہچانے جاتے تھے پھر فرمانے لگے تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو اور یہہ کلمہ تین مرتبہ فرما کر کہا علیؑ مجھ سے ہے اور مین علیؑ سے اور علیؑ کے سوا کوئی میرا قرض ادا نہ کرے۔

کیون میان جوہر صاحب یہہ قصہ تو مدینہ طیبہ اور مسجد نبویؐ کا ہے آپنے خم غدیر

مین کہان جا کھینچا ہے بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ دروغ گو را حافظہ نباشد
بس منافقین نے انھین دو موقعون پر حضرت علیؑ کی شکایت کی ہے حدیثون سے
یہی پایا جاتا ہے۔ اگر کسی مورخ متعصب نے مثل آپ کے کوئی جھوٹی روایت
لکھ دی ہو تو بمقابلہ حدیث کے مورخ کے قول کا اعتبار نہین ہو سکتا۔
آپ کا یہہ قیاس صحیح ہوگا کہ بسبب پیش بینی کے حضرتؐ نے یہہ مصلحت سمجھا
کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ بے نبہ ہونگے اس لئے
خطبہ عام فرمایا۔ الحمد للہ کہ آن عام مین آپ کے خلفائے ثلثہ بھی شامل تھے
تبھی تو جناب عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو مبارکباد دے کر کہا کہ اے ابیطالب
کے بیٹے مبارک ہو کہ تم ہر صبح و شام ہر مومن مرد و ہر مومن عورت کے مولے ہو جس مین
جناب عائشہ صدیقہ و حفصہ بھی داخل ہونگی۔

سوال – آپ کہتے ہین اس کی مثال ایسی کہ کوئی تحصیلدار چند چپراسیون کے ساتھ
اپنے جمعدار کو تحصیل مال کے لئے بھیجے چپراسی کام مین غفلت کرین یا تحصیلدار سے جمعدار
کی جھوٹی شکایت کرین تو تحصیلدار کو ضرور ہے کہ اپنے ماتحت کے کل ملازمان کو جمع
کر کے عام حکم سنادے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت مین کمی کرے گا تو وہ
مجرم قرار پاوے گا۔ اس لئے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار ہے
مگر مراتب فیمابین مین زمین آسمان کا فرق ہے اسی طرح سے مراتب رسولؐ خدا
اور حضرت مرتضےٰ مین بعد المشرقین کا فرق ہے۔

جواب – ہم کہتے ہین آپ یہہ رائے اپنی حکام بورڈ کے پاس بھیجیے وہ
قانون مال مین داخل کر دینگے آپ کو کچھ انعام بھی مل جائے گا۔

آپ سن چکے ہیں کہ شکایت کرنے والوں کو رسولؐ خدا کے دربار عالی سے
کیا سزا ملی اور شکایت بیجا کر کے موذی و مغضوب رسولؐ خدا بنے بیشک کسر البتہ
باقی رہ گئی کہ کہنہ پر دو چار جوتیاں تڑاتڑ پڑ جاتیں۔

حضرت علیؑ کا شرف دوبالا ہو گیا یعنی علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے جس نے
علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی قول مخبر صادق۔ پھر اب بھی مراتب میں بعد
المشرقین رہا یا دو چار منزل اور قریب آگیا۔

اللہ اکبر آپ نے فرق مراتب اور بعد المشرقین کہنے کو یہ مثال دی ہے۔ ورنہ اس سے
کچھ مناسبت ہی نہیں۔ خاص کی شکایتوں پر عام کو تکلیف دیجاوے اور
ایک ایسا مجمع کیا جاوے جس میں بروایت اہل سنت ستر ہزار اور بروایت اہل
حق ایک لاکھ چند ہزار اور پھر بات وہی جو صدہا مرتبہ لوگ سن چکے تھے یعنی علیؑ کو
دوست رکھنا مجھے دوست رکھنا ہے نہ خاص شکایت کا مذکور نہ اُن شاکیوں پر کچھ
عتاب و خطاب معاذ اللہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ خدا صاف بات
کہنے اور مسلمانوں پر عتاب کرنے سے ڈرتے تھے جسے تقیہ کہتے ہیں۔ کیوں
ایسی لغو و لپوچ باتیں لکھ کر اپنے مذہب کو ہنسواتے ہو خدا سے ڈرو اور رسولؐ
خدا پر تو بیجا اتہام نہ کرو۔ مگر تم کو شرم کہاں۔ دیکھو تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل
دہلوی جو تمہارے پیر و مرشد ہیں لکھتے ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ رسولؐ اللہ کا
مرتبہ خدا کے سامنے مثل ایک چمار کے ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

(شیوۂ کفر بھی ہے دعوئے اسلام بھی)

سوال۔ آپ لکھتے ہیں کہ شیعہ جناب امیرؑ کو نفس رسولؐ سے مناسبت

کُھلی دیتے ہین اُس کی تردید مُلّا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج سے بخوبی ہوتی ہے آخر سورہ توبہ مین تفسیر آیہ کریمہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ ہ کی اس طرح پر لکھی ہے ایشان گروہے اند کہ درنمی یابند حق را و فہم نمی کنند از غایت نفاق در دل یا کفر و عناد در باطن ایشان و در ان تدبیر نمی کنند تا حق را دریابند - بعد از ذم اہل کفار و نفاق و وعید ایشان بہ عقاب بر سبیل عموم خطاب بجمیع بندگان می کند کہ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ترجمہ کاشانی بر تحقیق و یقین کہ آمد بہ شما اے کافہ مسلمانان فرستادہ بحکم خدا یعنی از جنس شما در بشریت تا بواسطہ جنسیت با او مخالطت نمائید و بر وجہ سہولت افادہ و استفادہ در خود گیرید -

یا آمد اے اہل عرب رسولے از شما متکلم بلغت شما یا از قبیلہ شما - اس عبارت سے ظاہر ہے کہ عام مسلمانون کو بسبب بشریت و ہم جنسیت کے رسول خدا سے مشابہت تھی اس مین تخصیص جناب امیر کی کیا باقی رہی -

جواب — ہم کہتے ہین تفسیر مین تین باتین ہین از جنس شما در بشریت - یا رسولے از شما متکلم بلغت شما - یا از قبیلہ شما - پھر تخصیص بشریت و ہم جنسیت کی کہان رہی اور لو فرضًا بشریت و جنسیت ہی ہی تو اس سے یہی ثابت ہوگا کہ جنس انسان سے ہم نے رسول بھیجا تاکہ تم بھی انسان ہو اس کے ساتھ مکالمت و مجالست و مخالطت کرو اور اُس کی باتین سنو - یعنی تم کو یہ عذر نہ ہو کہ رسول ہمارا غیر جنس تھا - اُس کی باتین ہم نہین سمجھ سکتے نہ اُس کے ساتھ ہماری مخالطت و مجالست ہو سکتی ہے اور کوئی بات اس تفسیر سے نہین نکلتی - حالانکہ رسولے از شما متکلم بلغت شما - و از قبیلہ شما بھی موجود ہے مگر چونکہ تم کو حضرت علیؑ کے

ساتھ صبر بیجا کد و کاوش ہی جہان لفظ انفسکم دکھائی دیا جھٹ ٹھونک کر موجود ہو گئے کہ اس مین تخصیص جناب امیر کی کہان ہے۔ اب ہم سے سنو جہان تخصیص ہے آیہ مباہلہ مین انفسنا و انفسکم و ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم بولاؤ اپنے نفس کو اور لڑکون کو اور عورتون کو جب مشرکون نے یہ خواہش کی تو رسول خدا حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو مباہلہ کرنے لے گئے پس ابناءکم مین حسنؑ و حسینؑ و نساءکم مین حضرت فاطمہؑ و انفسکم مین حضرت علیؑ قرار دیئے گئے باقی تمام دنیا کے مسلمان رسولؐ خدا کی ہمجنسیت سے خارج ہو گئے اور کسی کو دعوے نہ رہا کہ رسولؐ خدا کے ہم نفسیت کی غبار راہ سے بھی مشابہت کرے پس اسطرح حضرت علیؑ کو رسولؐ خدا کے نفس سے مناسبت کلّی ہو گئی۔ کیون صاحب آپ نے اس انفسکم کو قرآن مجید مین نہ دیکھا اور تفسیر فریقین پر توجہ نہ کی جس سے بعد المشرقین کا حال ظاہر ہو جاتا مگر آپ تو عام پر فریفتہ ہو رہے ہین خاصان خدا و رسولؐ سے کیا غرض۔

سوال۔ آپ کہتے ہین ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر سورۂ مائدہ پارہ لایحب اللہ مین مرقوم ہے بسیار کہ موالے رسول بود یا چند نفر از عقب الیشان رفت۔ دیکھو بخوبی ثابت ہو گیا کہ موالے بمعنی اولےٰ نہین ہے بلکہ بمعنی غلام کے ہین۔

جواب۔ ہم کہتے ہین موالے بمعنی غلام صحیح و درست و بجا مگر حدیث من کنت مولاہ سے اور غلام سے کیا مناسبت ہے اگر تم اس طرح معنے اس حدیث کے فرض کرو کہ جو میرا غلام ہے وہ علی کا غلام ہے تو چونکہ کل مسلمان چہ مرد چہ عورت سبھی حضرت رسولؐ خدا کے غلامان غلام مین سے ہین ہم بھی تسلیم کرینگے کہ جیسا کل امّت رسولؐ خدا کے غلام ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی ان غلامون کے

سو لے ہوئے چلو جھگڑا طے ہوا۔ اگر یہہ کہو کہ معاذ اللہ جس کے رسولؐ خدا غلام ہین اُس کے حضرت علیؑ بھی غلام ہوئے تو صریح کفر ہوگا پھر آخر اس لفظ سو لے بتصرف اولے کو کہان کسطرح کہا جائیگا جس سے مخبر صادق کے قول کی پوری تصدیق ہو پس اب وہی سردار و مالک سو لے بتصرف اولے کے معنے قبول کرنے پڑینگے جس سے تم کو شرق سے مغرب تک گریز ہے مگر مجبوری ہے ہمیسے سنو اہل عرب نے غلام کو سو لے اس وجہہ کہا ہے کہ محض بے بس و بیکس نہ مان نہ باپ نہ عزیز نہ آشنا بذریعہ خرید و فروخت قبضہ مین رہتا ہے ہر طرح پابند او ربیقید پس اُس کے دل افزائی و خوش کرنے کو سو لے کہدیا یعنی جو سردار و مالک کو کہا جاتا ہے وہی غلام کو بھی اور غلام و بندہ کا لفظ انسان کو کریہہ بھی معلوم ہوتا ہے پس ایسے لقب سے مخاطب کیا جو ناگوار بھی نہ ہوا اور اُس کی خوشی کا بھی باعث ہو۔ ہندوستان ہی کے محاورہ پر خیال کرو کہ نائی و درزی وغیرہ کو بالعموم خلیفہ کہتے ہین پس کیا وہ آپکے باقی ہوئے خلیفہ کی برابر ہو جائینگے یا خاکروب و بھٹیارون کو عموماً مہتر و مہترانی کہتے ہین یا انگریزون کے خدمتگارون کو سردار کہتے ہین پس کیا یہہ لوگ واقعی مہتر و سردار ہو گئے نہین بلکہ نائی درزی خاکروب بھٹیارہ کہنے سے اُن کو ایک طرحکی حقارت معلوم ہوتی ہے اسی سے لئے خلیفہ و مہتر وغیرہ الفاظ استعمال کیئے جاتے ہین جن سے وہ خوش رہتے ہین۔ اور کام بھی اچھا کرتے ہین۔

سوال۔ آپ کہتے ہین اگر اس پر بھی قدح کیجائے تو سو لے بمعنی اولی نہین بلکہ اولے ترین سہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے ثابت کردین کہ حدیث مین کونسا لفظ ایسا ہے جس سے جناب امیرؑ خلیفہ

بلا فصل سمجھے جاتے ہین

جواب - ہم کہتے ہین تم بالکل بچون کی سی باتین کرتے ہو فعلیؓ مولاہٗ کا لفظ خلافت بلافصل جناب امیر ثابت کر رہا ہی یا اس مین بھی مثل حدیث تشبیہ ہارونی کچھ استثنا رہی - صرف دو لفظ ہین من کنت مولاہٗ فعلیؓ مولاہٗ پس اس سے زیادہ اتصال اور بجنسیت بلافصل مین کیا چاہتے ہو - تم کہو گے ابوبکر کی امامت نماز مرض الموت جس سے ڈہائی تین سال کا فصل سمجھا جاتا ہے مگر آپ دیکھ چکے کہ اُس امامت کے ایسے دہوئین بکھرے کہ نہ زمین کے رہے نہ آسمان کے - بعد ازان ثانی و ثالث کی خلافت کا فصل جو بیس اکیس ۲۱ سال ہوا جسے استخلاف و شورہ پر عمل کروگے جسکا اس حدیث مین ذکر ہی نہین پس یہی ماننا پڑے گا کہ جو امر اس حدیث مقدس کے منافی ہو وہ مردود و مطرود عند اللہ و عند الرسول - کیون صاحب من کنت مولاہٗ فابوبکر مولاہٗ فعمر مولاہٗ فعثمان مولاہٗ فعلی مولاہٗ یہ فصل تو پسند کروگے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ

مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

اس آیہ کریمہ کے اوصاف اور سیدہی لفظی معنے یہ ہین کہ اے رسول پہونچا اُسے جو نازل کیا گیا ہی تیرے رب کی طرف سے اور اگر نہ پہونچایا تو نے تو تبلیغ رسالت نہ کی اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھے شر مردمان سے تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو - پس اس آیہ کریمہ کے الفاظ مختصر جن کے معنے اور

مطالب صاف طور پر آفتاب عالمتاب کی طرح چمک رہے ہیں یعنی اللہ جل
شانہ نے اپنے رسول مقبول کی طرف خطاب کرکے ارشاد کیا ہے کہ جو حکم
تم کو دیا گیا ہے اُسے اپنی امت کو پہونچادو اگر تم نے وہ حکم نہ پہونچایا گویا رسالت
ہی ادا نہ کی ۔ اللہ تم کو آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کیونکہ تحقیق اللہ کافرون
کو راہ نہیں دیتا یعنی اُن کی مجال نہیں کہ دخل در معقولات کریں ۔ میان جوہر صاحب
نے بلّغ ما انزل الیک من ربک سے مراد احکام شرعیہ
مثل صوم و صلوٰۃ حج و زکاۃ لیا ہے اور تفسیر کاشانی کا حوالہ دیا کہ اُس مین (احکام
شرعیہ) لکھا ہے حالانکہ تفسیر مین احکام شرعیہ کا لفظ ضرور ہے مگر صوم و صلوٰۃ
حج و زکوٰۃ جوہر صاحب کی رائے ہے نہ کاشانی کی کیونکہ کاشانی نے اس آیہ کریمہ
کا خم غدیر مین نازل ہونا اور حضرت علیؑ کا خلافت پر منصوب ہونا بھی تفسیر مین لکھا ہے
پس ظاہر ہوگیا کہ کاشانی نے احکام شرعیہ مین خلافت کو جزو اعظم قرار دیا ہے
جیسا اہل حق اصول دین مین امامت کو رکن اعظم سمجھتے ہین اور واقعی ہے بھی یہی ۔
اب اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان حدیث من کنت مولاہ فعلی
مولاہ و اس آیہ کریمہ کے معنے و مطالب و مضامین پر غور کرین اور جیسا خدا و رسولؐ نے
اس آیت سراپا خیر و برکت و حدیث من کنت مولاہ سے خلافت کی بابتہ
فیصلہ ناطق صادر فرما دیا ہے ویسا ہی وہ بھی بمصداق اطیعوا اللہ و اطیعوا
الرسول حق بحقدار پہونچائین ۔ ناحق تاویلین بیجا توجیہین جو لوگ کر رہے ہین تھوڑی
توجہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ حق پرست کون ہے اور باطل پرست
کون ۔

اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ آیۂ کریمہ کب نازل ہوا اور اس کی شان نزول کیا ہی
فریقین کی تفسیرین روایتین دیکھی جاتی ہین تو اُن سے صاف طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ حجۃ الوداع کے زمانہ مین یہہ آیت نازل ہوئی جو قریب وفات زمانہ رسول خدا کا
تھا۔ اہل سنت کہتے ہین کہ ہین حج کے ایام مین اس کا نزول ہوا شیعہ کہتے ہین خم غدیر
مین وقت مراجعت حجۃ الوداع سے پس ظاہر ہوا کہ اس آیہ کا نزول غلبہ اسلام مین ہوا
اور اس بات پر بھی سب کو اتفاق ہے کہ جو احکام شریعت خدا کی جانب سے رسول اللہؐ
کو وقتاً فوقتاً پہونچتے رہے وہ بجنسہٖ اور بعینہٖ بلا تامل و توقف آنحضرت امت کو پہونچاتے
رہے کسی حال مین آنحضرت نے تبلیغ رسالت مین توقف ہی نہین کیا کیونکہ رسالت
آپ کی احکام رسانی خدا پر منحصر تھی حالانکہ شروع بعثت مین کفار قریش نے
اللہ اکبر کیسی کیسی ایذائین اور تکلیفین آپ کو دین اور ہر وقت آپ کا جسم و جان خطرہ مین
رہتا مگر اُن شدائد و تکالیف پر بھی آپ تبلیغ رسالت سے باز نہ رہے اور جو حکم خدا
کی طرف سے ملا فوراً بلا تامل پہونچا دیا اگر ہم مثل جوہر صاحب کے صوم و صلوٰۃ
حج و زکوٰۃ احکام شریعت کو اس آیہ سے مناسبت دین تو بعد المشرقین کے مصداق
بنجائینگے کیونکہ قبل نزول اس آیہ کریمہ کے یہہ سب کچھ ہوتا تھا لوگ نماز بھی پڑھتے
روزہ بھی رکھتے زکوٰۃ بھی دیتے حج بھی کرتے تھے اور بھی اوامر و نواہی داخل
شریعت ہو چکے تھے چنانچہ ان باتون کے لئے متعدد آیتین قرآن مین موجود ہین۔
ان احکام شریعت اور اس آیہ کریمہ سے کچھ لگاؤ ہی نہین پایا جاتا۔ وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ اگر نہ پہونچایا تو کے تبلیغ رسالت نہ کی۔ تو اس سے صاف پایا جاتا ہے
کہ کوئی حکم رسول خدا کو منجانب خدا پہونچا آپ نے مصلحتاً کچھ تامل فرمایا ہے

خداوند جل و علیٰ کیجانب سے یہہ خطاب ہوا۔ دوسرے واللہ یعصمک من الناس
اللہ نگاہ رکھے تجھے شر مردمان سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کو
اس حکم کے پہونچانے مین شریرون کی شرارت کا بھی اندیشہ تھا تب ہی تو
خدائے پاک نے حفاظت و نگہبانی کا وعدہ فرمایا۔ پھر صاف فرمادیا۔
ان اللہ لایھدی القوم الکافرین تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو۔ یعنی اس
حکم کے پہونچانے مین کافرون کو کچھہ دخل نہین۔ مصلحتاً تامل فرمانے پر
آپ کہینگے کہ جبکہ آنحضرتؐ نے احکام خدا کے پہونچانے مین کبھی تامل ہی نہین
کیا تو یہہ تامل کیسا۔ یہہ تامل ایسا ہے کہ یہہ حکم ایک خاص امر کے واسطے تھا۔
اور حضرت جبرئیلؑ کی زبانی روزہ نماز وغیرہ کے لئے نہ تھا کہ تامل کرنے سے قضا
و کفارہ لازم آئے گا۔ پس آنحضرتؐ کو یہی مصلحت انسب و احسن نظر آئی کہ اگر کچھہ
وقفہ ہوا تو کچھہ ہرج نہین اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ خاص حکم خداوندی ایسا نازل
ہو کہ و داخل کلام اللہ سمجھا جاوے پس اس تامل مین کچھہ مضائقہ نہین۔ ہان جب یہہ
آیہ کریمہ نازل ہوا فی الفور آپ نے تعمیل کی۔ جس کی تفصیل یہہ ہے کہ جب حجۃ الوداع
سے آنحضرتؐ نے مع کل ہمراہیان رکاب فیض انتساب مراجعت فرمائی تو حضرت
جبرئیل وکیل ربّ جلیل خدا کا تحفہ درود و سلام لیکر آپکے پاس حاضر ہوئے اور عرض
کی کہ خدائے عز شانہ فرماتا ہے کہ اب زمانہ وصال قریب ہے آپ اپنے نفس اور
بھائی علیؑ کو بہ نفس نفیس وصی و خلیفہ و جانشین فرمائین اور کل اُمت کو حاضر و
غائب آگاہ کردین کہ بعد میرے میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالب میرا خلیفہ و جانشین
ہے یعنی جیسا مین کل اُمت کا سوائے بہ تصرف اولے ہون اُسی طرح

بعد میرے علیؑ کل اُمت محمدیؐ کا چہ مرد چہ عورت سوا لے بہ تصرف اولیٰ ہی۔
چونکہ یہ حکم فوری نہ تھا کہ اُسی وقت تعمیل کیجاتی نہ کسی آیہ کا نزول تھا پس
آپ نے توقف کیا کہ کسی وقت خاص پر اِس کا اعلان کر دیا جاوے گا اور یہہ بھی
خیال مبارک مین آیا کہ علیؑ ابن ابی طالب کی جانب سے یارون کے دل صاف نہین
منافقین صحابہ حاضر و غائب اُن کے شاکی رہتے ہین اور ایک جماعت کثیر
اصحاب اُن کے مراتب و مدارج پر حسد و بغض رکھتے ہین (جس کا علم خدا و
رسولؐ ہی کو تھا) (منافقین کا حال دیکھو حدیث نمبر ۴۲ و حدیث شاکیان
لشکر یمن) پس کیا عجب کہ شکّکین و حساد یہہ سمجھین کہ اپنے بھائی کو ہم پر امیر
بناتے ہین اور اپنی طرف سے منصب خلافت و امامت دیتے ہین عجب نہین
کہ کچھ شرارت کرین کیون کہ فقرہ واللہ یعصمک من الناس خدا انکا ہ رکھے گا شر
مردمان سے) اسی پر دلالت کرتا ہے کہ رسولؐ خدا کو شر مردمان کا ضرور خیال
تھا) اب یہہ امر کہ ایک جگہہ من الناس فرمایا دوسری جگہہ کافرین پس ظاہر ہوتا ہے
کہ من الناس سے کل ہمراہیان مراد ہین اُن مین سے جو لوگ خدا و رسولؐ کے
حکم کو نہ مانین کان من الکافرین آب انحضرتؐ منزل بمنزل سمت مدینہ طیبہ تشریف
لے چلے۔ جب غدیر خم پر مقام ہوا تو یہان سے کئی راستے اطراف و جوانب
کو نکلے تھے پس اِس مصلحت سے کہ مجمع منتشر نہ ہوا اور سب کے سب اِس حکم
ربّی کو کانون سے سن لین اور علیؑ ابن ابی طالب کو آنکھون سے دیکھ لین
یہہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوا کہ اے میرے رسولؐ پہونچا اُس حکم کو جو تیرے
پاس زبانی جبرئیلؑ کے پہونچا ہے اگر تو نے وہ حکم نہ پہونچایا تو گویا تبلیغ رسالت

نہ کی اللہ تم کو دہان سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ کافرون کو دخل در معقولات کرنے کی صورت مین وہی سزا کفر کی۔

پس اب توقف و تامل کیسا ــ حیّ علی خیر العمل کی صدائین بلند ہوئین۔ آن واحد مین بروایتے ستر ہزار و بروایتے ایک لاکھ چند ہزار کا مجمع ہو گیا تبلیغ رسالت کے لئے ممبر کا ہونا ضرور تھا۔ اونٹون کے کجاوے ایک دوسرے پر رکھکر بلند ممبر نصب کیا گیا جناب سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ اُس پر رونق افروز ہوئے۔ بعد خطبہ حمد و ذکر اکرام و انعام خدا آیہ یا ایّھا الرسول کی تلاوت فرمائی اور حضرت علیؑ ابن ابی طالب غالب کل غالب کا ہاتھ تھام کر بلند کیا تاکہ سب حاضرین مجمع دیکھ لین کہ یہہ بعد رسولؐ خدا ہمارے سولئے متصرف اولےٰ ہین۔ دیکھو حدیث غدیر بسند رجہ رسالہ ہذا) اخذ بید علیؑ بعدہٗ آنحضرتؐ نے کل حاضرین سے مکرر وسہ کرر عہد لیا فقال الستم تعلمون انی اولےٰ با المومنین من انفسھم قالوا بلےٰ ۔ قال الستم تعلمون انی اولےٰ بکل مومن من نفسہ قالوا بلےٰ کیا مین تمہاری جانون سے اولیٰ یعنی بہتر و برتر نہین ہون۔ کیا مین کل مومنین کی جانون سے اولےٰ نہین ہون۔ حاضرین نے جواب دیا بیشک آپ ہماری جانون سے عزیز تر ہین یہہ اُس قسم کا عہد ہے جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہین یعنی جان سے کوئی چیز عزیز نہین مگر آنحضرتؐ نے اُس جان سے بھی اپنے کو اولےٰ یعنی بہتر و برتر فرمایا اور کل حاضرین نے قبول کر کے کہا بیشک آپ ہماری جانون سے بہتر و برتر و عزیز تر ہین۔ آنحضرتؐ کا مقصد ایسے عہد لینے سے

یہ تھا کہ جبکہ اپنی جانون سے مجھے عزیز تر قبول کر لین گے پھر تو میرے قول و فعل کو راست سمجھینگے اور انحراف نہ کرینگے - پس فرمایا من کنت مولاہُ فعلیٌّ مولاہُ اللّٰھمّ وال من والاہُ وعاد من عاداہُ اللّٰھم فانصر من نصرہُ واخذل من خذلہ واحب من احبہ والبغض من البغضہ جنکا مین مولےٰ ہون یعنی جنکی جانون تک پر بھی مین اولےٰ بتصرف ہون فعلیؑ مولاہُ انکا علیؑ بھی مولےٰ بتصرف اولےٰ ہے - خداوندا علیؑ کے دوست کو دوست اور علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھ اور جو علیؑ کی نصرت کرے اس کی تو نصرت کر اور جو علیؑ کو مخذول کرنا چاہے تو اُسے مخذول کر اور جو علیؑ کا دوست ہو اُس کے ساتھ تو بھی دوستی کر اور اُس کے دشمن کے ساتھ دشمنی -

خلیفۃ عمر بعد ذالک فقال ھنیئاً یا ابن ابی طالبؑ اصبحت وامسیت مولےٰ کل مومنٍ ومومنۃٍ پس ملاقات کی عمر نے اور کہا مبارک ہو لے علیؑ ابن ابی طالب کہ تم ہر صبح و شام کل مرد مومن اور کل عورت مومنہ کے مولےٰ ہو - ہم نے اصلی معنے جو حدیث کے ہین لکھے ہین - اہل سنت بیجا بہیر پھیر معنون کے کرتے ہین مگر کچھ بن ہی نہین پڑتی - اب جوہر صاحب بقول خود احکام شرعیہ صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ وغیرہ سے اس آیت کو مناسبت دیتے ہین اور بتلاتے ہین کہ کن احکام شرعیہ کے پہونچانے مین رسولؐ خدا نے تامل کیا جس پر وان لم تفعل فما بلغت

مرسالتہ کا فقرہ موزون و مناسبت کلّی رکہتا ہو جیسا ہم نے ثابت کیا ہے ۔

اللہ جل جلالہ و عم نوالہ اگر اس کی نظیر اسلام کیا تمام عالم کی تاریخ مین دکھادو کہ کبھی کسی کی خلافت امامت و صایت کی بابتہ یہہ اہتمام یہہ انتظام یہہ عہد و پیمان یہہ خدا کا آیہ یہہ حدیث یہہ دستگیری و ہمپایگی یہہ ہو سلے و اولے کی الفاظ یہہ دعا رسول خدا کی یہہ عم خطاب کی مبارکباد کبھی کانون نے بھی سنا ہے انکھ تو مثل دیدار خدا دیکھ ہی نہین سکتی اب آیہ یا ایّھا الرّسول و حدیث غدیر سے مناسبت کلّی ہو گئی یا کچھ کسر باقی رہ گئی ۔ شپرہ چشم کو اگر دن مین نہ دکھائی دے تو چشمۂ آفتاب کا کیا گناہ ہے ۔ اگر تم کہو مفسرون نے باہم اختلاف کیا ہے کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ کھینگے اپنی اپنی رائے مفسر کا قول آیہ و حدیث تو ہے نہین کہ خواہ نخواہ مانا ہی جاوے ہم کو بھی اللہ نے عقل عطا کی ہے ہم ایسے مختصر الفاظ کے صاف و سیدھے معنے چھوڑ کر کیون اختلاف مین پڑین اور تاویلون کے مقلد ہون ۔ یہہ آیہ محکمات مین سے ہے متشابہات مین نہین کہ ادہر آدہر بھٹکتے پھرین ۔

سوال ۔ آپ کہتے ہین خدا تعالے نے آیہ موصوفہ مین وَاِن لّم تفعل فرمایا یعنی اپنی ذات سے انجام دے (احکام شرعیہ ہون یا کچھ بھی) اگر آیہ کریمہ کو کچھ بھی مناسبت بلا فصل جناب امیرؑ سے ہوتی تو خدائے تعالے بجائے وَاِن لّم تفعل کے و ان لم تبلغ فرمایا ۔ اس سے معلوم ہوا آیہ موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہین ۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں بیشک وان لم تفعل فرمانا درست و بجا ہے یعنی اپنی ذات خاص سے اس کام کو انجام کر اگر ایسا نہ کرے گا تو گویا تو نے تعمیل رسالت نکی ۔ دیکھو آنحضرت نے اسی ارشاد خداوندی پر عمل کر کے بہ نفس نفیس خود ہی جناب امیرؑ کو خلیفہ مقرر کیا تھا و ان لم تبلغ کی ضرورت نہیں ہے تم کلام اللہ میں اصلاحیں کیا کرو جیسا تمہارے سلف نے کیا ہے۔

سوال آپ کہتے ہیں دوسری روایت میں مفسر نے یوں لکھا ہے کہ عیاشی از جابر بن عبداللہ نقل کردہ کہ حضرت رسولؐ مامور شدند بہ نصب امیر المومنین ۔ ترسید کہ اگر مردمان را بہ آن خبر دہند گویند پاسر عم خود محابا میکند و از نزد خود منصب ولایت میدہد و او را طعن کنند ۔ خداوند این آیہ فرستاد در غدیر خم و حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت و این خبر بخاص و عام رسانید۔

اگرچہ روایت جابر میں بھی صرف یہی دعوے ہے کہ حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت ۔ نہ یہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت ۔ جب بقول جابر جناب امیرؑ کی خلافت بلا فصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر اصرار و تکرار کیوں ہے اس کا تو اہل سنت کو بھی بدل و جان اقرار ہے۔

جواب ہم کہتے ہیں اہل انصاف جوہر صاحب کی اس نادانی و کم فہمی و کج بحثی کو خود ہی خیال کر لیں اس کا کیا جواب ہے کہ خلیفہ خود ساخت نہ کہ خلیفہ بلافصل خود ساخت کیوں صاحب جابر کی روایت سے یہ پایا جاتا ہے کہ بعد ابوبکر عمر عثمان فی وقت من الاوقات خلیفہ خود ساخت ہ

گر ہمین مکتب و ہمین ملا
کار طفلان خراب خواہد شد

سوال ۔ آپ کہتے ہین اگر کلام ہی تو صرف اولے بتصرف پر ہے سویہ گمان بھی شیعون کا غلط ہی کیونکہ یہہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے مشتق ہوئے ہین پھر تصرف کیسا اگر تصرف ہوتا تو بجائے اولے ابنات کے موسلے ہنات بولا جاتا چونکہ یہہ تصرف بالاجماع باطل ہی لہذا موسلے بہ تصرف اولے بھی باطل ہی ۔ دیکھو جب جابر کی روایت سے خلافت بلافصل جناب امیرؑ کی ثابت نہ ہوئی تو آیہ یا ایہا الرسول بھی جناب کی شان مین بلافصل راست نہین آئی بلکہ چند آیہ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہی۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین یہہ اعتراض تمہارا رسولؐ خدا پر ہے کہ بجائے اولے بنات موسلے بنات بولا جاتا وہان کلام اللہ مین اصلاح کی یہان حدیث نبوی مین تینون کلمے ایک مصدر سے مشتق ہون یا ہزار سے تم صرف و نحو اسی پر ختم کردو اور تمام عمر مصدر و مشتق نکالا کرو رسولؐ خدا نے خدا کے حکم سے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ وجانشین مطلق کیا۔

جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی بقول اہل سنت نے شہادت علیؑ دی کہ خلیفہ خود ساخت ۔ ابن فضل چھبیس سالہ چہ معنی ہان اگر ابوبکر عمر عثمان کی نسبت بھی ایسی کوئی حدیث ملے تو کہا جا سکتا تھا کہ خیر چار کی بابت جب ایک ہی قسم کی حدیثین موجود ہین تو مقدم و موخر پر کچھ خیال نہ کرنا چاہئے آپ نے نعمت خان عالی کی یہہ رباعی سنی ہو رباعی

اصحاب نبیؐ کہ چار یار اند | چون چار کتاب در شمار اند
در رتبہ شان نہ شک نہ ریبے | زان چار یکے نداشت عیبے

یہہ تو تمہارے مطلب کی ہے آیندہ فی وقت من الاوقات کام مین لانا۔

سوال ۔ جوہر صاحب نے اسرار الہدے صفحہ نمبر آٹھ ۹۱ مین لکھا ہے کہ اگر اہل خبص کا اطمینان آیات بینات سے نہو اور یہی کہے جاوین کہ اہلسنت جب تک کوئی حدیث بفضل بلافصل خلافت حضرت صدیق برحق نہ دکھا ئینگے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو نمانینگے اور اُس مین بھی یہہ تفصیل ہو کہ خلافت یکے بادیگرے ہو تو بسم اللہ اِس قسم کی بھی صحیح حدیث لیجیے ۔ وہ حدیث پاک یہہ ہے۔

ترجمہ ۔ بخاری مین نبی کے باپ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا کہ مین نے اپنے تئین دیکھا ایک کنوئین پر کہ اُس پر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اُس کو ابن قحافہ نے لے لیا سو اُس نے ایک یا دو ڈول نکالے اُس کے کھینچنے مین کچھہ سستی و آہستگی تھی اور خدا اُس کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول بل ہو گیا پھر اُس کو ابن خطاب نے لیلیا سو مین نے تو آدمیون سے ایسا عجیب و غریب بڑا زور آور کسی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہانتک اُس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو پانی سے آسودہ کرکے اُن کے ٹھکانون پر بٹھادیا۔

ف رسول خدا نے یہہ تعبیر فرمائی کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہونگے وہ ایک یا دو ڈول آہستگی سے نکالینگے بعدہٗ عمر جنکی خلافت مین اسلام کو خوب ترقی ہوئی ۔ اور بہت سی باتین اُن کے فتوحات کی لکھی ہین جنکو ہم نے بوجہ طوالت ترک کیا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین تعبیر رسول خدا حدیث ابن نہین ہے آپ کا جو ڑ پیوند ہے۔

اگر یہ رویائے صادقہ جو رسولؐ کو ہوتا ہے سمجھا جاوے تو پھر خلافت عثمانؓ کا
استثنا رہے جو نہ کنوئیں پر موجود تھے اور نہ کوئی ڈول پانی کا کھینچا حضرت علیؑ تو
کنوئیں پر کیوں ہوتے کیونکہ ابوہریرہ سے یہ خواب آنحضرتؐ نے بیان کیا ہے۔ سبحان
اللہ کیا ہی حدیث ترتیب خلافت کی لکھی ہے۔ ہاں پھر کیا ہوا بس آنکھ کھل گئی اور کچھ
نہ تھا۔ معلوم نہیں ہوتا کہ کس خواب خرگوش میں پڑے سو کر آنکھ ہی نہیں کھلتی رویائے
صادقہ رسولوں کے ایسے ہوا کرتے ہیں کہ ابتدا کی خبر نہ نکلی۔ یہ حدیث مصنوعی ہے
اور رسولؐ خدا پر تہمت۔ ابوہریرہ کو عثمانؓ سے بھی کاوش تھی اُن سے صرف
آدھا ہی ڈول کھنچوا دیا ہوتا اور حضرت علیؑ کو ان لوگوں کے ساتھ ہی بیان کیا ہوتا
تاکہ ترتیب پوری رہتی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ جب بیداری کی حدیثوں سے خلافت
کی بنیاد اُکھڑ گئی تو یہ حدیث خواب کیا مفید ہوگی۔

پہلے خلافت کی حدیثوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آپ آیات قرآنی پیش کرتے
ہیں بقول شخصے ؎

تو کار زمین را نکو ساختی　　　کہ بر آسمان نیز پرداختی

چونکہ خلافت جمہور اہل سنت آپ نے خلافت ابوبکر کو نص حدیث نبویؐ سے قرار
دیا ہے جو ایک نئی بات ہے اس لیے ہم آپ سے مخاطب ہوئے ہیں ورنہ آپ کی
بے سر و پا کہانیاں لن ترانیاں فضول گوئیاں کج بحثیاں اس قابل نہیں ہیں
کہ کوئی عاقل ایسی مجنونانہ بڑ و مجذوبانہ لفظیوں پر توجہ کرے جبکہ آپ کو ابھی
معلوم ہی نہیں کہ اہل سنت کا اتفاق اجماع و شورہ پر ہے اور خلافت کی اصل اجماع
ہی سے قرار دیتے ہیں منجانب خدا و رسولؐ ہونا ضرور نہیں سمجھتے نصب خلافت

نہ خدا پر فرض نہ رسولؐ پر واجب مسلمان لوگ جسے چاہیں انتخاب کرلیں وہی سردار ہوگا۔ نیک وبد کی شناخت وتمیز کی ضرورت نہیں جیسا آپنے صفحہ ستیس ۳۷ اسرار الہدے میں جناب امیرؑ کا قول فصیل فے نہج البلاغت۔ دربارہ اثبات شورہ واجماع درج کیا ہی۔ ترجمہ چارہ نہیں ہے آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد (عربی مین براو فاجر ہے) کہ عمل کرے اُس کی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُس مین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا زیست اور مامون ہون اُس حکومت مین راہین اور بکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے نیکبخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبختی سے بلفظہ۔ پھر کیون نص حدیث وقرآن پر جان دیئے دیتے ہو۔ ناظرین ذرہ اس قول مرتضوی پر خیال کرین جو شورہ کے استحکام کی غرض سے پیش کیا گیا ہے کہ مرد فاجر بھی امیر مسلمانون کا ہوسکتا ہے فاجر کے معنی لغت مین تلاش کرو تو ملجاوینگے مگر بد کے معنے بھی جو تم نے ترجمہ کیا ہے برے نہین ہین۔ اس قول مرتضوی کے چار پانچ سطر اوپر ایک اور قول جناب امیرؑ کا اسی صفحہ مین درج ہے۔ ترجمہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ وہ شخص بالتحقیق امام شورے سے ہے اور اُس کی بیعت مہاجرین اور انصار نے کی جیسے بیعت کی خلفا نے۔ فے نہج البلاغت یہ اقوال جناب امیرؑ ثبوت خلافت ابوبکر واثبات شورہ مین جو سر صاحب نے پیش کیئے ہین۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ جیسا جناب امیرؑ نے امام شورے ہونا فرمایا ہے بہت صحیح و درست ہے اور مہاجرین وانصار کا بیعت کرنا بھی بجا ہے بیعت خلفا ابن عمر نے بیشک سب سے پہلے سبقت کی پھر عثمان نے بھی کی ہو گی یہ سبقت بیعت سے

مراد ہے مگر استغفر اللہ کہ جناب امیرؑ نے بیعت کی ہو۔

تم نے صفحہ اٹھائیس ۲۸ اسرار الہدیٰ میں بروایت مصنف روضۃ الصفا صفحہ ایکسیو نوے ۱۹۰ کا حوالہ دے کر بیعت جناب امیرؑ جو تسلیم کی ہے وہ محض غلط ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ تم کو کتب حدیث پر بالکل عبور نہیں ہے اسی لیئے اپنی تصنیفات میں ہر جگہ روضۃ الصفا کا حوالہ دیتے ہو کیونکہ وہ ایک سنی متعصب کی تاریخ ہے جسے تم نے براہ تعصب شیعہ قرار دیا ہے اور اپنے مطلب کی کہانیاں و بے سر و پا افسانے انہیں دیکھ کر دے دیتے اچھلتے ہو کہ یہ شیعہ کی کتاب ہے۔ جاہل شیعہ بھی تو ایسی لغو کہانیاں نہ لکھے گا جیسا مصنف روضۃ الصفا۔ بس حق پسند فوراً ہی شناخت کر لیں گے کہ اخوند شاہ متعصب سنی تھا یا شیعہ۔ ہمیں چوگان ہیں میدان ہیں گوے۔

روایت روضۃ الصفا و ھو ھذا۔ بعضے گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد و جمعی برانند کہ بعد از وفات فاطمہ زہراؑ و فرقہ بعد از شش ماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند مذکور است کہ چون علیؑ استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند بہ تعجیل از خانہ بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیراہن و ازار نہ ردا ہمچنان نزد صدیق رفتہ با او بیعت نمود بعد از ان کس فرستاد تا جامہ بہ مسجد آوردند بلفظہ۔

حدیث بخاری میں عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراؑ رسول اللہؐ کی صاحبزادی نے کسی شخص کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ رسول اللہؐ کے مال میں سے جو اللہ صاحب نے فدک اور مدینہ میں بدون جنگ کے رسول اللہؐ کے واسطے ارزانی فرمایا تھا اور جو خیبر کے خمس میں آپ کا مال باقی رہا تھا میراثکہ دینا چاہیئے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں جو

مال ہم نے چھوڑا صدقہ ہے۔ یعنی وقف۔ ہاں اس مال میں سے آلِ محمد کا کفاف
جاری رہے گا۔ بخدا میں رسول اللہؐ کا صدقہ اُسی حال پر رہنے دونگا جس طرح آپ کے
زمانہ میں تھا۔ ذرہ بھر تغیر نہ کرونگا غرضکہ ابوبکر نے انکار کیا اور فاطمہ زہراؑ کو اُس مال
میں سے کچھ نہ دیا۔ حضرت فاطمہؑ کو ابوبکر پر اس درجہ غصہ آیا کہ گو کامل چھ مہینے بعد رسولؐ
کے زندہ رہیں مگر نہ ابوبکر سے مال کی بابتہ کلام کیا نہ اُن سے ملیں پس جب حضرتؑ
کا انتقال ہوا تو اُن کو حضرت علیؑ نے بدون اطلاع ابوبکر کے دفن کر دیا اور خود ہی
نماز پڑھی۔ حضرت فاطمہؑ کے انتقال کے بعد لوگوں کا آپ سے روکنا اور انکار کرنا اچھا
نہ معلوم ہوا۔ ابوبکر سے مصالحت اور بیعت کی جستجو کی کیونکہ بیعت کے وقت تلک تو آپ
موجود تھے نہ اِن ایام میں حضرت فاطمہؑ کے اشتغال سے آپ کو فرصت ہوئی پس آپ نے
ابوبکر کو بلوایا اور کہلا بھیجا کہ آپ کے ساتھ دوسرا شخص نہ آوے کیونکہ آپ کو خوف تھا
کہ اگر عمر تشریف لاوینگے تو عتاب زیادہ کرینگے اسی وجہ سے عمر کے حضور کو مکروہ
جانتے تھے یہاں حضرت عمر نے فرمایا اے ابوبکر بخدا آپ وہاں تنہا نجاوین ابوبکر
نے کہا کیا تمہیں گمان ہے کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کرینگے بخدا میں اکیلا ہی جاؤنگا
پس ابوبکر علیؑ کے پاس آئے۔ آپ نے خطبہ پڑھ کر فرمایا ہم آپ کی فضیلت کے
قائل ہیں۔ اور بغض و حسد ہم میں نہیں ہے۔ مگر چونکہ ہم قرابت رسول اللہؐ کی وجہ سے
مشورہ خلافت میں شریک ہونے کے مستحق تھے اور آپ نے ہمیں علحدہ کر دیا اس
سے خیال تھا یہ سنکر ابوبکر کی آنکھیں بہہ نکلیں اور فرمایا خدا کی قسم اپنے قربا
کے صلہ رحمی سے زیادہ رسول اللہؐ کے اہل قرابت مجھے محبوب ہیں ہاں مجھ میں اور
تم میں تنازع و اختلاف اموال میں ہوا سو میں کبھی بھلائی میں تقصیر نہ کرونگا اور جو

رسول اللہؐ کو کرتے دیکھا ہے وہی کرونگا اور ترک نہ کرونگا حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کہا بیعت
کا وعدہ کل زوال کے بعد ہے۔ حضرت ابوبکر چلے گئے اور ظہر کی نماز کے بعد
منبر پر چڑھ کر خطبہ فرمایا۔ اور کچھ حضرت علیؑ کا تذکرہ آپ کا بیعت سے تخلف
اور وہ عذر جو ابوبکر سے کیا تھا سب بیان کیا پھر حضرت علیؑ نے منبر پر چڑھ کر
خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر کی بڑائی اور استحقاق بیان کرکے فرمایا جو تخلف بیعت
ہوا ہے حسد کی راہ سے نہ تھا لیکن ہم اس مشورہ میں اپنا بہت بڑا حصہ خیال کرتے
تھے اُس کی علیحدگی نے البتہ ہم کو رنج پہونچایا۔ اس گفتگو سے تمام مسلمان
خوش ہوگئے اور اصبت (یعنی آپ سیدھی راہ پر ہیں) کے نعرے مارنے لگے۔
پس جس وقت حضرت علیؑ نے امر معروف (یعنی تمام صحابہ کی موافقت کی طرف
مراجعت فرمائی تو تمام اصحاب کے نزدیک آپ قریب اور محبوب تھے ترجمہ بلفظہم۔
آپ معلوم نہیں کہ آپ صدق و کذب پر کیا فتوے دیتے ہیں مگر عام اہل سنت تو حدیث
ہی کو صادق سمجھینگے کیونکہ صدیقہ کا کلام ہے اور اخوندشاہ مورخ و داستان گو کو
کاذب۔ پس اخوندشاہ کی شیعہ گری تحقیق ہوگئی اور ظاہر ہوگیا کہ آپ دھوکے باز آدمی ہیں جو
مطلب کے واسطے لوگوں کو شیعہ سے سنی اور سنی سے شیعہ بناتے ہیں بلکہ خود بھی کسی غرض
خاص سے شیعہ سے سنی ہوگئے ہیں۔ اب فرمایئے آپ کی باتوں کا کیا اعتبار رہا اور جو
تفسیر و اقوال و روایتیں آپ نے لکھی ہیں اُن پر کیونکر وثوق ہو سکتا ہے۔ ہاں خوب یاد آیا
آپ نے طبری کو بھی تو شیعہ سمجھ لیا ہے پس معلوم ہوا آپ کو ایسے ہی لوچ و لغو خیالات نے
شیعہ سے سنی بنایا ہے اور استاد بھی مولوی جہانگیرخان شکوہ آبادی جنھوں نے
اظہار الہدے اپنی تصنیف میں ایسی ہی بے سر و پا باتیں و روایتیں لکھی ہیں جناب امیرؑ اہلبیت

کی نسبت سخت و ناسزا الفاظ لکھے ہین اور عمر خطاب کے اسلام کا زور اٹھارہ ہزار آدمیونکا مسلمان ہونا شوکت فاروقی کی وجہ سے لکھدیا ہے مگر آپ اُن سے بھی بڑھ گئے
سع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدیٰ مین تحریر فرماتے ہین وہو ھذا بالخصوص خلفائے ثلاثہؓ اگر تمام کافران عرب وگبران عجم کو مسلمان نہ کر دیتے اور اسلام کو مشرق سے مغرب تک نہ پہیلا دیتے تو آپ کو رسول اللہ کون کہتا بلکہ بعثت بھی آپکی عبث ہی ہو جاتی اور وعدہ صادق خدا کا بھی کذب سے بدل جاتا بلکہ تمام روئے زمین پر خدا کا نام لیوا بھی نہ ہوتا۔

صفحہ چوالیس ۴۴ اسرار الہدیٰ مین لکھتے ہو وہو ھذا۔ اگر شروع سے جناب امامت دستگاہ علیہ الافضل بنائے جاتے تو ترقی تو درکنار بلکہ اسلام کا نام و نشان بھی دنیا سے مٹ جاتا۔ صفحہ ساٹھ ۶۰ اسرار الہدیٰ مین وہو ھذا البتہ رسالتمآب پر جناب امیرؑ کا آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہین تھی۔

صفحہ ستانوے ۹۷ اسرار الہدیٰ وہو ھذا نہ وہ کہ صرف آدہ پاؤ رائین چھپا جو پر اپنے حقیقی بھائی پر ذوالفقار کھینچی۔

صفحہ پچاس ۵۰ جب جناب امیرؑ نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہو گئے صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدیٰ وہو ھذا ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے اپنے دین کو غلبہ دشمنون سے برباد کردیا۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدیٰ فلان صاحب کو خلافت جناب امیرؑ پر کیون ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی نہین پہری۔ صفحہ ۱۴۴ اسرار الہدیٰ وہو ھذا اگر حسنینؑ و نیز دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور اشرار عجم کی جوروؤن اور بچون کو لونڈی غلام عرب کا بناتو

تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف میں نہ تھی تو دائرۂ امامت
سے قطعی خارج سمجھے گئے ۔ صفحہ اکتیس ۳۱ اسرار الہدیٰ و ہو ہذا اس درجہ حرص
تھی کہ آنجناب بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پہ سوار کرکے ایک
ہاتھ میں حضرت امام حسنؑ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ میں امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کے بحالت
پریشان کس تنہا و بہ صورت دیوانگان کس ہمراہ ہر ایک مہاجرین و انصار کے دروازوں
پر جا کے بے حفظ پاس ننگ و ناموس استعانت کی درخواست کرتے پھرتے تھے ۔
صفحہ چودہ ۱۴ اسرار الہدیٰ و ہو ہذا مصداق ان آیتوں کے وہی لوگ ہیں جنہوں نے
بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ میں اس کا مل
رہا نہ وہ کہ جنہوں نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے اہلبیت کا خون کیا ۔ صفحہ چودہ ۱۴
اسرار الہدیٰ و ہو ہذا جناب امیرؑ بقول علامہ حلی ۲ الجبان لا یستحق الامامۃ ۔
یعنی جبن جس کے معنی بے ہمت بے جرات جسے ہندوستان میں نامرد کہتے ہیں خلافت
کا مستحق نہیں ہے ۔ جوہر صاحب جناب امیرؑ کو جبن قرار دیکر خلافت کا مستحق نہیں
بناتے ۔ اور بھی ایسی ہی ناسزا کلمات بدتر از کفر تمام رسالہ میں لکھے ہیں ہم نے صرف چند بطور
نمونہ از خروارے ناظرین کے روبرو پیش کیے ہیں ۔

پس اب اہل انصاف خود ہی غور کرلیں اور دیکھیں کہ اس عقیدے کا بھی آدمی اہل سنت
کی جماعت میں داخل ہو سکتا ہے شاید بجز وہابیہ جو رسول اللہ ﷺ کی شان و منزلت گستاخی
ہیں ۔ بدیگران چہ رسد ۔ پسند کریں مگر چونکہ وہ بھی خلیفہ چہارم رسول اللہ ﷺ کی نسبت ایسی
کلمات کفریہ نہ کرسکیں گے ۔ باقی رہا گروہ نواصب و خوارج سو اس میں داخل
ہونا ہم پہلے ہی تصدیق کرچکے ہیں ۔ پس میاں جوہر صاحب اور جو آپ کے دل میں

سو کہہ ڈالیے جواب بجواب کا انتظار نہ کیجیئے قیل ان ۱۲ لہ ذوولد قیل ۱۲ ان الشیئ لہ قد کھنا۔ زمانہ سلف سے یہ فعل تمہارے یہان محمود سمجھا گیا ہے۔ کفار قریش نے رسول صلی اللہ کی نسبت کیا نہیں کہا معاذ اللہ کاہن ساحر مجنون ابتر وغیرہ۔ بعدہٗ جناب عمرؓ نے رسول صلی اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ مرض الموت مین استعمال کیا کہ معاذ اللہ یہ شخص ہذیان بک رہا ہے حدیبیہ مین صلح کے بعد انہین صاحب نے فرمایا کہ آج کا سا شک نبوت مین کبھی نہین ہوا۔ دونون روایتین بخاری و مسلم مین دیکھو۔ جناب عائشہ نے عثمان بن عفان کی نسبت حاضرین سے فرمایا اقتلوا نعثلا ۱۲ النعثل یعنی اس لمبی ڈاڑھی ولے یہودی کو قتل کرو۔ محمد ابن ابوبکر اپنے باپ کو نا سزا و غاصب کہتے رہے۔ اور معاویہ شامی بھی ابوبکر و عمر کو غاصب اور ظالم کہتا ہی رہا جسکا مفصل حال ایک جواب خط سے معلوم ہوگا جو اپنے موقع پر درج کیا گیا ہے۔ بنی امیہ و مروانیہ نے صدہا سال تک حضرت علیؑ کو بر سر منبر ناسزا و برا کہا خطبون مین لعن و تبرا پڑھا جاتا۔ بیچارے عمر ابن عبد العزیز نے خطبہ سے وہ الفاظ نکلوا کر بجائے اس کے آیت کلام اللہ داخل کی۔ واضح ہو کہ جو الفاظ جوہر صاحب نے جناب امیرؑ کی نسبت استعمال کیئے ہین یعنی امیہ و مروانیہ علیہم اللعین والعذاب نے اسی قسم کے الفاظ خطبہ مین داخل کیئے تھے کیونکہ لعن و تبرا سے بیزاری مراد ہے پس ان فقرات سے بھی بیزار ہونا ثابت ہے یہانتک کہ (دین بھی برباد کر دیا)۔ اب اس سے زیادہ لعن و تبرا کیا ہوگا بنی امیہ و مروانیہ تو یہی کہتے تھے۔ قال اللہ تعالیٰ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ اللہ و رسول صلی کو ایذا دیتے ہین آنپر اللہ لعنت کرتا ہے اور آنکے

سے لیے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔ صاحب کشاف مفسر مقبولہ اہل سنت نے بھی تفسیر کی ہے کہ یہہ آیت مروان کے حق مین نازل ہوئی کیونکہ اس نے حضرت علی کو سخت ایذا دی پس مروان علیہ اللعین کی ایذا صرف جناب امیر کی برائی اور طعن تشنیع کرنے کی تھی جس سے آپ کو سخت ایذا پہونچتی تھی۔ اب یہان مروان اور اسکے باپ کے بارہ مین ایک دو حدیثین جناب رسول مقبول کی سنلو تا کہ تفسیر مین جائے کلام نہ ہو۔ طبرانی کبیر مین ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے مروان کے باپ کے حق مین فرمایا ہے قریب ہے کہ کتاب اللہ مین وہ مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر خدا کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا۔ اس کی پشت سے ایک فتان یعنی فتنہ انگیز شخص پیدا ہوگا جس سے صحابہ کو سخت تکلیف پہونچے گی آسمان و زمین پر گرد و غبار پیدا ہوگا وہ تمہارے گروہ مین سے نہ ہوگا۔ ابن عساکر نافع بن جبیر بن مطعم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ ہم آنحضرت کے یارون کی جماعت مین حاضر تھے۔ مروان کا باپ رسول اللہ صلعم کے آگے سے گزرا آپ نے فرمایا کہ میرے یارون کو اس شخص سے از حد تکلیف پہونچے گی جو اس شخص کی پشت مین ہے۔ واقدی عمرو بن مرہ سے روایت کرتے ہین مروان کے باپ حاکم نے ایک دن رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اسے یہان نہ آنے دو خدا اسپر لعنت کرے اس کی پشت سے بدترین شخص پیدا ہوگا اس کی اولاد مین مومن پیدا نہ ہونگے۔ یہہ حدیثین اہل سنت کی کتب معتبر کی ہین۔ پس یہہ تین حدیثین نجم صادق کی کافی ہین۔ ہائے کیسا غضب ہے کہ یہی مروان مردود و مطرود خدا و رسول صلعم جناب عثمان کا مصاحب اعتبار ان کے جنکو شیعون نے محرق القرآن کا خطاب دے

مروان کی خلافت میں [illegible] اور مختار کل [illegible] جناب عثمان

رکھا ہے اسی مروان کی صلاح و مشورہ سے قرآن موجودہ کو جمع کروایا اور جسقدر قرآن خلفائے اوّل و ثانی کے وقت مین زیر استعمال اور ارکان دینی کے مرکز و منبع تھے سب کو ایک جا کرکے جلوا دیا - پس بقول حدیث مخبر صادق کتاب اللہ مین اس نے مخالفت پیدا کی اور پیغمبر خدا کے طریقہ مین سفیہ و ہذاذ ہوا - اس کی اولاد کا حال سنئے تاریخ ابی الحسن ذہبی مسعودی مثنی الذہب مین لکھا ہے - حجاج بن یوسف نے بحکم عبدالملک ابن مروان عبداللہ بن زبیر پر چڑھائی کی ابن زبیر کعبہ مین پناہ گیر ہوا - شروع ذیقعد ۷۲ھ ہجری مین اکیاون دن یا پچاس رات محصور رہا - آخر حجاج بن یوسف مردود نے عبداللہ بن زبیر کو کعبے کے اندر ذبح کیا - اسما بنت ابوبکر مادر ابن زبیر نے اپنے بیٹے کی نعش دفن کرنا چاہی حجاج نے نہ دفن انے دیا - حجاج نے جو جو ظلم مکہ و مدینہ و حجاز و یمن مین کیئے وہ کتابون مین مذکور و مشہور ہین - حجاج نہایت ظالم و سفاک خونریز تھا ڈیڑھ لاکھ بزرگ و اولاد بندگان مقبول کو اس نے قتل کیا - ایک دن حجاج مذکور اپنے دوست عبداللہ ابن ہانی سے ملا اور کہا ہم نے دو سرداروں کی بیٹیاں تجھے دلا دین اس سے زیادہ کیا سلوک ہوگا عبداللہ نے کہا جناب عالی یہ تو نہ فرمائیے کیونکہ میرے وہ اوصاف جمیل ہین کہ عرب مین کسی کے بھی نہین اس نے کہا آپ مین کیا کمال و صفات ہین عبداللہ بولا جنگ صفین مین امیر معاویہ کے ساتھ ہمارے ستر آدمی تھے اور ابوتراب کے ساتھ فقط ایک دن ایک تھا - حجاج نے کہا یہ بڑی صفت ہے - عبداللہ نے کہا ہمارے قبیلہ مین سے کسی نے محبان ابی طالب کے ساتھ شادی نہین کی - حجاج نے کہا -

بیشک یہہ بھی بڑی تعریف کی بات ہے عبداللہ نے کہا ہم مین سے کوئی عورت باقی نہین رہی جس نے حسین علیہ السلام ابن علی علیہ السلام کے قتل کی خوشی مین دس دس اونٹ قربانی نہ کیئے ہون حجاج نے قسم کھا کر تحسین و آفرین کی۔ عبداللہ بولا ہم مین سے کوئی عورت و مرد ایسا نہین کہ جس سے لعن و تبرا ابو تراب پر کہوایا گیا ہو اور اُس نے نہ کہا ہو بلکہ مین حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور اُن کی والدہ پر زیادہ کرتا ہون حجاج شقی وملعون نے کہا خدا کی قسم یہہ بڑی بزرگی ہے بلفظہم۔ اِس سے پیشتر بنی اُمیہ نے کتاب اللہ و خانہ خدا و رسول صلعم کی نسبت جو عمل کیا وہ بھی ظاہر ہے۔

جنگ صفین مین معاویہ نے صد ہا قرآن نیزون پر بلند کروا کر عہد کیا اور حضرت علی علیہ السلام سے پناہ چاہی۔ مگر عہد پر قایم نہ رہا اور خود امیر بن بیٹھا۔ کتاب اہل سنت مناہج مین مذکور ہے معاویہ کے بیٹے نے قرآن مجید کو ہدف یعنی نشانہ بنایا۔ مدینہ منورہ کی تخریب کی مسجد نبوی صلعم و روضہ مقدسہ رسول صلعم اللہ مین گھوڑے و اونٹ بندہوائے کوڑا کچرا غلیظ کا ڈھیر ہوگیا۔ عرصے کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے ہاتھون سے صاف کیا۔ اہل بیت رسول صلعم مختار کی بے حرمتی کی۔ خانہ خدا کی بے حرمتی ہی نہین بلکہ قسم قسم کی بے ادبیان اور گستاخیان کین صحابہ کبار سید ابرار کو ناحق شہید کر ڈالا۔ زنا و لواطت شرب خمر اور جملہ معاصی کو مباح کر دیا بھائی۔

بعضون بادشاہون نے مان بیٹون مین باپ بیٹی مین نکاح جائز کر دیا۔ ہر شخص سے اپنی عبودیت کی بیعت لی۔ کئی ہزار بچے حرام سے پیدا ہوئے۔ غرض کہان تک ظلم و جور فسق و فجور لہو و لعب بنی اُمیہ و مروانیہ کے لکھے جاوین کتابین بھری پڑی ہین تاریخ مذکورہ بالا مین ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان کا حال لکھا ہے

ایک روز اُس نے قرآن مجید میں یہہ آیت پڑہی) وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ
جَبَّارٍ عَنِيدٍ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ ۔ یعنی فتح چاہی اُنھوں نے حالانکہ ہر ایک ظالم
عناد رکھنے والا بھی ہے۔ اِس کم بخت نے یہہ آیت پڑھکر قرآن شریف منگوایا
اور اُسے نشانہ بناکر تیر مارنے شروع کیے اور یہہ کہتا جاتا تھا کہ تو ظالموں اور جابروں
کو ڈراتا ہے پس دیکھ یہہ شخص جابر و ظالم ہے۔ جب تو اے قرآن حشر میں آوے
تو کہدینا کہ مجھے ولید بن یزید نے نشانہ بنایا اور جلایا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اسی
تاریخ مذکورۂ بالا سے ایک خط محمدؓ بن ابی بکر کا بنام معاویہ و اُس کا جواب بلفظہ
درج کرتے ہیں۔ جو ناظرین کو دلچسپ و پسندیدہ معلوم ہوگا وھو ھذا یہہ خط محمدؓ
ابن ابی بکر کی طرف سے گمراہ معاویہ بن صخر کو بعدہ یہہ کہ اللہ نے اپنی عظمت اور غلبہ سے
خلقت کو بے عبث اور بے غرض اپنی قوت کے ساتھ پیدا کیا لیکن اکثر کو اُنمیں
سے غلام اور عجز و اور غافل پیدا کیا۔ بہت کو بدبخت اور اکثر کو نیک کیا پھر اہل علم کو
مقبول کیا اور اُن میں سے محمد صلعم کو انتخاب کیا اُنھیں اپنے علم اور رسالت کے
ساتھ منتخب اور برگزیدہ کیا اور رسول کرکے بھیجا اور اپنی وحی کا امین کیا اور بشیر و نذیر
وکیل فرمایا۔ پہلے جس نے اُنکا کہنا مانا اور ایمان لایا اور سچ بولا اور راہ اسلام
و تسلیم قبول کیا اُن کا بھائی چچازاد علی ابن ابیطالب تھے جنھوں نے حاضر و غائب
اُنکی نبوت کی تصدیق کی اور آنحضرت صلعم کو ہر ایک بھاری چیز پر مقدم رکھا اور ہر ایک دہشت کے
وقت اُن کی حمایت و حفاظت کی اُن کے دشمن سے لڑے اُن کے دوست
سے صلح رکھی اور ہمیشہ خوف اور بھوک اور سختی میں راتوں کو بھی اپنی جان اُن پر
قربان کرتے رہے اور مصیبت میں اُن کے ہمراہ ہوئے اُنکی نظیر کوئی بعد کو نہوا

اور کوئی اُس کا ہمچشم نیک افعال میں اُس کی برابری نہ کر سکا ۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ تو
اُس کی برابری کرتا ہے بھلا تو تو ہی ہے اور وہ وہی ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم
پاک ۔ وہ تمام آدمیوں میں از روئے نیت یکتا راست گو ہے اور اُس کی اولاد سب
لوگوں سے افضل ہے اُس کی بیوی سب عورتوں میں بہتر ہے اُس کا سا پسر عم
کہاں اُس کے بھائی جعفر طیارؑ نے رسولؐ خدا پر جان قربان کر کے فرشتوں کے
ساتھ پرواز کیا اُس کا چچا امیر حمزہ سردار شہیدان ہوا اُس کے باپ ابو طالب نے آنحضرتؐ
سے کینہ دار دشمنوں کو دور رکھا اور بلاؤں سے محفوظ رکھ کر پناہ دی تو تو ملعون ابن ملعون
ہے تو اور تیرا باپ ہمیشہ رسول اللہؐ کو ٹیڑھی راہ بتلایا کرتے اور نور خدا بجھانے میں
کوشش رکھتے تھے آنحضرتؐ کے مقابلہ میں جماعتیں جمع کرتے اور مال خرچ کر کے
رسول اللہؐ پر دشمنوں کو چڑھاتے تھے اور بہت قبیلوں اور قوموں کو تم نے آنحضرتؐ
پر برانگیختہ کیا اسی حال میں تیرا باپ مر گیا اور اسی حال پر تجھے چھوڑ گیا قریب اور بعید تمام گروہ
و رؤسائے نفاق تیری برائی کی گواہی دیتے ہیں اور علیؑ کی قدیم بزرگی کے سب شاہد ہیں
اُس کے ساتھی وہ انصار و مہاجرین ہیں کہ اللہ نے جنکا ذکر قرآن شریف میں بزرگی کے ساتھ کیا
وہ گروہ در گروہ تجھکو حقیر جانتے ہیں اور حضرت علیؑ کی خلافت کو نفاق و شقاق مانتے
ہیں بھلا تجھکو کب زیبا ہے کہ حضرت علیؑ کی برابری کرے وہ وصی و وارث رسولؐ مقبول
ہے وہ فرزندان رسولؐ کا باپ ہے اطاعت رسولؐ میں سب سے اوّل ہے اور سب سے
زیادہ قریب تر رشتہ دار ہے آنحضرتؐ اُس سے اپنا بھید کہتے اور اپنی بات کی
اطلاع دیتے تھے تو دشمن رسولؐ اور عدو خدا و عدو رسولؐ کا بیٹا ہے جس قدر
ہو سکے باطل طور پر دنیا کھالی اور پسر عاصی بد باتوں میں تیری مدد کرے ۔ تیرا وعدہ پورا

ہو گیا اور تیرا کشت ہو چکا۔ اب بعد تیرے وہ ہوگا جس کی عاقبت بخیر ہے۔
واضح ہو کہ تو خدا کو فریب دیتا ہے جس کے بیچ سے تو اپنے تئین اس میں جانتا ہے مگر تو
رحمت خدا سے مایوس ہے اور اللہ تعالے تیری گھات میں ہے تو اس کی جانب سے دھوکہ
میں ہے۔ بس تابعین ہدایت پر سلام۔ اس کے جواب میں معاویہ نے یہ لکہا۔
کہ معاویہ بن صخر کی جانب سے یہ نامہ اس شخص کے نام ہے جو اپنے باپ کو
عیب لگاتا ہے۔ بعد ازان تیرا خط میرے پاس پہونچا کہ اس میں تو خدا و رسول کی
عظمت و قدرت بیان کرتا ہے اور اس کے ساتھ کلام ضعیف کہتا ہے جو
تیرے باپ ہی پر پڑتا ہے۔ یعنی تیرے باپ کو معیوب اور قصور وار ٹھہراتا ہے
تو نے جو علیؑ ابن ابی طالب کی بزرگیان اور قدیم احسانات اور قرابت رسولؐ
اور ہر ایک خوف و دہشت میں انکی جان نثاری بیان کی ہے اور مجھ پر
حجت لایا ہے اور عیب لگایا ہے کہ مجھ پر اپنی بزرگی نہ ظاہر کی غیر کی بزرگی
پر ناز کرتا ہے تو نے اپنی فضیلت تو چھوڑ دی اور غیر شخص کی تعریف کرنے لگا
ہم اور تیرا باپ سب علیؑ کی فضیلت جانتے ہیں اور اس کا حق لازم مانتے
ہیں۔ جس وقت اللہ نے اپنے نبیؐ کے لیے اپنی نعمت مہیا کی اور اپنے وعدہ کو تمام
کیا اور دعوت اسلام ظاہر فرمائی اور حجت قایم کی اور آنحضرتؐ کی وفات
ہوئی تو تیرا باپ اور فاروق سب سے اول غاصب حق علیؑ ہوا اور اس کے حکم کے
خلاف کیا اسی بات پر وہ دونوں متفق و مساوی رہے انھون نے علیؑ سے
بیعت طلب کی علیؑ نے بیعت میں تامل و توقف کیا تب انھون نے اس کے
ساتھ مہم عظیم کا ارادہ کیا تب اس نے نبوت کی اور خلافت سپرد کر دی وہ دونون

خلافت کے والی ہوئے ۔ علیؑ کو اُسوء خلافت مین اُنھون نے اپنا شریک نہ کیا اور اپنی باتون کی اُن کو خبر نہ دی یہانتک کہ وہ دونون جہان سے روانہ ہو گئے پھر تیسرا عثمان اُن کی جگہہ قایم ہوا اور بعینہٖ اُنھین کی راہ پر چلا ۔ محمدؐ تو نے اور تیرے آقا علیؑ نے اُسے عیب لگایا اور اونے واعلانیہ اُسے معزول کرنا چاہا تم نے اُس کے لیئے بری باتین سوچین اور اپنی عداوت ظاہر کی تاآنکہ تم اپنی آرزو اور طمع کو پہونچے ۔ اے پسر ابی بکر سوچ اور سمجھ اور اندیشہ کر کہ یہہ تیری سب باتین نامناسب ہین ۔ کیونکہ تیرے باپ نے بستر بچھایا اور اپنی سلطنت کے لیئے مسند مقرر کی ۔

اگر ہم جنگ علیؑ مین غیر صائب اور خاطی ہین تو پہلے تیرے باپ ہی نے یہہ راہ نکالی اور ہم اُس کے ساتھ شریک ہوئے ورنہ تیرا باپ اگر یہہ نہ کرتا تو ہم کیون علیؑ سے مخالفت کرتے اور ضرور اُسے خلافت دیتے اور اُس کا حکم تسلیم کرتے لیکن ہم نے تیرے باپ کو دیکھا کہ اُس نے پہلے یہہ کچھ علیؑ کے ساتھ کیا ویسے ہی ہم ہو گئے پہلے اپنے باپ کو عیب لگا ورنہ اپنے کلام سے باز آ ۔ سلام اُس کو جو توبہ و رجوع کرے ۔ بلفظہٖ ۔

میان جوہر یہہ جو تم کو کوئی شکایت نہین ہے شاباش ایسا ہی چاہیئے حقوق آباو اجداد ادا کرنا فرض ہے جو تم سے کار نمایان ہوا باعث خوشنودی ارواح بزرگان ہے ۔ مگر ہان یہہ دو غلاپن اچھا نہین ۔ کہ زبان سے حضرت علیؑ کو فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق کہتے ہو اور دل سے بے دین اور غیر مستحق خلافت وغیرہ وغیرہ پس لازم ہے کہ زبان اور دل کو ایک کرو اور رکابیہ مذہب

کو چھوڑ دو۔

پھر زمانہ آزادی کا ہے اگر خدا و رسول صلعم کو بھی علانیہ ناسزا و بُرا کہو تو کون تمہاری زبان روک سکتا ہے جیسا بنی اُمیہ و مروانیہ نے کیا حضرت علی علیہ السلام کو برسر منابر بُرا کہتے اور فخر کرتے تصدیق خلافت کیسی۔ قرآن مجید کو نشانہ میں باندہ کر سیکڑوں تیر لگائی پھر اُسپر عمل کیا۔ خانہ خدا و رسول صلعم کو محاصرہ کر کے سیکڑوں بے ادبیاں گستاخیاں کیں غلیظ کا انبار لگادیا پھر حرمت کہاں۔ صدہا ہزارہا کتاب اللہ کو ڈھیر لگاکر جلادیا پھر بزرگی کہاں غرضکہ جو بات کی پوری کی اور مسلمان بنے ہی رہے۔ امیر المومنین کا خطبہ اُن کے نام مسجدوں میں پڑھا ہی جاتا رہا اور خلیفہ اُمت کہلاتے ہی رہے۔ پس تم کو بھی یکرنگ ہونا چاہئے اس دغل فصل کی باتوں پر لوگ چونکیں گے اور اعتبار نہ کرینگے۔

اب ہم آپسے پوچھتے ہیں کہ وہ اسلام خلفاء ثلثہ نے مغرب سے لیکر مشرق تک پھیلایا تھا۔ یہی تھا۔ جو بنی اُمیہ و مروانیہ کے وقت میں جاری تھا یا اور کوئی نیا اسلام تھا جس میں رسول اللہ کہنے والے اور خدا کے نام لینے والے اور بعثت کے عبث نہ سمجھنے والے اور خدا کے وعدہ کو صدق سے بہ کذب نہ بدلنے والے اپنے ایمان پر قائم رہے ہوں اور کسی نے ان جبار و قہار و ظالم خلیفوں کو ان حرکات سے روکا ہو واقعات تاریخی سے تو کوئی معلوم نہیں ہوتا ہاں مثل مصنف روضتہ الصفا اگر کسی نے جھوٹی روایت لکھدی ہو تو خیر۔

ع اسلام گر ہمی ہے تو اسلام کو سلام + اگر اسلام اسی کا نام ہے کہ قتل کرتے لوٹتے مارتے جبراً لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلاتے عورتوں و بچوں کو لونڈی غلام

بناتے مغرب سے مشرق تک نکل گئے اور مال غنیمت سے جھولیان بھرلین تو چنگیز خان ہلاکو نادرشاہ تیمور وغیرہ کے فتوحات دیکھو خلفائے ثلثہ سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہین ایساہی خالد سیف اللہ وغیرہ کا حال تواریخ مین دیکھو جدہر رخ کیا قتل وغارت مار دھاڑ کرگئے پس ماندون کو یا مسلمان برائے نام ہونا پڑا یا جزیہ دیکر پیچھا چھوڑایا۔ اسی لیئے تو عیسائی اسلام پر بزور شمشیر اسلام قبول کرانیکا داغ بدنما لگاتے ہین جسکا جواب اکثر محقق وانصاف پسند نے یہہ دیا تھا کہ آنحضرتؐ کے عہد مین جب قدر جہاد ہوئے تحفظ اسلام کی غرض سے یعنی جب کفار نے خود ہی مدینہ پر حملہ کیا یا تخریب اسلام پر کمر باندہی اسوقت حفاظت وحراست اسلام کے واسطے لڑنا بھڑنا ضرور ہوا اُس جنگ وجدال مین جو مال ملا لڑنے والون کو تقسیم ہوا اور فتوحات محمدیؐ کے دیکھنے سے واقعی ایساہی پایا جاتا ہے۔ آنحضرتؐ کے وقت مین بھی بہت سے طامع جو صرف مال لوٹنے اور حصہ لینے کی غرض سے بظاہر اسلام قبول کرلیتے تھے مگر دل اُن کا وہی کافر تھا چنانچہ سورہ منافقون ہی کلام اللہ مین موجود ہے اور آنحضرتؐ کی حدیثین بھی۔ چنانچہ اسی رسالہ مین ایک حدیث مشورہ رسول اللہ با علیؑ غزوہ طائف مین لکھی گئی ہے جس سے منافقین صحابہ کا ہمیشہ غزوات مین ہمراہ رہنا ثابت ہوتا ہے اور حضرت علیؑ سے دشمنی رکھنا۔ رسول اللہ جب مال غنیمت تقسیم فرماتے تو بعض بندۂ زر وغلام نفس برو کہدیتے کہ یا محمدؐ تقسیم مین آپ انصاف کرین۔ اور آپ فرماتے والے ہو تم پر اگر مین ہی ناانصافی کرونگا تو انصاف کی اُمید کس سے ہوگی۔

اکثر ان منافقون کے اقوال وافعال سے آپ درگزر کرتے اور فرماتے کہ

کفار کہیں گے کہ محمد صلعم اپنے اصحاب کو سزا دیتے ہیں مگر امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں در گزر نہیں تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جب آنحضرت صلعم ہی کے روبرو منافق لوگ جنگ و جدال میں بہ طمع نفسانی شامل رہتے تو بہ عہد خلفائے ثلثہ جس میں چھپا خزانہ ساہر ہو گیا تھا ہزار در ہزار منافق لوٹ کے مال اور لونڈی غلاموں کی خواہش میں دوڑ پڑے ہونگے اور جنگ و جدال میں شرکت کی ہو گی مفلس قلاش بدکار لوگوں کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ لیجیئے لاکھوں کی فوج تیار ہو گئی اور میاں خالد سپہ سالار بن گئے بے تحاشہ گئے قتل و غارت لوٹ کھسوٹ نہ رائے نہ دہائے جس کی عورت پسند آئی مرد قتل کیا گیا عورت پر تصرف بیجا خلاف حکم خدا و رسول صلعم دیکھو مالک بن نویرہ کا حال جسے خالد نے باوصف اسکے مسلمان ہونے کے صرف باغواء نفس شیطانی قتل کرکے بیچاری عورت پر تصرف یعنی زنا کیا۔

پس جن لشکروں کے ایسے سپہ سالار قلعہ شکن ہونگے اس کا کیا ٹھکانا اور تماشا تو یہ ہے کہ ابوبکر صدیق کو باوجودیکہ خبریں صحیح پہونچیں اور فاروق اعظم بیچارے حد جاری کرنے کو بہت کچھ چیخے پکارے مگر خالد نے چوکیداران در دولت صدیقی کو رشوت دیکر گانٹھ لیا تھا صاف بچ نکلا اور بال بھی بیکا نہ ہوا۔

مورخ لکھتے ہیں کہ اسلام میں یہہ پہلی رشوت اور اس ناشدنی کی ابتدا ہے اوائل خلافت میں ابوسفیان نے پہلے حضرت علی کو ورغلانا کہ تم خلافت لو ہم مدد کو موجود ہیں۔ مگر حضرت اس مکار کے کید عظیم میں کب آنے والے تھے۔ اس نے خلیفہ صاحب کو دھمکایا کہ تم خلافت کے مستحق نہیں ہو چنیں و چناں۔ خیر مصلحت

یہہ ہوئی کہ شام کی حکومت معاویہ کو دیکر پیچھا چھوڑا و۔ یہہ بنیاد معاویہ شامی کی ہے جو پانچوان خلیفہ اہل سنت کی رائے مین سمجھا جاتا ہے او چھٹا یزید اسیطرح بارہ ۱۲ خلیفہ کی تعداد پوری کی گئی ہے۔

واضح ہو جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہین وہ مولفۃ القلوب کہلاتے ہین جو بنظر تالیف قلوب و رونق اسلام مسلمانون مین شامل کیئے گئے مگر مثل منافقون کے اُن کے ایمانون کا ٹھکانا نہین۔ انھین مین ابوسفیان و معاویہ ہے ایک حدیث نبوی صلعم مروان کے حق مین پیشتر ہم لکھ چکے ہین کہ یہہ مروان کتاب اللہ مین مخالفت پیدا کریگا اور پیغمبر خدا صلعم کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا۔ اب دوسری حدیث خاص خلیفہ اول کی شان والا مین سنیئے۔ صحاح ستہ موطا مین ابی النضر مولے العمر بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اُحد کے شہیدون کے حق مین فرمایا مین قیامت کے دن اُن کی گواہی دونگا ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم کیا ہم اُن کے بھائی نہین ہین اُن جیسے ہم بھی مسلمان ہین جیسے اُنھون نے جہاد کیا ہم نے بھی اپنی جانین لڑادین رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہہ بات ٹھیک ہے لیکن خبر نہین کہ تم میرے بعد کیا کیا دین مین ایجاد کروگے یہہ سنکر ابوبکر روئے اور بہت رونے کے بعد کہا کیا ہم بعد آپکے زندہ رہینگے۔ ترجمہ بلفظہ

ایک اور حدیث سنیئے اور داد دیجیئے اہل سنت کی صحاح دارمی مین جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ عمر خطاب رسول اللہ صلعم کے پاس ایک توراۃ کا نسخہ لائے آنحضرت صلعم خاموش ہوگئے۔ عمر نے اُسے پڑھنا شروع کردیا۔ رسول اللہ صلعم کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا ابوبکر بے تاب ہوگئے

اور عمرؓ سے خطاب کر کے فرمایا روئین تجھے رونے والیان کیا تو چہرہ رسول اللہ صلعم کو نہین دیکھتا۔

عمرؓ آپ کے چہرہ کو دیکھکر کہنے لگے مین اللہ سے اُس کے غصہ اور اُس کے رسول صلعم کی خفگی سے پناہ مانگتا ہون ہم راضی ہین اللہ سے اور رسول صلعم سے اور اسلام سے۔ بعدہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا خدا کی قسم اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو تم مجھے چھوڑکر اُن کی پیروی کرتے اور ضرور سیدھی راہ سے بہک جاتے لیکن اگر موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے ضرور میری پیروی کرتے۔ بلفظہ۔

پس اب اہل انصاف غور کرین۔ اسلام برائے نام تو ضرور مشرق سے مغرب تک پھیلا۔ اور فتوحات عظیم حاصل ہوئین مگر اُس کے ساتھ بقول مخبر صادق یہہ بھی ضرور ہوا کہ اسلام مین صدہا ایجادین کی گئین اور کتاب اللہ کی مخالفت اور طریقہ رسول اللہ صلعم مین مفاسد ومنافقت جو ظاہر ہوئی اُسے آنکھ سے دیکھ لو۔ عیان راچہ بیان۔ ۷۲ فرقہ اسلامیہ تو ابتدا سے موجود ہی ہوگئے بعدہ وہابیہ ونیچریہ ومہدویہ واحمدیہ وغیرہ یعنی ایک قادیانی صاحب نے اپنا سب سے نرالا مذہب نکالا ہی۔ اب ان فرقون کے اصول وفروع مین دیکھو تو زمین اور آسمان کا فرق ہے اور لطف یہہ کہ سب اسی قرآن وحدیث سے سند لیتے ہین۔ ایک کہتا ہے قرآن مخلوق ہے مثل داؤد وابن علی اصبہانی دوسرا کہتا ہے خدا مجسم ہی مثل ابن تیمیہ ظاہری۔ تیسرا کہتا ہے فرشتون و شیطان کا وجود نہین حضرت عیسےٰ بغیر باپ کے نہین پیدا ہوئے۔ قرآن

اعجاز نہیں مثل سید احمد خان نیچری - چوتھا کہتا ہے میں مسیح موعود ہوں مجھپر وحی
آتی ہے مثل غلام احمد قادیانی - پانچواں کہتا ہے خالق خیر و شر کا خدا ہے
اُسی کی جانب سے سب نیکیاں و بدیاں ہوتی ہیں تقدیر میں جو لکھدیا گیا ہے وہ
اٹکسٹ ہے مثل جوہر مصنف اسرار الہدیٰ - چھٹا کہتا ہے کہ رسول اللہ صلعم
کا مزار مقدس معاذ اللہ صنم اکبر ہے مکہ و مدینہ پر جہاد واجب اُس کا قتل و نہب
رسول اللہ کا روضہ انور قابل انہدام یعنی نیست و نابود کرنا فرض مثل عبدالوہاب
نجدی - ساتواں کہتا ہے نعوذ باللہ تمہارا رسول اللہ کا مرتبہ خدا کے روبرو
مثل ایک چمار کے تھا مثل مولوی اسمٰعیل دہلوی - آٹھواں کہتا ہے کان
محمد رسول اللہ یعنے تھے محمد - اب کلمہ میں کان کا لفظ زیادہ کرنا چاہیئے مثل مولوی
نذیر حسین دہلوی - غرضکہ جملہ فرقہائے اسلامیہ کے اعتقادات بہ نسبت
خدا اور رسول و قرآن مجید مفصل کتابوں میں درج ہیں - مشتے نمونہ از خروارے
ہم نے لکھدیا ہے - مگر عبدالوہاب نجدی کا مختصر حال لکھتے ہیں - کتاب جواہرالا
لقان اہل سنت سے عبدالوہاب نجدی گو کہ دعوے حنبلی مذہب کا رکھتا مگر عقیدت
کے زعم میں بے ادبی و گستاخیاں بہ نسبت جناب رسالت مآب و اہل بیت
اطہار و دیگر صلحائے مومنین کی کرنی شروع کر دی اور گستاخی و بے حرمتی
حرمین یعنی مکہ و مدینہ و قتل سادات و غارت گری اموال پر کمر باندھی - سنہ ۱۲ ۱۸ عیسوی
ایک لشکر جمع کیا لوگوں نے سلطان روم کا نام خطبہ سے نکال کر اسی کے
نام کا خطبہ جاری کر دیا ایک کتاب التوحید تصنیف کر کے اطراف و جوانب میں
مشتہر کیا اہل اسلام جوق جوق بہ قصد جہاد مکہ و مدینہ پر متفق ہو گئے -

۱۲۲۱ھ میں سعود نامی اُس کا نائب کعبہ کو روانہ ہوا اور قرن المنازل پر پہنچکر طائف پہونچا اور ایک جماعت کثیر کو بہ بہانہ ملاقات بلا کر قتل کر ڈالا اور شہر کو لوٹ لیا بعدہ سیف زنان اور غارت کنان مکہ معظمہ میں آیا اور جو حق غارتگری قتل کا تھا خاص بیت اللہ میں کیا تمام شریف سادات کو تہہ تیغ کر کے مال اسباب جو ملا سب لوٹ لیا۔ مساجد و مقابر و آثار صحابہ منہدم کر ڈالے وہاں سے مدینہ پہونچا وہاں بھی قتل و غارت کر کے روضہ مقدسہ نبوی صلعم کے انہدام پر عازم ہوا مگر ایک اژدہائے خونخوار کے نکلنے سے روضہ مقدسہ کو منہدم نہ کر سکا۔ مدینہ میں اپنا نائب چھوڑ کر پھر مکہ کی طرف لوٹا اور تمام اطراف ملحقہ حجاز و عراق و نجد میں قتل عام شروع کیا کربلائے معلٰی کو بھی خوب لوٹا اور قتل کیا۔ بلفظہ۔ ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند۔ و میکنند۔

پس معلوم ہوا کہ یہی اسلام خلفاء ثلثہ نے مشرق سے مغرب تک پھیلایا۔ اور وہ وہ ایجادیں اور تصرفات بیجا قرآن مجید و حدیث نبوی صلعم میں واقع ہوئے کہ اسلام کا نام ہی نام باقی رہا خدا اور رسول صلعم کی احکام پر نہ ابتدا سے عمل ہوا نہ ہوتا ہے خدا نے جو رضیت لکم الاسلام دینا فرمایا وہ اور ہی اسلام ہے۔

خدائے قادر کا وعدہ سچا اُس رسول خاتم النبیین صلعم کی بعثت لاجرم غیر زوال تا قیام قیامت مگر ایسے اسلام پر جسکا مختصر ذکر اوپر ہوا نہ خدا کے وعدہ نہ رسول صلعم اللہ کی بعثت کا اثر ہوا کیونکہ جب ایک ملت ایک دین ایک خدا ایک رسول صلعم پھر یہ انقلابات عظیم اور صدہا فرقوں کا جدا ہو جانا اور خدا اور رسول صلعم کے احکام صاف صریح میں شاخیں لگانا اور تاویلات لایعنی و توجیہات بے معنی اپنے

قیاس سے پیدا کرنا چہ معنی دارد۔ اگر خدا اور رسول صلعم کے حکمون سے سید ہے اور صاف معنی و مطالب قبول کیئے جاتے اور جو حکم خدا و رسول صلعم نے دیئے تھے اُن پر پورا پورا عمل کیا جاتا تو اسلام مین کیون رخنے اگر خرابیان پیدا ہوتین مگر نفسانیت و طلب حطام دنیوی سے انسان مجبور رہے ہے۔ اب سنیئے حضرت عیسی علیہ السلام نے نہ کبھی تلوار اُٹھائی نہ کسی کو مارا صرف جہاد لسانی کرتے رہے تمام عمر مین صرف گیارہ یا بارہ یا کچھ زیادہ سو کیت سو سے کم اُنپر ایمان لائے اور وہ حضرت جیتے تھے آسمان پر تشریف لیگئے پھر کیا اُن کی بعثت عبث ہو گئی ہرگز نہین بلکہ صاحب شریعت رسول برحق تھے اُن کے بعد اُن اُمت کی تعداد دیکھو کہ اُن کی جہاد لسانی نے کیا فوائد بخشے۔ ایسا ہی ہمارے حضرت صلعم سید الانبیا خاتم المرسلین دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ مین رونق افروز رہے اور لسانی جہاد فرمایا کیئے ایک تعداد کثیر صرف مواعظ و نصایح سے مسلمان ہوئے جب مدینہ والون نے بعد قبول اسلام اپنے مہمان بلایا خدا کی مصلحت یہی ہوئی کہ ہجرت کرین مدینہ مین تشریف لائے کفار مکہ نے گروہ مسلمانون کو تخریب مین سبقت کی خدا نے حکم جہاد بہ شمشیر دیا تحفظ اسلام اور خیر اندیشی قوم کے لیئے آپ کفار سے لڑے فضل خدا شامل حال تھا فتحیاب ہوئے اس بات پر تو سب کو اتفاق ہے کہ ہر قوم و ملت مین نسبت عام کے خاص ممتاز و برگزیدہ ہوتے ہین چنانچہ اللہ جل شانہ نے خود ہی تصدیق کی ہے و قلیلا من عبادی الشکور قرآن مجید مین اور اکثر مقام پر قلیل کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ نقل اور عقل اس بات کے شاہد عادل ہین۔ ابتدائے آدم سے تا ایندم عام اور خاص مین تمیز ہوتی آئی ہے۔ رسول اللہ صلعم کے عہد مین بھی

جو لوگ تصدیق بالقلب واقرار باللسان کرکے ایمان لائے اُنھیں کو مومنین کہا گیا۔

عام کو منافقین کیونکہ قلیلاً من عبادی الشکور خدا کا فرمان ہے۔

پس خاص بہ نسبت عام کے ہمیشہ و ہر حال میں تھوڑے رہے ہونگے۔ بعدہ خلافت اول و ثانی و ثالث میں بھی یہی عملدرآمد ہوا کیونکہ اہل سنت افضل البشر بعد رسول اللہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کہتے ہی ہیں پھر عشرہ مبشرہ کو انتخاب کرتے ہیں باقی عوام۔ شیعہ حضرت علیؑ کو بعد رسولؐ خدا افضل بشر و چند اصحاب مثل ابوذر و عمار و مقداد و سلمان وغیرہ و عباس و عبداللہ و فضل وغیرہ بنی ہاشم کو مخلص شمار کرتے ہیں۔ اب اگر انصاف اور ایمان سے ہم دیکھتے ہیں تو حضرت علیؑ کا پلہ بہت ہی بھاری نظر آتا ہے یعنی اُن کو خدا کے حکم سے رسول اللہ نے خم غدیر میں باضابطہ خلیفہ و جانشین بنایا جس کی تفصیل و تشریح باب خلافت رسالہ ہذا میں درج ہے۔ ابوبکر صدیق کی نسبت جو حدیثیں جوہر صاحب نے لکھیں امامت نماز و خلافت کی بابتہ انکی کچھ اصل بنائی گئی نہ اُن کی تعمیل حیات رسولؐ خدا میں ہوئی۔

ہاں امام شورہ ہیں جس کی تصدیق حضرت علیؑ نے بھی کی ہے پس اب دیکھنا چاہئیے شورہ کس طرح کا تھا آیا چند بعض خاص لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور اپنی اپنی رائے ظاہر کیں یا عوام کا مجمع ہوا۔ بخاری و مسلم میں جناب عائشہ سے ایک حدیث طولانی شورہ خلافت کی بابتہ لکھی ہے۔ جملہ انصار و مہاجر سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے انصار کہتے ہم میں سے مہاجر کہتے ہم میں سے امیر ہو۔

ابوبکر عمر ابو عبیدہ جراح بھی پہونچے حضرت عمر غصہ والے تھے بولنے لگے ابوبکر

نے اُن کو روکا خود بولے ہم میں سے امیر ہو تم میں سے وزیر ہو جناب عمرؓ کہتے ہیں میری
بولنے کی یہ وجہ تھی کہ میں نے عمدہ عمدہ الفاظ جو مجھے نہایت درجہ مرغوب تھے اُس وقت
کے لیئے سوچے تھے اور اس کا بھی خوف تھا کہ ابوبکر نہ بول سکیں گے مگر ابوبکر نے
خوب ہی کلام کیا جناب ابن منذر نے کہا ہم کبھی راضی نہونگے جبتک ایک ہم سے
ایک تم میں سے والی نہو۔ آخر ابوبکر نے کہا کہ عمر خطاب و ابو عبیدہ جرّاح موجود ہیں
اُنسے بیعت کرو مگر جناب عمرؓ نے کہا یہ آپ کیا کہتے ہیں آپ ہمارے سردار ہیں ہم سے
بہتر ہیں رسولؐ خدا کے محبوب ہیں ہاتھ بڑہاؤ بلکہ ہاتھ پکڑ کر بیعت کرلی پھر سب راضی
ہوگئے ایک شخص بولا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا عمرؓ نے کہا منظور خدا یہی تھا یعنی
وہ بلکہ بہشت ہوا کہ سعد بن عبادہ پامال ہوگیا اور سخت چوٹ آئی ۔

عمر خطاب کی خواہش اور آرزو پہلے ہی سے عمدہ عمدہ الفاظ مرغوب طبع جو سوچ کر منتخب
کر رکھے تھے کہنے اور بولنے کے تھے پس معلوم ہوا کہ جب خم غدیر میں حضرت علیؑ کو آپ نے
کل مومنین و مومنہ کے مولے ہونے کی مبارکباد دی اُسیوقت سے یہ عمدہ و چیدہ
الفاظ منتخب کر لیئے تھے کہ وقت پر استعمال کرونگا

پس ظاہر ہے کہ جیسا نماز جماعت کی امامت میں جناب عمرؓ نے ابوبکر کو امام بنا
دیا ویسا ہی یہاں بھی مدعی سُست گواہ چُست جبراً ہاتھ پکڑ کے بیعت کرلی
اور نہ مشورہ ہوا نہ اجماع ۔ عمر خطاب کی پہلو پُلٹکل چال تھی کہ یہ حضرت تقریباً ساٹھ
سالہ ہو ہی چکے ہیں برس دو برس برائے نام آگو آگو پھر ہم ہی ہم ہیں چنانچہ ایسا ہی
ہوا کبھی کہ ابوبکر کی خلافت میں بھی حضرت مختار عام بلکہ اعلےٰ رکن اسلام رہے
جب وفات ابوبکر کا زمانہ قریب ہوا تو اُنھوں نے بمصداق من تراحاجی بگویم

تو ہم اچھی بگو۔ نہ شورہ پر خلافت چھوڑی نہ اجماع پر اپنی حیات ہی مین سند خلافت بنام جناب عمر لکھا دی اور یہہ خیال کیا گمان بھی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے تو کسی کو خلیفہ کیا ہی نہین مسلمانون پر انتخاب منحصر کر دیا ہے یہہ ہم خلاف فعل رسول اللہ کیون اپنا آبائی مال سمجھکر سند خلافت و ولیعہدی لکھے دیتے ہین صدقت یا رسول اللہ سچ آپ نے فرمایا کہ بعد میرے دین مین کیا کیا ایجاد کروگے

اب جناب عمر جو مرنے لگے تو فرمایا کہ مین اگر کسی کو خلیفہ کر جاؤن تو مجھسے بہتر شخص یعنے ابوبکر نے ایسا کیا اور نہ کر جاؤن تو مجھسے افضل تر رسول اللہ نے امت کو بے خلیفہ کے چھوڑا۔ پس آپ نے یہہ دونون طریقے ناپسند کر گئے یعنے اصحاب خاص پر جن مین عثمان بن عفان کے طرفدار زیادہ تھے امر خلافت کو چھوڑا اور ایک ایجاد اپنی جانب سے زیادہ کی۔ عثمان بن عفان کی بے اعتدالیان خلاف شریعت صحاح و تواریخ اہل سنت مین مرقوم ہین جس کے باعث سے اُن کی جان عزیز برباد ہوگئے مگر پہلے ایجاد مروان بن حکم مردود و مطرود رسول خدا و خلفائے ماسبق کو اپنا وزیر و مشیر و مہمات مالی و ملکی کا مدار المہام بنایا۔ قرآن مروجہ سابق جو پیغمبر رسول خدا کے عہد و ابوبکر و عمر کے زمانہ خلافت مین عملدرآمد ہوا کیا سبکو منگوا کر جلادیا۔ اور اپنا جمع کیا ہوا قرآن جاری کر دیا جو اب تک موجود و زیر قرأت ہے۔ یہہ دوسری ایجاد ہوئی۔ جسکو اس قرآن مین کمی الفاظ و آیات کا تغیر ترتیب ہونیکا اعتراض ہے جس سے بقول مخبر صادق کتاب اللہ مین مخالفت پیدا ہوگئی ورنہ منزل من اللہ ہونے مین شک و شبہہ نہین ہے۔

ان خلافتوں میں حضرت علیؑ و اُنکا گروہ ناپرسان حالت میں رہا مگر یہہ ضرور تھا کہ آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بتلاتے رہے اور حق بات کہنے سے باز نہیں آئے بہت سی مثالیں کتابوں میں مذکور ہیں چنانچہ عمر خطاب سے آتش مزاج اور غضبور کے عہد میں بھی آپ نے احکام دینی میں اصلاح فرمائی۔ امام احمد ابوطیبان سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے ایک زانیہ کو رجم یعنی سزائے شرعی دینے کا حکم دیا لوگ سزا کے واسطے لیچلے حضرت علیؑ راہ میں ملے حقیقت پوچھی اور فرمایا یہہ مجنونہ مرفوع قلم ہے اسے سزا نہ ہونی چاہیئے چنانچہ وہ رجم سے بچی اور جناب عمر نے ازراہ انصاف فرمایا لولا علی لھلک عمر اگر نہوتے علیؑ ہلاک ہوگیا تھا عمر۔ اسیطرح دوسری روایت ہے ایک حکم شرعی دینے میں عمر خطاب سے غلطی ہوئی حضرت علیؑ نے تصحیح کی عمر نے کہا اُس وقت سے میں پناہ مانگتا ہوں جبکہ علیؑ موجود نہ ہوں۔

جبکہ عموماً اہل سنت اور خصوصاً جوہر صاحب اپنی نادانی و کج بحثی سے یہہ بہت بڑا اعتراض اور سوال کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب اشجع الناس کفار کش وغیرہ اگر تھے تو غصب خلافت پر کیوں راضی ہوئے اور بزور ذوالفقار شرربار خلفا ثلثہ سے کیوں نہ خلافت چھین لی نہ کہ ہمیشہ مغلوب و محکوم رہے۔

اس کا جواب مختصر یہہ ہے کہ قصص الانبیا و اوصیا اگر دیکھی جاویں تو ظاہر ہوجائے کہ خدا کی حکمت و مصلحت و حلم و برداشت اپنے بندوں کے اعمال و افعال قبیحہ پر باوصف قدرت و جبروت و عظمت و قہاری و جباری کے

کس درجہ بڑہی ہوئی ہے۔ عموماً کل انبیاؑ کا حال باستثناء حضرت سلیمانؑ جنکو
نبوت و پادشاہی جن وانس ملی دیکھا جاتا ہے تو اپنے عہد کے بادشاہان جابر و ظالم
سے مغلوب ہی رہنا اور اُن کی حکومت مین بسر کرنا ظاہر ہوتا ہے مگر تبلیغ رسالت و
احکام خدا کا پہونچانا جو خدمات وقتاً فوقتاً اُن کے سپرد ہوئین اُن کی بجا آوری مین
سرمو فرق نہین کیا کیسے کیسے ظلم وشدائد و عذاب و عقاب ظالمون نے
اُنپر کیئے مگر وہ اپنی رسالت و خدائی یکتائی کی وحدانیت ظاہر کرتے رہے اور بندگان
خدا کو وحدہ لاشریک لہ کی پرستش و بندگی کی دعوت عام فرماتے۔ جن لوگون نے
اُن کو رسولؐ اور خدا کو واحد و یکتا مانا وہ خاص مین محسوب ہوئے باقی عام خلقت
کافر کی کافر رہی حضرت داؤدؑ و حضرت موسیٰؑ وغیرہ بعض پیغمبرون کو جہاد
بحرب و ضرب کا حکم ہوا اُس کی تعمیل کی مگر نہ ایسا کہ مغرب سے مشرق تک عالمگیری
کی ہوس مین قتل و قمع کرتے پھرین غرضکہ جہاد بھی محدود اور خاص قوم کے واسطے تھا
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر نبیؐ کے ساتھ اُسکا وصی بھی ضرور ہوتا جو اُمور نبوت و
رسالت مین اُس کے ہمراہ رہکر مدد کرتا جیسا حضرت موسیٰؑ کے بھائی حضرت
ہارونؑ۔ اور وہ بھی بحکم خدا انتخاب ہوتا مقبول و برگزیدہ شخص کیونکہ خدائے
قادر مطلق اپنی مخلوق پر تصرف کامل رکھتا ہے اور اپنے بندون کی رہنمائی و ہدایت
و پند نصائح کو ایسے ہی خاص الخاص اشخاص کو منتخب کرتا ہے جو اُس زمانہ مین وحید
عصر و یگانہ روزگار ہون اور خدا کے حکمون کی تعمیل مین کامل اور عامل بہمہ صفت
موصوف اور اُن کو خدا کی جانب سے ایک دستور العمل ملتا ہے جیسے صحیفہ یا وحی
یا الہام جو چاہے سمجھ لو جسپر وقتاً فوقتاً عمل کیا جاتا ہے اگر وحی ہوا تو رسولؐ کے ذریعہ

سے بہر کیف خدا کی جانب سب مدارج طے کر دیئے جاتے ہین حضرت موسےؑ اور ہمارے حضرتؐ سے مشابہت تام ہے اور خود ہی آنحضرتؐ نے امت موسوی سے اپنی امت کو مشابہ ہونا فرمایا ہے عمر خطاب سے بھی آپؐ نے یہی فرمایا کہ اگر حضرت موسےؑ زندہ ہوتے تو مجھے چھوڑکر تم اُن کی پیروی کرتے اس پر خدا کی قسم بھی آپ نے مزید کی۔

پس دیکھو حضرت موسےؑ چالیس برس کی عمر مین مبعوث ہوئے فرعونیون کے ہاتھ سے کیا کیا اذیت ہی کیسی کیسی مصیبتین جھیلین جب معجزہ دکھاتے ساحر و کاہن وغیرہ الفاظ سے یاد کیئے جاتے ایک عرصہ دراز کے بعد قوم کا چھوٹا سا گروہ فراہم ہوا اور فرعون سے مقابلہ کرنے کو حکم ملا حضرت جبرئیل مدد کے لیئے ساتھ ہوئے حضرت ہارونؑ وصی و شریک فی النبوت قرار پائے دریائے نیل سے آپ نے عبور کیا فرعون ملعون مع سپاہ و لشکر غرق ہوا۔ آپؑ نے اپنی امت کو حضرت ہارونؑ اپنے بھائی کے سپرد کرکے کوہ طور پر تشریف لیگئے سامان سامری مردود نے اور یہی کرشمہ کیا سب کو گوسالہ پرست کر دیا حضرت ہارونؑ سمجھاتے رہے ایک نے نہ سنی جب حضرت موسےؑ واپس آئے پھر قوم کو جمع کیا اور راہ راست پر لائے اپنے بعد یوشع بن نون کو خلیفہ مقرر کیا زوجہ حضرت موسےؑ نے اُن سے جدال و قتال کیا۔

ہمارے حضرت خاتم النبیئینؐ سید المرسلین ہین سب انبیاؑ کے کمالات آپ کو ملے۔ اور آپ بھی اس عمر مین رسالت پر مامور ہوئے سب سے پہلے حضرت خدیجہ اور حضرت علیؑ نے تصدیق رسالت کی کفار قریش قوم و قبیلہ کا تکلیفین

دینی شروع کین - اللہ اکبر ابتداے بعثت مین جو اذیت مصیبتین آپنے برداشت کین اور جو طعن و تشنیع استہزا ہنسی قہقہہ توہین تذلیل قوم کیجانب سے آپ کی جناب مین ہوئین اُن کے مفصل لکھنے سے روح کانپتی ہے کوئی اونٹ کی اوجھڑی گلے مین ڈالتا ہے کوئی راہ مین کانٹے بچھاتا ہے کوئی کاہن و ساحر و مجنون کہتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی ناسزا باتین کہتا ہے یہانتک کہ عقبہ بن معیط مردود ملعون نے حالت نماز مین آپ کے گلے مین چادر ڈالکر اس زور سے کھینچا کہ آپ کا گلا گھٹ گیا - ابوجہل مردود علانیہ آپ کو بُرا کہتا ایکروز امیر حمزہ نے سن لیا اور اُسے ایسا سیدھا کیا کہ علانیہ بدگوئی سے باز آیا - مگر آنحضرتؐ نے کبھی پروا نکی اور کلمہ حق زبان پر جاری رہا حضرت ابوطالب آپکے چچا جنھون نے بعد وفات جناب عبداللہ پدر بزرگوار آپکو پرورش کیا اور ہر حال مین آپکے مدد و معاون رہے جب یہہ حال سنتے سخت صدمہ گزرتا اور حتی الوسع اُن نااھلون سے انتقام لیتے -

آپکے چند اصحاب مثل حضرت یاسر وغیرہ وانکی زوجہ مکرمہ کو کفار نے ہر روز یہہ اذیت دینی شروع کی کہ بطحا کی ریتلی زمین مین گرم ریت پر اُن کو لٹاتے اور پتھرون کی سلین اُن کی چھاتیون پر رکھ دیتے عرصہ تک یہی ظلم و ستم جاری رہا مگر آپ ہر حال مین صابر و شاکر رہتے اور تبلیغ رسالت فرماتے -

ایک دن آپ تنہا طائف کو تشریف لیگئے اس اُمید پر کہ وہان کے باشندے کلمہ حق سنکر رہ راست پر آوین مگر اُن ناعاقبت اندیشون نے جو مجسم شیطان تھے آپ کو مجنون و دیوانہ کہکر نکالدیا اور دور تک مجنون و دیوانہ کہتے پتھر مارتے پیچھے چلے آئے نعوذ باللہ من ذالک - پھر آپ مکہ مین تشریف لائے

ایک روز اپنے قبیلے کے آدمیون کو جمع کیا اور دعوت کی فرمایا مین خدا کا وحدہ لاشریک ہے اُس کی پرستش کرو بتون کو چھوڑ دو یہ لکڑی و پتھر ہین اور دیکھون انمین سے کون شخص میرا مددگار و جان نثار خدا کے کامون مین اعانت کرنے والا ہوتا ہے سب لوگ خاموش رہے مگر حضرت علیؑ گو کم عمر تھے مگر اُٹھے اور عرض کی اے رسول اللہ مین آپ پر جان قربان کرونگا آپ کی مدد کرونگا خدا کے کامون مین مین آپکا سپر ہونگا آنحضرت خوش ہوے اور فرمایا دیکھو یہ میرا وزیر اور جانشین و خلیفہ ہے۔ سب لوگ ہنسنے لگے کہ ایک چالیس برس کا جوان اور ایک لڑکا چاہتے ہین کہ تمام جہان مین حکومت کرین غیرہ وہ لوگ ہنس ہنسا کر منتشر ہوگئے۔

اللہ جل شانہ نے آپکے کلام مین وہ برکت اور عظمت دی تھی کہ لوگ عش عش کرتے اور بجز استہزا وغیرہ کے جواب نہ دےسکتے۔

خیر ایک چھوٹا سا گروہ مسلمانون کا ہوگیا اور کفار کی آتش غضب روز بروز مشتعل ہونے لگی آپ کو اور آپ کی اصحاب کو سخت ایذا دینے لگے۔ آپ نے بسرداری حضرت جعفر ابن ابوطالب حقیقی بھائی حضرت علیؑ کے ستر یا اسی اصحاب کو حبش کی جانب ہجرت کرنے کو فرمایا اور وہ گروہ حبش کو گیا وہان بھی کفار قریش نے پیچھا نہ چھوڑا اور بادشاہ حبش سے درخواست کی کہ ہماری قوم کے کچھ لوگ ہمارے خداؤن سے انحراف کرکے آئے ہین اُن کو ہمارے سپرد کردو بادشاہ نے حضرت جعفر کو معہ اصحاب کے بلایا اور واقعات پوچھے حضرت جعفر نے خدا کی یکتائی اور وحدانیت اور رسول اللہ کی نبوت و رسالت کی نسبت وہ مدلل تقریر کی کہ

بادشاہ حبش کو بہت پسند آئی اور کفار قریش کو بے نیل مرام اپنے دربار سے نکلوا دیا۔

اکثر محققین اسلام نے اسی کو ہجرت اولے قرار دیا ہے اور قرینہ بھی اسی پر دال ہے۔

یہان بعد اسلام لانے عمر خطاب کے کفار نے وہ شورش اور کاوش کی کہ رسول اللہ صلعم کو شعب ابوطالب مین پناہ لینے کی ضرورت ہوئی یعنی گھربار چھوڑکر پہاڑ کی کھوہ مین جو اس نام سے مشہور تھا تشریف لیجانا پڑا۔ ابوطالب ایک اور دشمن قوم کی قوم کیا کرین۔ مکہ والون نے خرید و فروخت داد و ستد رسم معاملہ برادری سب ترک کر دی اور ابوطالب سے درخواست کی کہ اپنے بھتیجے کو ہمین دیدو اور ہم مین سے جس کا لڑکا خوبصورت لائق ہنرمند جسے تم پسند کرو لے لو۔ ابوطالب نے فرمایا استغفر اللہ میرے بھتیجے کے مقابل مین تمام جہان پاسنگ ہے۔

پھر ابوطالب کے رعب و داب اہتمام تفہیم سے صلح ہو گئی مگر کفار ہمیشہ آپ کی تاک مین رہتے اسی عرصہ مین مدینہ والے جو ہر سال مکہ مین آتے جاتے تھے آپ کے کلام معجز نظام پر فریفتہ ہو کر اس بات کے آرزومند ہوئے کہ آپ ہمارے یہان تشریف لائین۔

یہان کفار قریش نے جب یہہ قول و قرار سنا تو اور بھی جل مرے ابوجہل مردود و ابوسفیان مطرود نے اوباشون کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ آج رات کو محمد صلعم کا کام تمام کر دو سب لوگ اس بات پر متفق ہو گئے اور صلاح ہوئی کہ ہر قبیلہ سے چند آدمی حملہ کرین تاکہ کوئی خاص قبیلہ قتل کا مجرم نہ تصور ہو۔ آنحضرت کو بذریعہ جبرئیل امین یہہ خبر پہونچی اور حکم ربی صادر ہوا کہ رات کو اپنے فرش مقدس و مصلے ہمپایہ عرش پر علی ع اپنے بھائی کو سلا کر آپ غار مین پوشیدہ ہو جائین اور یہان سے ہجرت فرمائین کیونکہ یہہ مقام خطرناک و آزار دہ ہے۔

آنحضرتؐ نے اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو سلایا اور تشریف لیچلے ابوبکر کو بحکم خدا یا راہ مین ملجانے کے باعث جیسا شیعہ سنی مین جھگڑا ہے ساتھ لیا اور غار ثور مین پوشیدہ ہوئے تین شبانہ روز غار مین رونق افروز رہے۔ بعدہٗ مدینہ مین نزول اجلال فرمایا۔

یہہ خلاصہ جملہ تواریخ اہل سنت کا ہی جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ چالیس سال کی عمر مین آپ کی بعثت ہی۔ اور اکیاونؔ سال مین ہجرت یعنی دس گیارہ برس بعد بعثت آپ مکہ مین رہ کر صرف لسانی جہاد فرماتے گئے۔ مدینہ پہونچنے کے بعد بھی جب کفار قریش نے آپ کا پیچھا کیا اور فوج جمع کر کے جدال و قتال پر آمادہ ہوئے تب جہاد کا حکم نافذ ہوا کیونکہ اُس وقت اصحاب کی جماعت مین کثرت ہوگئی تھی جسمین بہ نسبت مہاجر کے انصار زیادہ تھے۔

مگر بعد نفاذ حکم جہاد و کثرت مہاجر و انصار بھی آنحضرتؐ نے حدیبیہ مین باوجود زیادتی و سرکشی کفار مکہ کے صلح کی اور جدال و قتال نہ کیا مصلحت سے خالی نہ تھی خلاصہ حال صلح حدیبیہ یہہ ہے کہ آنحضرتؐ نے قصد حج بیت اللہ شریف کا کیا اور حدیبیہ تک پہونچے کفار مکہ مزاحم ہوئے اور آپ کو روکا آخر صلح پر دار و مدار ہوا کفار نے جو شرطین اپنے مفید و خاطر خواہ پیش کین وہ سب منظور کین جس مین اسلام کا ضعف اور کفار کا غلبہ صریح تھا یہانتک کہ تحریر صلحنامہ مین محمد رسول اللہؐ کے الفاظ پر بحث ہوئی کفار نے کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو کیون یہہ جھگڑا ہوتا صلحنامہ مین محمدؐ ابن عبد اللہ درج ہونا چاہئیے چونکہ رسول اللہؐ کا لفظ تحریر ہوچکا تھا آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا رسول کا لفظ کاٹ کر ابن عبد اللہ بنادو حضرت علیؑ نے بپاس کمال ادب و ایمان عرض کی کہ

میرے ہاتھ مین یہ قدرت و جرأت نہین کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دون آنحضرت نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کاٹ کر ابن عبداللہ بنا دیا صحیح بخاری مین مفصل واقعہ درج ہے عمر خطاب کا اس صلح کی بابتہ یہہ کہنا کہ مجھکو ایسا شک نبوت آنحضرت مین کبھی اونہین ہوا جیسا آج۔

دیکھو تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفت الصحابہ اہل سنت ابن حجر عسقلانی جناب عائشہ سے قائل ہین کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینب دختر رسول خدا اور ابو العاص شوہر اُن کے مگر رسول خدا قادر نہ ہوئے کہ دونون مین جدائی کردین کیونکہ وہ حضرت مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام مین فرق نکر سکتے تھے لشکر اسلام نے ابو العاص کو گرفتار کیا اور آنحضرت نے رہا کر دیا مگر اس تفریق پر قادر نہوئے یعنی لا تنکحوا المشرکین پر۔ اور جناب عائشہ فرماتی ہین کہ آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا مجھے خوف نہوتا تو مین خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرتا۔

دیکھو آنحضرت خوف کی وجہ سے خانہ خدا تعمیر نہ کر سکے ابتدائے بعثت رسول مقبول مین سورہ قل یا ایھا الکافرون نازل ہوا جس کے معنی یہہ ہین نہ ہم تمہارے معبودون کی پرستش کرین نہ تم ہمارے معبود کی پرستش کرو تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر رہین۔

جوہر صاحب نے قول جناب علی مرتضے صفحہ ۳۶ اسرار الہدے مین جو استحکام خلافت ابو بکر مین لکھا ہے ہم او پر بحث خلافت مین لکھ آئے ہین کہ آپ نے نہج البلاغت مین فرمایا ہے انہ قال لابد للناس من امام بر او فاجر یعمل فے امرتہ المومن

یستمع فیھا الکافر ویبلغ فیھا الراجل ویامن فیھا السبل ویوخذ بہ للضعیف من القوی حتی یستریح بر ویستراح من فاجر۔

ترجمہ چارہ نہیں آدمیوں کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بدکہ عمل کرے اُس کی حکومت میں مومن اور بہرہ پاوے اُس میں کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت میں قاریت اور رہا سوں ہوں اُس حکومت میں راہیں اور ضعیف کا حق قوی سے دلایا جاوے اور آرام پاوے نیک بخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے اُس فاجر سے۔

پس انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے حضرت علیؑ کو اہل حق شیعہ اثنا عشری خدا نہیں کہتے رسول اللہؐ نہیں کہتے بلکہ بندۂ خدا۔

رسول اللہؐ کے بھائی وصی جانشین خلیفہ لہذا جیسا عموماً کل انبیاء سے مرسل کا طریقہ معاشرت دنیا میں رہنے اور بسر کرنے کا تھا خصوصاً جناب سیدنا محمدؐ رسول اللہ کا ویسا ہی اُن کے خلیفہ برحق علیؑ ابن ابی طالب کا۔

آنحضرت بھی دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ میں کفار اشرار سے مغلوب رہے اُن کی حکومت میں بسر کی اُن کی ایذائیں سہیں مصیبتیں جھیلیں انواع اقسام کی توہین تذلیل بدگوئیاں گوارا کیں ویسا ہی آپ نے پچیس چھبیس برس تک یہ سب صدمے اُٹھائے وہاں رسالت تھی یہاں خلافت جیسا اُس وقت رسول اللہؐ کو حکم جدال و قتال نہ تھا صبر و شکر ضبط و تحمل برداشت کرنے کی خدا کی جانب سے ہدایت تھی ویسا ہی آپ کو صبر و سکوت کی رسول اللہؐ کی طرف سے وصیت۔ جیسا آنحضرت کو بتدریج حکم جہاد ملا ویسا ہی آپ نے بھی اپنی خلافت حقہ میں نواصب و خوارج بصرہ و شام و نہروان وغیرہ پر جہاد کیا۔ جیسا رسول اللہؐ نے اپنے وطن سے ہجرت کی ویسا ہی

آپ نے مدینہ سے کوفہ کو ہجرت کی جیسا آنحضرتؐ باوصف ایذا رسانی کفار کلمۂ حق ادا کرنے اپنے کو رسول اللہؐ کہنے سے باز نہ آئے ویسا ہی آپ بھی اپنا استحقاق خلافت علانیہ ظاہر کیئے گئے۔ جیسا رسول اللہؐ نے حدیبیہ مین کفار سے دب کر بقول عمر خطاب مگر نہین مصلحتاً صلح کر لی اور اپنے نام سے رسول اللہؐ کا لفظ خود کاٹ دیا۔ ویسا ہی آپ نے ابوبکر سے صلح کر لی۔

اور بقول جناب عائشہ خطبہ مین فرمایا کہ ابوبکر مستحق خلافت ہین دیکھو حدیث بیعت مندرجہ رسالہ ہذا جس مین بیعت کا وجود مفقود ہے اور جبکہ اس حدیث صدیقہ مین بیعت کا نہ کرنا ثابت ہے تو اور حدیثین بمقابلہ قول صدیقہ مکذوب و مصنوعی ہین۔ جیسا جناب رسالت پناہ کے اعوان و انصار روز بروز بڑہتے گئے ویسا ہی جناب امامت دستگاہ کے یاران جان نثار و سرفروشان و فاشعار روز بہ ترقی کرتے رہے جنگ جمل و صفین مین بقول ابن الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب نوّے ہزار کا شمار تھا۔ دیکھو تشبیہ ہارونی کا تقیہ جیسا حضرت موسےٰ کے پہاڑ پر جانے سے اُمت موسوی گمراہ ہوئی سامری ملعون کے اغوا سے ویسا ہی بعد وفات رسول خداؐ اُمت محمدی راہ حق سے پھر گئی بعض مخرب دین کی ترغیب و تحریص سے مماثلت یوشع بن نون یا حضرت علیؑ صفرا بنت شعیب زوجہ حضرت موسےٰ نے حضرت یوشع سے جنگ کی یوشع تیس سال تک زندہ رہے۔ ایک بادشاہ کافر سے صلح کر لی ویسا ہی حضرت علیؑ سے عائشہ زوجہ رسول خداؐ نے جدال و قتال کیا۔ آپ بھی اسی عرصہ تک زندہ رہے اور ابوبکر و معاویہ سے صلح مصلحتاً بہ تقلید رسول خداؐ کر لی۔ اب اس سے زیادہ صاف و صریح تشبیہات حضرت

ہارون و یوشع کیا ہو سکتے ہیں۔
جیسا آنحضرتؐ کے اصحاب خاص مثل حضرت یاسر وغیرہ کو کفار مکہ نے مارا تکلیفیں دیں ویسا ہی امامت دستگاہ کے یاران باوفا خلیفہ بلافصل تصدیق کرنے والے حضرت عمار و ابوذر و مالک اشتر وغیرہ کو خلفائے ثلثہ کی حکومتوں میں ایذائیں و مصیبتیں جھیلنی پڑیں دیکھو تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب عمار یاسر کو خلیفہ ثالث نے حق کلمہ کہنے پر اپنے غلاموں سے پٹوایا اور خود بھی انکے پیٹ پر پیر و پا اس قدر لاتیں ماریں کہ وہ بیہوش ہوگئے اور نماز مغرب ان سے قضا ہوگئی حضرت ابوذر غفاری شام میں تھے اور حق باتیں کہا کرتے معاویہ نے خلیفہ صاحب سے شکایت کی اس پر حکم ہوا ابوذر کو ایک شتر برہنہ و لاغر پر سوار کرا کے مدینہ روانہ کرو اور اس کے ساتھ ایک شخص وحشی و بدمزاج کریہہ منظر بدصورت کو بھیجو جو رات دن اونٹ ہانکتا رہے ابوذر کو آرام نہ لینے دے چنانچہ اسی حیثیت سے ابوذر مدینہ پہونچے شتر کی برہنہ پیٹھ اور کج رفتاری سے رانوں کا چمڑا لٹک آیا اور قریب المرگ ہوگئے خلیفہ صاحب کے روبرو لائے گئے خلیفہ نے کلمات ناملائم کہے ابوذر نے جواب ترکی بترکی دیا خلیفہ نے سزا دینی چاہی حضرت علیؑ موجود تھے مانع ہوئے خلیفہ نے کہا خاک ہو تیرے منہ میں اے ابن ابیطالب غرضکہ بڑی بحث و تکرار کے بعد ابوذر کو جلاوطن کی سزا ملی اور ابوذر ربذہ کو چلے گئے۔ اسیطرح مالک اشتر کو ولید میخوار حاکم کوفہ کے جھوٹی شکایتوں پر جلاوطن ہونا پڑا۔ خلاصہ یہ کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل سمجھنے والے خلفاء کی عہد میں مخذول و مغلوب و مصیبت کش رہے جیسا رسول اللہؐ کہنے والے

کہ مین جیسا آنحضرتؐ کے گلوئے مبارک مین عقبہ بن معیط مردود نے چادر کا پھندا
ڈالکر خاص کعبہ مین کھینچا جس سے حضرت کا گلا گھٹ گیا ویسا ہی حضرت علیؑ کے گلے مین ریسمان
ڈالکر منافقون نے کھینچا مکان جلانے کو آگ ولکڑیان دروازہ پر جمع کین بضعۃ الرسولؐ
کے پہلو پر دروازہ گرا دیا گھر کے اندر جو یاران باصدق وصفا جمع تھے اُن کے قتل پر
آمادہ ہوئے صحیح بخاری دیکھو عمر خطاب ان سب مین پیشرو تھے جیسا آنحضرتؐ اپنی
رسالت ونبوت ظاہر کرنے طائف کو تشریف لیگئے اور شیاطین طائف آپ کو مجنون
ودیوانہ وغیرہ کہکر دور تک توہین واستہزا کرتے پیچھے چلے آئے ویسا ہی حضرت
علی بھی شب کو جناب فاطمہ زہراؑ کو دراز گوش پر سوار کرکے اپنی خلافت بلا فصل جو خم
غدیر مین ہوئی تھی استحقاقاً ظاہر کرنے کو مہاجر وانصار کے دروازون پر پھرے
اور فرمایا اے نا اہلو کور باطنو منافقو کل کی بات بھول گئے اور رسول اللہ
کی وفات ہوتی ہی خدا ورسولؐ کے حکمون سے انحراف کرتے ہو مین وہی علیؑ
ہون جسکا ہاتھ تھام کر اپنے برابر منبر پر بلند کرکے خم غدیر مین رسول اللہؐ نے بحکم خدا
فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ - اور ہم تمہارے نبیؐ کی نور نظر
لخت جگر فاطمہؑ بنت رسول اللہ ہین جسکو گمراہان وادی ضلالت وشقاوت ایذائین
دیتے ہین اُن کا ارثہ چھینتے ہین جو میراث پدری ہے اُن کو اُن کے پدر عالی مقدار نے
بحکم خدا دیا تھا - ہم حسنؑ وحسینؑ رسول اللہؐ کے فرزند دلبند ہین جو اپنے جد بزرگوار
کے انتقال پر ملال واپنے باپ وماں کی مصیبتین دیکھکر روتے بیٹھے بلبلاتے ہین
اور کوئی نہین پوچھتا جیسا طائف والون نے آنحضرت کو دیوانہ ومجنون کہا اُس وقت
مین بھی شاید حضرت علیؑ کی نسبت یہہ کلمات استعمال ہوئے ہون - مگر جو حسبنا

شیاطین طائف کی سنّت ادا کر رہے ہیں (بصورت دلوانگان کس بہ پرساد) اور بے حفظ پاس ننگ و ناموس کا بھی فقرہ جو پیر صاحب کی ایجاد ہے خیر یہاں تو شب کا پردہ حائل تھا اور مظلومیت کی حالت مگر جنگ جمل میں جناب عائشہ اونٹ پر سوار روز روشن میں ہزارہا نواصب و خوارج کی صف میں حاضر ہو کر زبان مبارک سے اقتلو العلی و انصارہ کا نعرہ مارتی تھیں۔ اور معاذ اللہ بروایت بخاری رسول اللہ کے کاندھے پر چڑھ کر رقاصوں کا ناچ دیکھیں۔ وہاں ننگ و ناموس کا محافظ کون تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جیسا آنحضرتؐ نے باوجود ظلم و جور کفار مکہ و توہین و تذلیل خود حالانکہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ذوالنورین ایسے مغرب سے مشرق تک اسلام پھیلانے والے اشد علے الکفار وغیرہ مصاحب خاص موجود تھے کسی کافر پر تلوار نہ اٹھائی نہ انکی تلوار کسی کافر کے گرد پھری یہانتک کہ کفار کے خوف سے غار میں پوشیدہ ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ کی بھی تلوار زمانہ سقیفہ تک کسی مرتد و منافق کے گرد نہ پھری اور صبر و شکر جسکا حکم تھا فرماتے رہے مگر ہاں جیسا رسول اللہ کو بعد عرصہ دراز سرکشی و زیادتی کفار کی وجہ سے حکم جہاد ملا ویسا ہی حضرت علیؑ کو بھی جنگ جمل و صفین و نہروان میں نواصب و خوارج کو فی النار کرنے کا حکم ملا جو اسلام کی تاریخ میں بے نظیر اور عدیم المثال ہے تاریخ دیکھو جو سنی المذہب دیکھو جنگ جمل میں تیرہ ہزار نواصب و خوارج قتل ہوئے اور آپ کے ہمراہیان با ایمان میں سے صرف پانچ نفر نے شہادت پائی اللہ اکبر دیکھو حق و باطل میں کیسا فرق ہوتا ہے۔ ایسا ہی رسول اللہ کی حرب و ضرب میں ہوا ہے کہ اکثر فی ہزار ایک نفر کافر اگر ہزار جہنم واصل ہوئے تو مومن ایک فرحان جنت

جنگ صفین کا حال تاریخ مذکورہ مین دیکھو ستائیس ۲۷ لڑائیان ہوئین شامیون کے کشتون کے پشتے اور انبار ہوگئے مگر یہان وہی معدودے چند نہروان مین بھی یہی حال ہوا واقعات تاریخی دیکھنے سے لطف آتا ہے۔

پس اب غور سے دیکھو رسول اللہ کا دس گیارہ برس مکہ مین اُس طرز وطریقہ سے رہنا جو اوپر مذکور ہوا۔ قل یا ایھا الکافرون کا نازل ہونا۔ بعد غلبہ اسلام بھی حدیبیہ مین شرائط کفار کو غلبہ سمجھ کر صلح کرنا اپنا رسول اللہ لکھنا بلکہ اس لفظ کو خود محو کر دینا۔ غار مین پوشیدہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ بعدہ حضرت علی کا یہ فرمانا کہ انسان کو چارہ نہین امیر سے نیک ہو یا بد ہو ہن کو اُس کی حکومت مین بسر کرنا چاہیئے۔ پھر اب کیا اعتراض باقی رہا جیسا خدا نے اور اُس کے رسول نے کیا بعینہ وہی حضرت علی نے اگر خدائے قادر مطلق کفار مکہ کا تختہ مثل قوم لوط الٹ دیتا۔ رسول اللہ ابوجہل وابوسفیان کی سرداری بزور شمشیر چھین لیتے اور خود امیر مکہ بنجاتے شروع ہی سے جہاد شروع کر دیتے تو حضرت علی بھی سب ہی کچھ کر دکھاتے مگر یہان تو اطاعت خدا ورسول کا طوق گران گلوگیر تھا کیونکر خلاف حکم دم مارتے۔ اگر کوئی کہے ابوبکر وغیرہ کی بیعت کی اُن کی اطاعت مین رہے شورہ خلافت مین شریک رہے اُن کے پیچھے نماز پڑھا کیئے۔ ہم کہتے ہین بیعت کرنا قول عائشہ صدیقہ سے ثابت نہین۔ خلافت مین نہ شریک ہونا خط سے جو بنام محمد ابی بکر سے ثابت ہے (علی کو امر خلافت مین اُنھون نے یعنی ابوبکر وعمر نے اپنا شریک نہ کیا اپنی باتون کی اُن کو خبر نہ دی) نماز کا پڑھنا بھی تحقیق نہین لو فرضنا اگر بقول اہل سنت رسول اللہ نے عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز

پڑھی ویسا ہی حضرت علیؑ نے بھی پڑھ لی ہوگی۔ اور جب مسئلہ حضرات شیعہ اعادہ کر لیا ہوگا اطاعت خدا و رسولؐ میں تھی خلفاء کی اطاعت کیسی وہ اپنی خلافت میں مصروف ہم اپنے گھر قرآن جمع کرنے میں دیکھو خلفاء کے عہد میں صدہا لڑائیاں ہوئی ہونگی کسی میں بھی حضرت علیؑ شریک ہوئے ہرگز نہیں۔ پس جیسا اور انبیا و خود رسولؐ اللہ غیروں کی حکومتوں میں بسر کرتے رہے ویسا ہی آپ بھی غرضکہ جیسا رسول اللہ کو حالت قیام مکہ و صلح حدیبیہ وغیرہ میں حکم تھا ویسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھ لینا چاہیے سر مو فرق نہیں ہے۔

اب سنیے اسلام برائے نام جو بعد انتقال جناب رسولؐ خدا خلفائے ثلثہ نے جاری کیا اور اب تک کثرت کے ساتھ باقی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھا جاوے تو ایمان حقیقی کے ساتھ ہرگز مناسبت نہیں رکھتا جس سے تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کہتے ہیں کیونکہ جب کتاب اللہ میں مخالفت و طریقہ رسولؐ اللہ میں منافقت بقول مخبر صادق پیدا ہوگئی تو اُن کی تبعیت و بجا آوری احکام میں بعد المشرقین کا فاصلہ رہا اور جبکہ اسلام حقیقی میں طرح طرح کی ایجادیں اور اختراعات حسب تصدیق رسولؐ اللہ کی گئی تو وہ اسلام کہاں جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک میں تھا لیں ظاہر ہے کہ اسلام حقیقی جس سے خدا اور رسولؐ کی اطاعت مشتق ہے ہرگز نہ رہا ہاں سیرت شیخین و سنت جماعت یعنی جن امور پر عام نے اجماع و اتفاق کر لیا ہے وہی سنت واجب التعمیل قرار پا گئی خدا و رسولؐ کے حکموں کی ضرورت نہ رہی۔ دیکھو بعد وفات عمر خطاب حضرت علیؑ اور عثمان خلافت کے لیئے جب منتخب کیئے گئے تو پہلا سوال اُن سے یہی ہوا کہ سیرت شیخین پر عملدرآمد کرنا ہوگا حضرت علیؑ

نے انکار کیا وہ محروم رہے۔ عثمان بن عفان نے اقرار کیا اُن کو منصب خلافت مل گیا۔ دیکھو صحیح بخاری و تاریخ اہل سنت۔ جملہ بنی ہاشم نے بیعت نہ کی اور علیحدہ رہے۔

پس ابتدا سے جو اسلام کی بنیاد بگڑی یعنی جس کی لاٹھی اُس کی بھینس ایسا نہ سنبھلی۔ جس نے کچھ دنیا کے شعبدے و کرشمے دکھائے لقمہ تر کی چاٹ دی ہزاروں لاکھوں شہد کی سی مکھی ٹوٹ پڑے نہ خانہ خدا کو چھوڑا نہ مدینہ رسول کو کتاب اللہ میں مخالفت طریقہ رسول اللہ میں مفاسد عظیم ہو ہی چکے تھے۔

پھر اب کیا خوف تھا اسلام کے پردہ میں ہر مجدد و مقلد خود رائے و قیاس کو سں لمن الملک بجانے لگا اور اسلام کو جس طریقہ پر چاہا دہی گھسیٹا ہزار منھ ہزار باتیں بیچارا اسلام عجب کشمکش میں پڑا ہے کس کی سنے اور کس کی مانے جس نے علم خلافت و امامت بلند کیا اُسکے سایہ میں موجود۔ گزشتہ انقلابات کو جانے دو اسی زمانہ کے اسلام پر غور کرو۔ ہندوستان ہی میں اسلام کی کیا کیفیت ہے۔ شیعہ اہل حق تو اس اسلام کو دور ہی سے سلام کرتے ہیں اہل سنت میں باہم خلفشار جو ہو رہا ہے تماشے کے لائق ہے۔

جس کا کچھ مختصر سا ذکر اوپر اس رسالہ کے کیا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے کو ناجی اوروں کو ناری بناتا ہے اور رسول خدا کا حدیث بھی صرف ایک فرقے کے ناجی ہونے کی مصدق ہے پس اس حساب سے بھی بجز فرقہ مخصوص کے کل فرقہ ہائے اسلامی ناری ہونگے اور اسلام بدتر از کفر سمجھا جائیگا اب دیکھو ناجی ہونے کی بھی تخصیص خاص ہے پر قرار پائی نہ عام پر اور وہ

اسلام جو مشرق سے مغرب تک پھیلا محض بیکار و بیسود رہا ۔ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا
انصاف اور ایمان سے اگر دیکھا جاوے تو یہ انقلابات و مفاسد و مخالفت
و منافقت اسلام مین جو ظاہر ہوئے اُن کی بنیاد ابتدائی صرف حبّ جاہ و مناصب
دنیاوی تھے جس نے خدا و رسولؐ کے احکام صاف و صریح سے روگردان
کر کے اختراعات و ایجادون پر آمادہ کیا ۔ آیات بینات مین تاویلین عجیب
توجیہین رکیک الفاظ کے معنون مین اُلٹ پھیر زیر زبر پیش اعراب کے زور سے
اپنے خاطر خواہ معنے نکال لینا غرضکہ کیا کچھ نہین ہوا ۔ دیکھو ایک مختصر آیہ کریمہ
وضو کا ہے ۔ (فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا
برؤسکم وارجلکم الی الکعبین ۔ صاف معنے یہ ہین ۔ غسل دو اپنے منھ
کو اور ہاتھونکو کہنی تک اور مسح کرو اپنے سر کو اور پیرون کو ہڈیون کے جوڑ
تک ۔ پس اس ارجلکم پر وہ چڑہائی ہوئی ـــــ اور زیر زبر پیش کے زور سے
وہ تاویلین اور توجیہین نکالی گئین کہ پیرون کو دھونا جبراً قایم کر دیا گیا ہزارون دلیلین
لاکھون توجیہین بنائی گئین حالانکہ دھونا منھ اور ہاتھونکا اور مسح کرنا سر اور
پیرونکا بالکل علحدہ ہے نہ سیاق نہ سباق نہ ربط نہ ضبط مگر وہی مرغے کی ایک
ٹانگ ۔

رسول اللہ کے عہد مبارک مین اعراب زیر زبر پیش کہان تھا سب لوگ سیدہی طرح سے
پڑہتے پڑہاتے رہے نہ اختلاف ہوا نہ بحث اور جب قرأت مین کسی کو شبہ
ہوا آنحضرتؐ نے اصلاح فرمائی ۔ اسی طرح عملدرآمد مدت تک ہوتا رہا ۔ یہ تو
ظاہر ہے کہ وقتاً فوقتاً جو سورہ و آیت نازل ہوئی وہ تحریر کی گئی لوگ پڑہتے

پڑھا کرتے رہے ہان جمع ہوکر مجلد نہ کیا تھا متفرق تھا۔

دیکھو حدیث ترمذی اسلام عمر خطاب ابن سعد اور ابو یعلےٰ اور حاکم اور بیہقی انس سے روایت کرتے ہین۔ عمر خطاب بارادہ قتل رسول اللہؐ تلوار کمر سے نکال کر گھر سے باہر نکلے راہ مین بنی زہرہ مین سے ایک مرد ملا اور پوچھا کہان جاتے ہو عمر نے کہا محمدؐ کو قتل کرنا چاہتا ہون اُس نے کہا بنی ہاشم سے کیون کر امن ملے گا عمر نے کہا شاید تو بھی بے دین ہوگیا وہ بولا اس سے زیادہ تعجب کی بات تم کو سناؤن تم کو خبر نہین تمہاری بہن اور بہنوئی دونون بے دین ہوگئے۔ عمر یہ سنکر اپنی بہن کے گھر آئے اُسوقت ایک انصاری خباب بن الارث سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے عمر کی آہٹ پاکر خائف ہورہے اور کسی گوشہ مین چھپ گئے۔ عمر نے بہن اور بہنوئی سے پوچھا یہ آواز کس کی تھی دونون نے کہا آپس مین باتین کررہے تھے۔ عمر نے کہا تم دونون بے دین ہوگئے ہو۔ بہنوئی نے کلمہ حق کہا عمر نے اُسے زمین پر پٹک کر خوب مارا بہن چھڑانے آئی اُسے بھی ایک طمانچہ رسید کیا تب اُس نے غصہ مین آکر کہا کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ اُس کے رسول۔ عمر نے کہا وہ صحیفہ جو تم پڑھ رہے تھے مجھے دکھاؤ۔ بہن نے کہا تو ناپاک ہے ایسی کتاب بجز پاک لوگون کے دوسرا نہین چھو سکتا۔ جا غسل کر۔ عمر نے غسل کیا بہن نے صحیفہ دیا پڑھنے لگے اور معقول ہوکر آنحضرتؐ کی خدمت مین آکر مسلمان ہوگئے۔

پس ثابت ہوگیا کہ ابتدائے بعثت سے قرآن کا لکھا جانا شروع ہوگیا تھا اور مسلمان دیکھ کر پڑھا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ نے قرآن جمع کیا اور پیش کرکے چاہا مسلمان لوگ اِسے استعمال کرین مگر پسند نہ ہوا جنکی نسبت حضرت رسولؐ خدا کی حدیث مقبولہ فریقین

موجود تھی (قرآن علیؑ کے ساتھ اور علیؑ قرآن کے ساتھ) پس آپ سے زیادہ قرآن کے رموز و نکات و معنی و مطالب کو کون جان سکتا ہے۔ رسولِ خدا کی پیشین گوئی پوری ہونی چاہیئے سو ہوئی یعنی کتاب اللہ میں مخالفت پیدا ہو گئی اور جب کہ مثل خلافت کے عام کا رجحان اس قرآن مروجہ پر ہو گیا تو پھر کوئی کوشش مفید و کارگر نہ ہوئی ہاں جو لوگ مصدق حکم خدا و رسولؐ تھے یا اب ہیں وہ مخالفت و منافقت سے دور رہ کر آیات بینات کے معنی و مقاصد شان نزول صاف اور سیدھے طریقہ پر سمجھتے ہیں نہ تاویل کرتے ہیں نہ توجیہہ نہ وہم نہ قیاس۔

قرآن موجودہ بیشک منزل من اللہ ہے کسی طرح کا شک و شبہہ نہیں ہے۔

بعض محقق علمائے حضرات شیعہ نے جو کمی الفاظ ہونا کتب اہل سنت سے ثابت کیا ہے وہ بہت صحیح ہے کیونکہ مثل عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحابی آنحضرتؐ نے قبول کیا ہے کہ عہد مبارک رسول اللہ میں ہم اسی طرح پڑھتے تھے جیسا آیہ کریمہ یا ایّھا الرسول بلّغ۔ میں مُلّا کاشانی کی تفسیر سے اِنّ علیًّا مولی المؤمنین۔ امام فخرالدین رازی نے بہ نقل سیوطی بیان کیا ہے کہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ روایت اکثر کتب اہل سنت میں مذکور ہے امام رازی کہتے ہیں کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانہ میں متواتر نہ ہو یا ان صحابیوں کو کافر قرار دیں کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا فر ہے اور دونوں صورتوں میں بڑی فساد لازم آتا ہے پس دیکھو ابن مسعود کیسے صحابی ہیں اُن کے بیان کی کہاں تک وقعت رہی کہ فخر رازی سا امام اہل سنت اُن کے رد قول میں فساد ظاہر کرتا ہے اور بیشی آیات بھی تسلیم کرتا ہے پس اہل سنت ہی کے یہاں کمی و بیشی

قرآن مین جھگڑا ہی۔

پھر کیسی بیشی الفاظ پر علمائے شیعہ نے رائے نہین دی پس جو کچھ موجود رہا اور ہے واجب التسلیم و تعمیل۔ ہمکو نہایت تعجب ہے کہ جو قرآن عہد خلافت اول مین زید بن ثابت صحابی نے بحکم خلیفہ اول جمع کرکے مجلد کیا اور زمانہ خلافت ثانی تک اسپر عملدرآمد ہوا وہ کیون غیر مفید و بیکار تصور ہوا اور تمام جلدین اطراف و جوانب سے طلب ہو کر جلادی گئین۔ مروان کی وزارت مین یہہ قرآن بطرز جدید جمع کیا گیا جس کی ترتیب شان نزول مین فرق رہا آیات مکی و مدنی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اگر خدا نے لوح محفوظ پر وعدہ حفاظت کیا تھا تو یہہ حفاظت کیسی رسول اللہ سے زمانہ خلافت ثانی تک جو قرآن رائج الوقت اور مخزن دین و دنیا تھا وہ کیون غلط سمجھا گیا اگر صحیح تھا تو کیون جلایا گیا۔ اصل بات یہہ ہے کہ مخبر صادق کا قول کیونکر نہ صادق ہو مخالفت کتاب اللہ کا بانی و موجد مروان مطرود وزیر اعظم خلیفہ ثالث کو فرمایا تھا وہی ہوا بیچارے خلیفہ ثالث پر یہہ دھبہ تا قیام قیامت باقی رہا اور انھین کے نامہ اعمال مین قرآن سوزی لکھی گئی اگر براہ نادانی یہہ اعتراض کیا جاوے کہ حضرت علیؑ نے اپنی خلافت مین اپنا قرآن جمع کیا ہوا کیون نہ جاری کیا اور مخالفت کتاب اللہ کو نہ مٹایا۔ جواب یہہ ہے کہ یہہ اعتراض معاذ اللہ رسول خدا پر بھی ہو سکتا ہی۔ آنحضرت نے قرآن کو جمع کیون نہ کیا اور کیون اسیطرح چھوڑ گئے کہ ہر خلافت مین بطرز جدید جمع کرنے کی نوبت پہونچی اور مخالفت پیدا ہو گئی۔ مگر نہین آنحضرتؐ قرآن جسطرح نازل ہوتا رہا کاتب وحی سے لکھوا دیا کرتے جمع کرکے مجلد کرنے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ خود ہی قرآن ناطق تھے مگر ہان یہہ ضرور فرمادیا کہ کتاب اللہ مین مخالفت اور طریقہ رسول خدا مین پیدا کرنے والا فلان مردود مطرود

ہے اُس سے ہوشیار رہنا اُس کے مکر و فریب میں نہ آنا دین میں ایجادیں نہ کرنا مگر
بجز خاص قدسی صفات کے عام نے نہ سنا اور وہی ہوا جو آنحضرتؐ نے
فرمایا دیا تھا۔

حضرت علیؑ کو اتنی فرصت ہی کہاں ملی کہ اپنا قرآن جاری کرتے ادھر خلافت ظاہری کی
بسم اللہ ہوئی اُدھر جناب عائشہ بصرہ میں آگو دین اور علم بغاوت و مخالفت بلند کر کے
جدال و قتال پر آمادہ ہوئیں مجبور اُنکا شر دور کرنا ضرور ہوا آپ اُس طرف متوجہ ہوئے
اور لڑ بھڑ کر اُنکا قصہ تمام کیا تھا کہ معاویہ شامی مدعی خلافت ہو کر صفین میں صف آرا
ہوا اُس سے بہتر لڑائیاں پے درپے ہوئیں۔ دیکھو تاریخ ذہبی مسعودی یعنی البتہ
حضرت علیؑ نے قبل شروع ہونے لڑائی کے معاویہ کو پیغام بھیجا کہ میں نے کلام اللہ
سے تم پر حجت ختم کی اور کتاب اللہ سے دعوت کی اور میں نے تمہارے لیئے صاف
رستہ چھوڑ دیا بتحقیق اللہ مکاروں کو نہیں ہدایت کرتا۔ شامیوں نے ایک
نہ سنی اور جنگ پر تل گئے عمار یاسر صاحب خاص رسولؐ خدا و علیؑ مرتضےٰ صف جنگ
میں پہونچکر للکارے اے آدمیو کوئی خدا کی طرف چلنے والا ہے جو بڑا مرتبہ پاوے خدا
کی قسم ہم قرآن کی تاویل پر تم سے لڑینگے جیسا کہ اُس کے نزول پر لڑے ہیں ہم نے
تم کو پہلے قرآن کی حقیقت پر مار مار کر مقر بنایا آج ہم اُس کی تاویل کا اقرار مار مار کر تم سے
لیتے ہیں تاکہ حق جاری ہو۔ جب معاویہ مغلوب ہوا اور جنگ سے مجبور تو پانچسو قرآن
نیزوں میں باندھ کر بلند کیئے اور براہ فریب ہمراہیان حضرت علیؑ میں تفرقہ ڈالدیا چنانچہ اشعث
بن قیس وغیرہ نے کہا کہ ہم تو کتاب خدا قبول کرتے ہیں اُس سے نہیں پھرتے۔
حضرت علیؑ نے فرمایا زوف ہو تم پر اُنھوں نے یہ قرآن اس لیئے نہیں اُٹھائی

کہ وہ اُن کو جانتے اور مانتے ہیں فقط مکر و فریب و جعلسازی سے مجھ قرآن نیزہ پر بلند کیے ہیں اور میں اسی واسطے تو اُن سے لڑتا ہوں کہ وہ قرآن کا حکم مانیں اُنھوں نے تو اللہ کی نافرمانی کی اور قرآن کو پیچھے چھوڑ دیا۔ میں قرآن ناطق ہوں میرا کہنا مانو اور حق پر قایم رہو میں خوب جانتا ہوں معاویہ اور عمرو عاص اور ابن ابی سعیط و حبیب بن مسلمہ و ضحاک تابعہ وغیرہ دیندار اور قرآن کے عامل نہیں ہیں اور میں اُن کو خوب پہچانتا ہوں اور اُنکے چھوٹے بڑوں کو جانتا ہوں کہ نہایت بدترین اطفال و مردان ہیں۔

آخر اس قرآن کی ضمانت و کفالت پر معاویہ نے جو عہد وفا کیا وہ ظاہر ہے دیکھو کارروائی عمرو عاص و ابو موسیٰ اشعری ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولی　　دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

بعدہ خوارج نہروان کو بزور ذوالفقار شربار فی النار کیا اور کوفہ میں واپس تشریف لا کر جام شہادت نوش فرمایا۔ پس قرآن کا رایج کرنا ایسے انقلابات عظیم میں کیونکر ممکن تھا اور اگر فرصت بھی ملتی تب بھی بتدریج اسی قرآن مروجہ کو مکمل فرما دیتے اور جو اختلاف و منافقت معنی و مطالب و مقاصد میں ہوئے ہیں اُن کو دور کر دیتے۔ نہ یہ کہ تمام دیار و امصار سے جلدیں قرآن کی منگا کر جلا دیتے نعوذ باللہ تعالیٰ پس جیسا جناب رسول خدا باوجود خواہش دلی و عزم قلبی خوف قوم عایشہ سے خانہ خدا کی تعمیر نہ کر سکے ویسا ہی حضرت علیؑ اپنا جمع کیا ہوا قرآن نہ جاری کر سکے دیکھو کینیٹی ہنا ۔۔۔ کلی ہے۔

اب حدیثوں کا طور یار و ابار دیکھو نہ حصہ ہے نہ انتہا ہر فرقہ اسلامی ان حدیثوں سے اپنا

مطلب نکال لیتا ہے اور ہر ایک جدا مذہب قایم کرتا ہے قریب اسّی فرقے کے تو شہرہ
ہو گئے ہیں خبر نہیں اور کس قدر ہونگے اور انہیں حدیثون کے وسائل و ذرائع سے
ہزار دو ہزار اور مذاہب قرب قیامت تک ظاہر ہو جاوینگے - حدیثین کیا ہیں ایک
بڑے دوا فروش کی دوکان کی دوائیں ہیں جو ہر مرض کے لیئے مل سکتی ہیں خود علمائے
اہل سنت نے اقرار کیا ہے کہ لاکھون حدیثین مصنوعی و موضوعات ہیں اہل سنت
کی مسند ابوحنیفہ خوارزمی میں لکھا ہے کہ کہا یحیٰی بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار
حدیثین بنائیں اور رسول خدا کی طرف اُن کی نسبت کی شافعی نے کہا کہ واقدی کی کتابیں
سراسر کذب و لغو ہیں - انہیں واقدی صاحب کو امیر المومنین فی الحدیث کا لقب
ملا ہے پس اہل سنت کے ایک عالم کا یہہ حال ہے کہ بیس ہزار حدیثین بنا کر رسول خدا پر
تہمت لگائی اور وہ حدیثین مشہور اور شایع ہون تو کیا ٹھکانا - ابوجعفر اسکافی نے
بجواب حافظ عثمانی کیا خوب تقریر کی ہے یہہ سب جانتے ہیں دولت و سلطنت
اُنہین کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہم آواز ہون اور قدر و منزلت
اُنھین علما و شیوخ کی ہوتی تھی جو فضائل ابوبکر بیان کرتے بنی اُمیہ کی اسباب
میں کس قدر تاکید و سختی ہے کہ بدون اس کے کسی طرح دنیا سے تمتع ممکن نہین پس
محدثین نے کوئی دقیقہ ایسی روایات کے بنانے میں اُٹھا نرکھا اور چونکہ یہہ امر بدون
اخفائے مناقب علیؑ ابن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح درپے ہوئے کہ ذکر علی و
اولاد علیؑ کو محو کرین اور اُن کے فضائل و مناقب و سوابق کو مٹائیں چنانچہ اسی لیئے
سب کو برانگیختہ کیا کہ آنحضرت کو سب و شتم کرین اور فقیہ و محدث و قاضی و متکلم سب کے
سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہیں کہ اُن کے فضائل نہ بیان کریں پس

محدثین حضرت علیؑ کا ذکر ہی نہیں کرتے نہ نام لے سکتے ہیں اور اہل مذاہب جس قدر ہیں وہ سب اسی بات پر تلے بیٹھے ہیں کہ فضائل و مناقب اہل بیت اطہار باطل کردیں تاویلات بعیدہ اور حیلہ و مکر سے کام لیں ۔ خارجی ہوں یا ناصبی عثمانی ہوں یا معتزلی یا جو فرقے ان فرقوں سے نکلے سب کی یہی خواہش ہے کہ فضائل اہل بیت کو مخفی کریں ۔ زمانہ معاویہ و یزید سے مابعد سلاطین بنی امیہ تک جو اسی حال تک رہا کوئی دقیقہ سب و شتم لعن و تبرا کا اٹھا نہ رکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ سلاطین و ملوک کوئی دین و مذہب یا بدعت جاری کرتے ہیں تو اپنی رعایا کو اس کی تعمیل پر ایسا مجبور کرتے ہیں کہ اس دین و مذہب کے سوا دوسرے سے واقف تک نہ ہوں دیکھو حجاج بن یوسف نے جو عامل عبدالملک بن مروان تھا علاوہ ان ظلم و ستم کے جو اہل بیت اطہار و خانہ خدا و مدینہ رسولؐ میں کیے لوگوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ قرآن کو بقرأت عثمان پڑھیں اور قرأت ابن مسعود و ابی بن کعب کو ترک کریں جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک سے جاری و ساری تھی بیس برس تک اس کی سلطنت رہی مگر اس کی زندگی ہی میں تمام ملک عراق قرأت عثمانی پر متفق ہوگیا اگر ابن مسعود و ابی بن کعب کی قرأت پر کوئی پڑھتا تو اسے وہ لوگ قرآن ہی نہ سمجھتے بلکہ موضوعات سے خیال کرتے ۔

وضع حدیث کے مرض میں ایک بڑی جماعت مبتلا ہوگئی جن کے مقاصد و مطالب جداگانہ تھے بعض ان میں زنادقہ ہیں مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی جنھوں نے حرف شک پیدا کرنے کی غرض سے حدیثیں بنائیں ۔ ابوالعینا خود مقر ہے کہ ہم نے اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے روبرو پیش کی سب نے

قبول کر لیا مگر ابن تیمیہ ہادی نے کہ وہ جان گیا کہ اول حدیث آخر سے نہین ملتی یعنی بے ربط ہے سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ مجہول الاسم کی خدمت مین گیا دیکھا وہ رو رہا ہے وجہ پوچھی اُس نے بیان کیا کہ چارسو حدیثین وضع کر کے کتاب مین داخل کر دین اب کیا کرون اکثرون نے صرف درود دین وتحفظ قرآن مجید کے لیئے حدیثین بنائین تاکہ لوگ فضائل اعمال کیطرف رغبت کرین مثل ابی عصمہ ونوح بن مریم مروزی ومحمد بن عکاشہ کرمانی واحمد بن عبداللہ جویباری وغیرہ چنانچہ کسی نے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اس قدر حدیثین ہر سورہ کی فضیلت مین ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت کرتے ہو مگر اور شاگردان عکرمہ اسنے واقف نہین ہین تو ابی عصمہ نے کہا کیا کرون مین نے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ ومغازی ابن اسحاق مین مشغول ہین اور قرآن سے بالکل روگردان ہو رہے ہین اسلیئے مین نے قربتاً الی اللہ یہہ احادیث وضع کین - بہرکیف جب واضعین حدیث کی یہہ کثرت اور اُن کے مقاصد کی یہہ حالت ہو سلطنت کا وہ تقاضا ہو مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت مین مدح خلفائے ثلثہ اور توہین حضرت علی واہل بیت اطہار مین موضوعات کا بنانا اور مشہور ہونا کوئی بڑی بات نہین ہے -

مگر ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا رہا اور حضرت علی ع واہل بیت اطہار کے فضائل ومناقب بڑہتے رہے اور اُن کے اعوان وانصار جن کو جناب رسول ص خدا نے بلقب مکرم ومعظم شیعان علی ع مخاطب فرمایا ہے ابتدا سے علیحدہ اور ان انقلابات اسلامی سے دور رہکر اطاعت خدا ورسول ص وخلیفہ برحق مین ثابت قدم وراسخ دم ہے - مگر وہ ہی قلیل من عبادی الشکور -

دیکھو ازالۃ الخفا در روایت بخاری جب خلیفہ دوئم عمرِ خطاب پر ابو لولو نے وار کاری لگا تو عبداللہ ابن عباس سے خلیفہ صاحب نے کہا کیا یہ امر تم لوگون کے مشورہ سے ہوا اور جب وقت موت اضطراب و قلق و بے چینی شروع کی تو ابن عباس نے تسکین دی کہ تم صحبتِ رسولؐ خدا و ابوبکر مین رہے چنین و چنان اسپر آپ بولے کہ جو کچھ ہمکو خوف و الم ہے وہ سب بدولت تمہارے و تمہارے اصحاب کے ہے۔ لیکن ثابت ہوا بنی ہاشم و اُن کے یاران با صدق و صفا ہمیشہ الگ رہے ہے۔ اور حضرت علیؑ کو خلیفہ برحق بلافصل سمجھا کیئے ہر ایک عہد ہر ایک سلطنت مین شیعان علیؑ کی تہبر و حجت تا علی الاعلان ہوتی رہی اور بہ نسبت عام کے خاص لوگ خدا کے نزدیک عزیز اور برگزیدہ تھے حسب قاعدہ کلیۃ ابتدائے آدم تا اینندم — دیکھو بعصر کہ کربلا مین کئی لاکھ شامیانِ ناہنجار کے مقابلہ مین صرف بہتر۷۲ نفر مقبول بارگاہ ایزد جل و علےٰ قرار پائے لیکن بعدہ انتقام خون شہیدان راہ خدا کے لیئے لاکھون حق پرست کامل الایمان ظاہر ہو گئے بنی اُمیہ کے ظلم و جور تخریب خانہ خدا و رسولؐ بیعت عبودیت کے زمانہ مین خدا کی شان اُس کا فضل شامل حال تھا خود یزید علیہ اللعن نے حضرت زین العابدین علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ آپ اس فتنہ و فساد سے علیحدہ ہو جائین چنانچہ آپ معہ اہل بیت و اصحاب خاص مدینہ سے نکلکر ایک دیہہ مین مسکن پذیر ہوئے۔ مدینہ مین جو ہونا تھا ہو گیا۔ اسیطرح ہر زمانہ مین آیمہ معصومین علیہما السلام و اُنکے شیعہ با ایمان و ایقان وہی قلیلاً من عبادی الشکور موجود رہ کر نور ہدایت سے اسلام حقیقی کو چمکاتے رہے اور خدا کی وحدانیت رسولؐ اللہ کی رسالت وصیؐ رسولؐ کی بلافصل خلافت پر منافقین امت کو رغبت دلاتے۔ تااینکہ آج کروڑون قدسی انفاس خدا کے نام لیوا رسولؐ اللہ

اختلاف رکھنے والے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھنے والے بحث نہ سمجھنے والے البعثت کے کہنے والے
بلافصل کے قائل ہوئے ہیں الا ہم ذو قمر و جو خدا کو واحد یکتا قادر مطلق بے زوال اور
محمد کو رسول مقبول خاتم الانبیا محبوب رب دوسرا بشیر و نذیر معصوم بعد از خدا
بزرگ تو لی قصہ مختصر ۔ اور علی ابن ابیطالب کو ولی اللہ وصی و جانشین
و خلیفہ بلافصل رسول اللہ و ان کی اولاد امجاد کو یکے بعد دیگرے امام و مولے و سردار
امت جانتے اور اس اعتقاد کو اپنا ایمان مانتے ہیں پس اسلام حقیقی جس کی نسبت
خداوند جل وعلا نے رضیت لکم الاسلام دیناً فرمایا ہے یہی باقی ہوس ۔
دیکھو علامہ تفتازانی نے تصریح کی ہے کہ شیعہ مذہب علی سے مناسبت کلی رکھتے
ہیں اور شاہ عبدالعزیز نے بھی شیعوں کو محب اہل بیت اطہار ہونے کا اقرار کیا ہے
بلکہ مولوی عبدالحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبدالحی لکھنوی فرنگی محل نے
تو اس اقرار متابعت و ولائے شیعہ کے ساتھ ناچار حقیقت مذہب شیعہ کا بھی
اقرار کیا ہے چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقائد و شرح العقائد
میں جہاں ملا جلال الدین دوانی نے حقیقت مذہب اشاعرہ اور بطلان سائر مذہب کا دعوی کیا ہے اور تمثیل میں کہا ہے
کہ مثل شیعہ جو تمسک کرتے ہیں اس چیز سے جو مروی ہے انکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے انہیں شیعوں
کی عصمت کو انہیں ائمہ میں فرماتے ہیں اس کلام میں اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت
علیہم السلام کی متابعت شیعہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان ائمہ کو مجدد دین انبیا دین بنانے والا جانتے
ہیں اور انکو ناقل دین ختم المرسلین جانتے تو ایسا دعوے شیعوں پر محض افترا ہے اور بہتان ۔
اگر مقصود اس کا یہ ہے کہ شیعہ اس وجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے
ہیں کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب سے احکام دین کے ناقل ہیں اور عادل تر ہیں

اُمت ہین یہانتک کہ انکو معدوم جانتے ہین تو اب شیعون پر طعن یا اس بنیاد پر
ہے (معاذ اللہ) کہ ائمہ اہل بیت عادل نہین ہین اور اُن کی عدالت و عصمت
کا دعوے غلط ہی تو ایسا گمان اور دعوے کرنا سو سبب تزلزل ایمان ہے یا اس
بنیاد پر شبہہ سوء ظن ہین کہ ائمہ اہل بیت کی متابعت جائز نہین ہے گو وہ لوگ
عدول اُمت سے ہون پس ایسا دعوے محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ مشاہیر
جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسی وجہ سے کہ اُن کو عادل اور ناقل دین جانتے
ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے انتہی کلامہ جزاک اللہ خیر پس
اس تقریر سے علاوہ اعزیت شیعہ و متابعت ائمہ ہدےٰ علیہم الصلواۃ والسلام کی کمال
حقیقت مذہب شیعہ ثابت ہوئی (عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد) اب معلوم نہین جوہر
صاحب نے ان فرقہاے اسلامیہ مین سے کس فرقہ کو اسلام مین منتخب کیا ہی کیونکہ
کُل فرقے تو داخل اسلام ہو ہی نہین سکتے صرف ایک ناجی باقی کلہم فی النار
پس شاید امام ابو حنیفہ کے فرقہ کو پسند کرین کیونکہ ہندوستان مین اسیکی کثرت ہے
پس ابو حنیفہ کو دیکھنا چاہیئے اُن کی نسبت علماے متقدمین اسلام کا کیا
فتویٰ ہی۔

علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابو حنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے
جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت کیا کسی نے کہا علم
قرآن سیکھو ہم نے فائدہ پوچھا لوگون نے کہا قرآن سیکھوگے تو مسجد مین بیٹھ کر
لڑکون کو تعلیم کرنا کچھ دنون بعد کوئی لڑکا تم سے زیادہ یا تمہاری برابر حافظ ہوگا
ساری ریاست تمہاری جاتی رہیگی۔ تب ہم نے چاہا علم حدیث حاصل کرین

ایسے محدث نہین کہ دنیا مین ہماری برابر حافظ حدیث دوسرا نہو لوگون نے کہا شہرہا پہلے
مین مبتلائے اغلاط ہوگے آخر ہم کو لوگ کاذب وخائن کہکر بدر کردینگے۔ مین نے کہا
ایسی علم کی مجھے حاجت نہین پھر کہا کہ علم نحو سیکھین لوگون نے کہا تم نحو ہوگے تمہاری
آمدنی دو تین دینار ہوگی۔ ہم نے شعر کے فن مین مہارت پیدا کرنے کو کہا لوگون نے
کہا نتیجہ یہہ ہوگا کہ اگر تم نے کسی کی ہجو کی اُس نے تمہیں نہ دیا تو شعر و ہجو کہو گے اور پارسا
عورتون پر تہمت لگاؤگے۔ تب ہم نے کہا علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا
نتیجہ یہہ ہوگا کہ کفر و زندقہ کا تم پر الزام لگایا جاوے اور قتل کئیے جاؤ۔ اگر بچگئے تو
ہمیشہ مذموم و ملوم رہوگے۔ آخر علم فقہ سیکھنے پر سب کا اتفاق ہوا کہ عام لوگ قدر کرینگے
فتوے لینگے قاضی بنائینگے۔ پس ہم نے فقہ سیکھنا شروع کیا اور آخر سیکھ
لیا۔ اس تاریخ کی نسبت صرف یہی سند صدق کی کافی ہے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی
نے بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ اس کی سماعت کو خود جناب رسالتمآب صلعم تشریف لایا کرتے
ابو حنیفہ نے پیشہ تجارت پر علم فقہ کے فوائد و منافع کو ترجیح دی کہ اسمین فائدہ زائد ہے
اور اُس مین وہ فائز المرام ہوئے اہل سنت کے یہان علم کلام کے تین اُستاد مسلم الثبوت ہین یا
ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی حنابلہ۔ ابو حنیفہ کو کسی نے اس فن کا اُستاد نہین
مانا۔ علم حدیث اس سے ابو حنیفہ کو کلیتہ نفرت تھی دیکھو معیار الحق صفحہ سات لاہور نہ
بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات و تہذیب الاسماء چار صحابی رسول صلعم خدا کے
ان کے زمانہ مین تھے مگر کسی سے کوئی حدیث روایت نہین کی حال مین مولوی شبلی
صاحب بھی سیرۃ النعمان مین ۳۳ اس بات کے مقر ہین پس حدیث سے کنارہ کشی اس سے
بڑہ کر کیا ہوگی۔ لسان المیزان مین امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اُس کا اُستاد

ابوحنیفہ مخالف ہیں حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبرےٰ میں نقل کیا ہے
کہ حنفیوں کی کتابیں مثل فروع کی مشک کے ہیں کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کا لیتے ہیں مگر دراصل سب مسائل ان کے خلاف ہیں۔ عمارۃ المساجد مولوی
محمد سعید میں لکھا ہے کہ یہ امام اہل سنت اکثر احادیث نبوی کے بارے میں
حکم دیتے کہ اس کو خنزیر یعنی سور کی دم سے چھیل ڈالو اور خلیفہ دوم کے بعض حکم
کو ہذیان و مجنون بتاتے تھے کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد علامہ ذہبی نے
جن کو شاہ عبد العزیز امام اہل حدیث کہتے ہیں اپنی میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ نعمان
بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ کوفی امام اہل الرائے کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے
اسی طرح ابن عدی وغیرہ نے بلکہ اسی میزان میں ہی اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن
ثابت (ابوحنیفہ) کو کہا ابن عدی نے کہ تینوں ضعیف ہیں پشت پشت پس ضعف
اسی کو کہتے ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ کل روایتیں ان کی غلطی اور تصحیف و زیادت
سے مملو ہیں اور عبد اللہ بن علی نے عبد اللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابوحنیفہ کی روایتیں
از حد ضعیف ہیں کیونکہ اس نے کل پچاس حدیثیں روایت کیں مگر سبھوں میں غلطی کی
اور امام بخاری حمیدی سے ناقل ہیں کہ کہا ابوحنیفہ نے جب میں مکہ معظمہ کو گیا تو حجام
سے تین سنتیں سیکھیں کیونکہ جب میں حجامت کے لیے بیٹھا تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو و
دہنی طرف سے حجامت شروع کی اور دونوں ہڈیوں تک حجامت بنائی۔ کہا حمید نے
کہ جو شخص ایسا ہو کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے واقف نہ ہو بلکہ حجام سے
سیکھے اس کی تقلید احکام حدود میراث و فرائض و زکواۃ و دیگر امور اسلام میں کیونکر کی جا سکتی
ہے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ کی نہ رائے ہے نہ حدیث بلکہ

تاریخ صغیر بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس
بیٹھے تھے کہ خبر مرگ ابوحنیفہ آئی اُس پر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑہ
ٹکڑہ کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوئی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا
ایک حکایت سننے کے قابل ہے۔ ابوحنیفہ کو دعوے تھا اور اُن کے چیلون کا گروہ
بھی اسی بات پر فخر کرتا ہے کہ امام اعظم کوفی حضرت امام باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین مگر
باوجود شاگردی ہمیشہ اُن کے اور اولاد امجاد کے مخالف اور منافق رہے ہین۔
قاضی القضات ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابوحنیفہ مین لکھتے ہین
کہا ابوحنیفہ نے کہ ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ لوگ
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر فریفتون و گرویدہ ہو رہے ہین
تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت و دشوار ہون تاکہ امام علیہ السلام اُن کے
جواب سے عاجز ہون پس مین نے حسب الحکم خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب
کیئے اور خلیفہ کے پاس لے گیا دیکھا کہ منصور سریر خلافت پر بیٹھا ہے اور امام علیہ السلام
پہلوئے خلیفہ مین جلوہ افروز ہین۔ مجھے وہ ہیبت و رعب معلوم ہوا کہ کبھی خلیفہ کے
دربار مین نہوا تھا آخر خلیفہ کے حکم سے مین بیٹھ گیا منصور خلیفہ نے امام علیہ السلام سے
مخاطب ہو کر کہا کہ یا ابا عبداللہ یہ ابوحنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون۔
خلیفہ نے مجھ سے مسئلہ دریافت کرنے کو اشارہ کیا پس مین نے وہ مسائل پوچھنے
شروع کیئے امام علیہ السلام ہر مسئلہ کا وہ جواب مسکت فرماتے کہ مین لاجواب
ہو جاتا آخر چالیسون مسئلہ کا جواب دیا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ حضرت امام
جعفر صادق اعلم الناس ہین اور سب سے زیادہ فقیہ۔

پس یہہ سلوک ابوحنیفہ کا اپنے محسن زادہ کے ساتھہ یادگار ہے کہ لطمع حطام دنیاوی انکو عاجز و حقیر کرنا چاہا۔ ایک لطیفہ بھی مومنین کی تفریح طبع کو درج کیا جاتا ہے۔ ایک روز ابوحنیفہ و مومن الطاق علیہ الرحمہ سے مسئلہ رجعت میں گفتگو ہوئی ابوحنیفہ نے طنزاً کہا تم لوگوں کے عقیدے کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کیئے جاینگے اور انپر قصاص جاری ہوگا پس دو سو اشرفیاں ہمکو قرض دو رجعت میں لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہاں لو مگر ہمکو یہہ کیونکر معلوم ہوگا کہ تم کس صورت میں مسخ ہو کر زندہ ہوگے جو ہم تم سے اپنا قرض وصول کریں اگر اسکا اطمینان ہم کو کر دو تو قرض دینے میں کیا عذر۔ ابوحنیفہ شرمندہ ہوکر ساکت ہوگئے۔

ہزاروں موقع ایسے ہوئے ہیں کہ ابوحنیفہ کا خاندان رسالت کے ساتھہ بغض و عناد و فساد ظاہر ہوا ہے کتابیں دیکھنا شرط ہے۔

امام اعظم کا خطاب آپ کو اس وجہ سے ملا کہ خلاف ائمہ اربع اہل سنت اپنی رائے و قیاس سے مخالفت قرآن و حدیث و اہلبیت کر کے حسب خواہش سلاطین وقت احکام جاری کر دیئے۔ معاویہ و یزید و ہارون رشید وغیرہ جو اپنی ماں بہن پھوپی کے ساتھہ مرتکب فعل شنیع ہوئے اُن کے لیئے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنی محرمات شرعیہ کے ساتھہ بہ علت حرمت مرتکب حرام ہو تو جائز ہے اور اپنی ماں و بہن کے ساتھہ نکاح کرے تو کسی طرح اُس پر حد جاری نہوگی۔ اور عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اگر وطی کرے اپنے غلام و لونڈی و عورت کی دبر میں تو اُس پر حد نہیں اور اُس میں کسیکو اختلاف نہیں ہے۔ قاضی یحیٰی بن اکثم جو بڑا

ہدایہ جلد اول صفحہ [illegible]

[illegible] صفحہ [illegible]

فتاوی عالمگیری صفحہ [illegible]

عالم اہل سنت کا ہے ہارون رشید کو شراب پلایا کرتا اُس کی خوشامد مین ابو حنیفہ
نے یہہ مسئلہ بتایا کہ اگر نو ۹ پیالے تک شراب پیئے اور نشہ نہ ہو تو اُس پر حد نہین -
اسیطرح نماز کی یہہ گت بنائی کہ نبیذ سے جو ایک قسم کی شراب ہے اُٹھا وضو کرے
اور کُتے کی کھال دباغت شدہ پہنے اُس پر بھی چوتھائی کپڑا نجاست سے آلودہ
کرے اور اللہ بزرگ ست اور دو برگ سبز تحفۂ درویشوں کی طرح دو چار ٹھونگین لگا کر
بجائے سلام آخری گوز کردے تو نماز درست ہے - جیسی تفصیل اس کی ظفر المبین صفحہ
دو سو ترپن مین مذکور ہے - اُن سلاطین کو جن کو ایمان سے کوئی واسطہ نہ تھا ابو حنیفہ
نے کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے چنانچہ یہہ بھی کہا کہ ایمان
ابوبکر و ابلیس واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین و کفش کی پرستش کرے
تو جائز ہے - یس یہی وجہ خاص ہوئی کہ اہل سنت کو ابو حنیفہ کا مذہب نہایت درجہ
مرغوب ہوا سع ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است - نہایت مضبوط اصول
اہل سنت کا ہے چنانچہ ابتدا سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قائم ہے کہ
سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہین بلکہ محمود ہے پس اصول کو
تابع ان سلاطین کا بنا دیا نہ یہہ کہ خلفاء و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دیا -
چونکہ ظالم کا ظلم سرکار کی سرکار ہی سے ظاہر ہوئے نہین رہتی لہذا ابو حنیفہ نے بھی
اس کا مزا چکھا اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کھو دیا پہلے
اُنھون نے دو مرتبہ کفر زندقہ سے توبہ کرائی آخر مین یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے جو
مروان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس درے لگائے
جائین چند روز تک کوڑے کھایا کیئے - تاریخ بغداد و جامع المسانید خوارزمی ص ۴۳۲

زوال سلطنت مروانی و عروج سلطنت عباسی میں وہی منصور خلیفہ جس کی خاطر سے ابوحنیفہ نے امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے چالیس مسئلہ پوچھکر اُن کو عاجز و حقیر کرنا چاہا تھا امام اعظم کو جیل خانہ میں ڈلوا کر زہر دلوا دیا کہ اپنے مقام مخصوص کو پہنچ گئے اب رجعت میں نہ معلوم کس قالب میں تشریف لاوینگے مگر انکا فتنہ فرو نہوا اور لوگوں نے اُن کی پیروی نہ چھوڑی۔ کسی مولوی صاحب کسی شیخ صاحب کسی خانصاحب سے پوچھا آپ کا کیا مذہب ہے فرماینگے حنفی۔ مگر نہیں جانتے کہ امام اعظم صاحب کی رائے و قیاس نے اسلام کو بدتر از کفر بنا دیا ہے لکیر کے فقیر بنے ہیں اور انہیں کے گن گا رہے ہیں حالانکہ امام بخاری کے اُستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف کفر کا فتویٰ دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابوحنیفہ نے شریعت کو اُلٹ دیا ہے کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا جائز ہو وہ ائمہ سلف سے اپنے اس اہل سنت کی نسبت لعن نقل کرتے ہیں اور علامہ خطیب کا حکم کہ ابوحنیفہ دجّال ہے اور خود غوث الاعظم عبد القادر جیلانی کی شہادت ابوحنیفہ کی کفر و گمراہی و جہنمی ہونے پر حصہ اول ذو الفقار حیدر مصنفہ سید اظہر علی صاحب میں بشرح درج ہے۔

مولوی شبلی سیرۃ النعمان کے صفحہ دو سو سولہ ۲۱۶ میں لکھتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے امام ابوحنیفہ نے فقہ کی تدوین میں رومن لا یعنی رومیوں کے قانون سے بہت مدد لی اور اُس کے بہت سے مسائل اپنے فقہ میں داخل کر لیئے۔ اس عبارت کو مصنف نے ابوحنیفہ کی تعریف میں ذکر کیا ہے یعنی بمثل قانون انگریز و نصاریٰ اب فرمایئے شریعت کہاں و احکام خدا و رسول کی تبعیت کہاں ؎

این چہ شور یست کہ در دور قمر مے بینم · ہمہ اسلام پُر از فتنہ و شر مے بینم

خلفائے ثلثہ کے اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلائے ہوئے کی کچھ مختصر سی کیفیت آپ نے سنی اگر اور مفصل و مشرح حالات دریافت کرنے منظور ہوں تو کتابیں دیکھو پھر کہو

ع کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست۔

اگر برائے نام اسلام کی کثرت پر ناز ہے تو سراسر بیجا او خیال فاسد کثرت خدا و رسول کے نزدیک ممدوح نہیں نہ کوئی دین و مذہب کثرت پر منحصر کیا گیا ہے ہندوستان ہی کی مردم شماری دیکھو اٹھائیس[۲۸] کروڑ بہتر[۷۲] لاکھ تئیس[۲۳] ہزار چار سو اکتیس ہیں ۲۰ کروڑ ستر لاکھ ہندو پانچ کروڑ ستر لاکھ مسلمان تیس لاکھ عیسائی پندرہ لاکھ جینی ستر لاکھ بودھ ایسا ہی اور ممالک پر قیاس کرو پھر کیفیت بہ نسبت بودھ و عیسائی کے مسلمان کتنے حصہ کم ہونگے۔ علاوہ اس کے جب مسلمانوں کا ایک ہی فرقہ کامل الایمان ناجی قرار پایا باقی ناری تو پھر وہی قلت کی قلت پس کثرت کسی طرح قابل ناز نہیں ؎

کجا بودم اکنون کجا آمدم
زنجا رفتم تا بجا آمدم

اب جوہر صاحب کی فقرات شکنی منظور ہے تاکہ شکایت باقی نہ رہے۔ خلفائے ثلثہ نے جو مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلایا اس کی دھجیاں تو یوں اڑیں کہ بدتر از کفر ہو گیا ع گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔

دوسرا فقرہ۔ اگر امامت دستگاہ کو پہلے ہی سے خلافت ملتی تو اسلام کا نام ہی نہ رہ جاتا۔

جواب۔ تعجب ہے کہ چوتھی خلافت ملنے سے تو کروڑوں ملکی صفات اسلام حقیقی کی قابل ایمان و ایقان کے عامل خدا اور رسول کو رسول اور علیؑ کو فضل

خلیفہ برحق کہنے والے موجود ہیں اگر اول ہی سے اُمت گمراہ ضلالت پسند خدا و رسول ؐ کے حکم کو مانتی علیؑ کو خلیفہ بلا فصل جانتی تو تمام روئے زمین پر آج اسلام ہی اسلام ہوتا کفر و شرک کا کوئی نام بھی نہ لیتا خلق خدا حق پرست ہو جاتی اسلام بدتر از کفر نہ ہوتا کتاب اللہ سبحانہ خدا و رسولؐ پروہ ظلم و جور نہ ہوتے جو اسلام کے ہاتھ سے (تتمہ پی ا) ہوئے۔ وجال شریعت اُلٹنے والے سو لوو شوم و بدبخت کافر مطلق امام اسلام نہ بنجاتے حدیث نبویؐ کو معاذ اللہ سور کی دم سے چھپنے کو نہ حکم دیتے

اب ہم پوچھتے ہیں ابتدائے آفرینش خلق سے خدائے قادر مطلق نے باوصف جباری و قہاری سب خلقت کو حق پرست کیون نہ بنا لیا اُنکے اعمال و افعال پر کیون چھوڑ دیا از آدم تا ایندم خدا کو وحدہ لاشریک جاننے و ماننے ولے کتنے ہیں اور کفار شرک کس قدر بلکہ کروڑون آدمی خدا ہی کے قائل نہین۔ مثل دہریہ وغیرہ۔ اور رسول اللہ نے ابتدائے بعثت سے قلع و قمع کفار عرب کیون نہ جاری کردیا اور اپنی رسالت کا اقرار اُنسے کیون نہ لیا۔

اُن کے ہاتھ سے تذلیل و توہین و تحقیر اپنی کیون گوارا کی اُن سے مغلوب کیون رہے حضرت کے عہد مبارک میں صدق دل سے رسول اللہ کہنے والے کتنے تھے اور اب کسقدر ہیں سوائے فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ اگر بتا دو تو ہم مانین۔

اصل یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی اور خدا و رسول کے نام لیوا تمام عالم میں پھیلا گئے۔ ورنہ ابو حنیفہ وغیرہ امام نے تو اسلام کو خیرباد کہکر آخری سلام کرلیا تھا۔

اگر خدا کا وعدہ سچا اور رسولؐ اللہ کی بعثت بحق اور حضرت علیؑ کی خلافت مطلق نہ ہوتی تو آج اسلام حقیقی کا نام بھی کوئی نہ جانتا اور نہ خدا اور رسولؐ کو پہچانتا۔ حنفی۔ مالکی حنبلی۔ شافعی۔ اشاعرہ۔ معتزلہ۔ نواصب۔ خوارج وغیرہ کون لمن الملک بجاتے۔

تیسرا فقرہ۔ بستر رسالتماب پر آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہیں۔

جواب۔ یہہ کمال خدا و رسولؐ و جبریلؑ ہی کو معلوم ہے اور جو اہل حق ہیں ہاں جاہلوں اور نادانوں کو اس کمال کا مزہ کیونکر آئے مصرع چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔ اللہ اکبر دنیا سے انصاف ہی جاتا رہا کیسا غضب ہے ابوبکر کی حمایت و حفاظت و ہمراہی رسولؐ خدا میں غار میں چھپے ہوئے کفار سے جان بچانی بھی رسولؐ خدا کی حفاظت پر صبر نہ کرکے روئیں پیٹیں چلائیں اور رسولؐ خدا تسلی دیں کہ مت گھبراؤ خدا ہمارے ساتھ ہے اس پر بھی اُنکا اضطرار و اضطراب کم نہ ہوا اُنکا تو کمال و جلال مصاحبت و جان نثاری یار غار ہونا خلافت کا استحقاق غرضکہ تمام دنیا کا فضل و کمال ظاہر کیا جاوے۔

حضرت علیؑ اپنی جان رسولؐ اللہ پر قربان کرکے ایسے نازک وقت خطرناک میں جبکہ جان جانے کا قطعی یقین تھا (مگر خدا کا فضل کہ بچ گئے) بستر رسالت پر رضینا بالقضا آرام فرمائیں اور کفار اشرار کے حملہ و شورش کا ذرہ بھی خوف و اندیشہ نہ کریں اُن کا یہہ فعل معمولی اور مصلحت وقتی سمجھا جاوے۔

کیوں صاحب جب کفار قریش نے مصمم ارادہ کرلیا کہ آج شب کو رسولؐ اللہ پر سب قبیلے کے لوگ متفق ہوکر حملہ کریں اور شہید کر ڈالیں اور رسولؐ خدا جبریلؑ کے ذریعے

خبر پاکر عازم غار ہوئے تو کیا ضرورت تھی کہ حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیں وجہ یہی تھی کہ کفار قریش کے مخبر ہر وقت وہر لحظہ دیکھا کرتے کہ رسولؐ خدا اپنے بستر پر آرام فرماتے ہیں اور وقت کے منتظر تھے اگر ذرہ دیر بھی بستر خالی دیکھتے تو تمام گلی وکوچوں میں فوراً دوڑ پڑتے اور ناکہ بندی وغیرہ کرکے رسولؐ خدا کو غار تک نہ جانے دیتے اور جو قصد تھا اس میں کامیاب ہوتے لہذا اسی لیے رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم بجائے میرے میرے بستر پر آرام کرو تاکہ کفار کی توجہ اسی طرف بنی رہے اور میں باطمینان غار تک پہونچ جاؤں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار بستر نبی پر رسولؐ خدا کا آرام فرمانا سمجھے اور رسولؐ خدا باطمینان غار تک پہونچکر پوشیدہ ہوگئے جب حملہ کا وقت ہوا تو سب متفق ہوکر آئے اور حملہ کیا مگر حضرت علیؑ شیر خدا کی طرح اٹھ کر للکارے پھر کیا مجال تھی کوئی روبرو آتا آخر تین روز تک آپ کفار سے لڑتے جھگڑتے رہے اور رسول اللہؐ کی وصیت مثل ادائے قرض وغیرہ بجا لاکر مدینہ کی راہ میں شریک سفر رسولؐ خدا ہوگئے۔

جوہر صاحب نے صفحہ ایکسو اٹھتر اسطار الہدے میں (ثانی اثنین فی الغار) کو ابوبکر کی نسبت خطاب سے عطا ہونا بلاشرکت اغیار بہت طمطراق سے لکھا ہے جس کے معنے یہ ہیں ایک دوسرا تھا غار میں۔ مگر (لا تحزن) کے القاب مستطاب سے محروم رکھا ہے جس کے معنے ہیں (مت رو اور پیٹ اور شور کر) پس ایسی سمجھ کے آدمی کو کیا کہیے مصرع جواب جاہلان باشد خموشی۔

ایک طفل مکتب سے بھی پوچھیے کہ ایسے مصاحب غار کو کیا کہے گا جو باوجودیکہ رسول اللہ کے ساتھ غار میں پوشیدہ ہے اور حصار سنگین میں محفوظ و نظر بند مگر کفار کے خوف سے جان نکلی جاتی ہے روتا ہے چلاتا ہے شور کرتا ہے رسول اللہ جھڑکتے ہیں مت رو مت شور کر ہمارے ساتھ خدا ہے اس پر بھی اضطراب کم نہیں ہوتا سعدی شیرازی نے کیا خوب

کہا ہے ؎

ترا اژدہا گر بود یار غار ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار

ہمیشہ جاہلون کی صحبت سے ایسے ہی رنج والم پہونچتے ہین جیسا رسولؐ خدا کو ابوبکر کی صحبت سے ملال ہوا مگر کیا کرتے کفار بر سر غار موجود تھے ورنہ ضرور ہی بدر کر دیتے جب رسولؐ خدا غار سے نکل کر مدینہ کی طرف تشریف لیچلے تو ایک سوار کفار کا تعاقب پیچھے چلا جب قریب پہونچا اور ابوبکر نے دیکھا تب بھی رو دیئے اور کہا ہمارا قاتل آ پہونچا مگر خیریت ہوئی کہ سوار کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر کر بیکار یا ناوم ہوا اب دیکھیئے رسولؐ خدا کے ساتھ مین یہہ دو اور وہ سوار اکیلا پھر بھی روئے دیتے ہین اور جان نکلی جاتی ہے۔

کیون جوہر صاحب یہی آپکے یعسوب الدین ہین۔ عبدالرحمن پسر ابوبکر کی خدمتین غار مین پوشیدہ رہنے کے وقت جو سر لیے جاتے ہین وہ لیپے صرف اپنے بوڑھے باپ کے لیئے تھین نہ رسولؐ خدا کی خاطر۔ اگر اُن کے باپ نہ ہوتے اور رسولؐ خدا تنہا یا اور کسی کے ساتھ ہوتے تو اس خدمت کی کچھ وقعت ہوتی اور اطیعوا الرسولؐ مین شمار سمجھے جاتے۔

جوہر صاحب صفحہ باون و ترپن ۵۲ ۵۳ اسرار الہدے مین کہتے ہین کہ حضرت صدیقؓ اکبر اسلام مین سبقت نہ کرتے تو رسالت رسولؐ اللہ کی حقیقت ہرگز کسی پر ظاہر نہ ہوتی جب آپ حامی دین و یعسوب مومنین ہوئے تب ہی تو آپ کی شوکت فاروقی دیکھکر ہیبت سے کفار عرب کی کمر ٹوٹ گئی اگر صدیقؓ اکبر اپنی صدیقیت کا نمونہ نہ دکھاتے اور ایک جماعت کثیرہ صنادید عرب کو در پردہ کلمہ توحید نہ پڑھواتے اور پوری پوری دین محمدی و شریعت محمدی کی استعانت و حمایت نہ کرتے تو کفار عرب حضرت رسول خدا اور اُن کے تنبعے سے کبھی

کو کیپ زندہ چھوڑتے اسی آخر اسی سبب سے تو کسی کا حوصلہ نہیں تہا کہ کوئی حضرت رسولؐ خدا سے آنکھہ بہی ملا سکے۔

جب کفار اشرار نے باغوائے ابوجہل حضرت رسالت پناہ کے قتل کا ارادہ مصمم کیا تو حضرت نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین ہی کو اپنا یار غار و مصاحب جان نثار بنایا۔

ہم کہتے ہین جب بقول ابوحنیفہ ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے تو سبقت ہویا عالم ارواح مین ہیت ایسا اسلام جس کا ایمان شیطان کے مشابہ ہو بدتر از ہزار کفر و ضلالت۔

تاریخ اسلام دیکھو ابوبکر نے سفر شام مین ایک راہب یا کاہن سے سُنا تھا کہ مکّہ مین ایک نبی ہوگا اُس کی وزارت تم کو ملے گی اس لیئے آپ نے سبقت کی اور یہی سبب ہے کہ شب ہجرت رسولؐ خدا کا راستہ روک کر بانتظار ہمراہی کہڑے رہے اور حضرت کو چار و ناچار ساتھ لیجانا ہی پڑا۔ اگر تمہارے دعوے کے مطابق ابوبکر مین یہہ سب کمال تھے تو غار مین پوشیدہ ہونے ہجرت کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ایسے یعسوب مومنین ہوکر خود رسولؐ خدا ہی کی مدد و اعانت نکرین اور اُن کے جوتیون کے صدقے مین اپنی جان بچائین۔ کفار قریش کا آنکھہ ملانا کیسا اُنھون نے تو رسولؐ خدا پر ایسے ظلم کیئے اور ایذائین دین کہ گلے مین چادر ڈالکر کھینچا جس سے گلا گھٹ گیا ساحر و کاہن و مجنون ابتر وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرتے راہ مین کانٹے بچھاتے اونٹ کی اوجھڑی گلے مین ڈالدیتے یہانتک کہ گھر بار چھوڑکر شب کے وقت غار مین پوشیدہ ہونا پڑا تمہارے یعسوب دین کو کچھ شرم نہین تھی کہ اپنے ہادی و پیشوا رسولؐ اللہ کا یہہ حال دیکھتے اور کچھ نہ کرتے نہ اپنی یعسوبیت دکھاتے

لاحول ولا قوت الا باللہ۔

معلوم نہیں ایسے وقت میں مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے والے مثل ابوبکر کس غار میں چھپے تھے اور کس اُدھیڑ بُن میں تھے کہ رسول اللہ پر ایسی مصیبتیں پڑیں مگر اُن کو خبر تک بھی نہ ہوئی۔ حضرت علیؑ تو ننھے بچے تھے مگر خلفائے ثلٰثہ اچھے خاصے جغادری اور ہرکارہ پھر ایسے خدا کے رسولؐ کی کیوں نہ مدد ہو سکی اور نہ اُن کی تکلیفوں و ایذاؤں پر کسی کا دل کڑھا افسوس ہزار افسوس رسولؐ اللہ کے عہد میں تو یہ جُبن اور نامردی کم ہمتی و بے غیرتی کہ غلبہ اسلام میں بھی صف جنگ سے لوگ دُم بھاگے تین تین روز پتہ نہ چلتا جب سن لیتے کہ لشکر اسلام فتحیاب ہوا کامی چور لوٹے حاضر۔ آموجود ہوتے۔ احد میں حنین میں خیبر میں جن کے افسانے طشت از بام ہیں اس پر بھی یعسوب دین کا خطاب ملے تو اختیار۔ تم ابوحنیفہ ہی کو اپنا امام اعظم نے ہوئے ہو جن کی ساری قلعی علمائے اہل سنت نے کھول دی ہے اور کوئی کرم اعظم نہیں رہا تو ہم مجبور ہیں ایسا ہی یزید کو بھی امام المسلمین و خلیفہ برحق کا لقب مل رہا ہے تو اپنی اپنی سمجھ کسی کا کیا قصور۔

چوتھا فقرہ نہ وہ کہ آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو پر اپنے حقیقی بھائی پر ذوالفقار کھینچیں یہ فقرہ رحماء بینھم پر چسپاں کیا گیا ہے کہ مومنین کافروں پر اشد ہیں اور آپس میں رحیم۔ ایک خطبہ روضۃ الصفا کا شروع خلافت ابوبکر میں جو اونہوں نے پڑھا اُس کی نقل ہے آخر فقرہ یہ ہے۔

و من تا در متابعت آفریدگار جہان و جہانیان باشم انقیاد و اطاعت من بجا آرید و اگر خلاف حکم ایزدی امرے از من صادر گردد شما نیز از متابعت و اطاعت من تخلف نمائید۔ دیکھو اس کا نام رحماء بینھم ہے نہ وہ کہ آدہ پاؤ ارے آخر۔

اس کلام ابوبکر سے اور رحم سے کیا تعلق وہ ایک واقعی امر بیان کر رہے ہیں کہ

جب میں خلاف حکم خدا کوئی حکم دوں تو میری اطاعت نہ کرو۔ جوہر صاحب کو معلوم نہیں یہ ایک پولٹیکل چال ہے کہ ابوبکر نے یہ فقرہ سنا کر سب کو اپنی طرف گرویدہ کر لیا اور وہ چال قوم نہ سمجھی کہ جب اول تم نے خلاف حکم خدا خلافت لے لی اور رسول اللہ کی حدیث غدیر پر عمل نہ کیا تو آیندہ تم سے خدائی احکام کی کیا امید ہے مگر وہاں تو دنیا کی چاٹ تھی کون پوچھتا خیر آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو کا یہ ذکر ہے کہ حضرت عقیل کو حصہ میں کسی قدر جو زیادہ لگ گئے تھے اس پر حضرت علی نے کچھ عتاب و خطاب فرمایا جس کو جوہر صاحب نے ذوالفقار کھینچنے پر تعبیر کیا۔

ہاں یہ امر سچ ہے وہ تو تین چھٹانک جو تھے اگر ایک دانہ جو بھی تقسیم بیت المال میں کوئی زیادہ لیتا تو ممکن نہ تھا یہی سبب تو ہوا کہ قوم طامع و حریص دانہ زد نے حضرت علی کو اپنی گو نکا نہ سمجھا اور نفع دنیاوی کی امید آپ سے منقطع کر کے دوسروں کو خلافت کے لیے منتخب کیا جن سے پوری پوری تمتع دنیا کی امید تھی چنانچہ ان لوگوں نے بھی مال غنیمت دل بھر بھر کر انتخاب کا صلہ خاطر خواہ دیا۔

خلیفہ ثالث کی چند نظیریں یہ لکھتے ہیں اور خلافتوں کا حال اگر دریافت کرنا ہو کتابیں دیکھو ہزار ہا ہیں اعتد البیان نظر آئینگی۔ کتاب الفتوح خواجہ بن محمد کوفی المعروف باعثم کوفی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جب خلیفہ صاحب کو پوری طاقت خلافت پر ملی تو خلیفہ دوم کے عمال و کارکنان کو یکقلم موقوف کر کے تمام حکومتوں پر اپنے اعزا و اقربا کو مقرر کیا عبد اللہ بن عامر کو امیر بصرہ ولید بن عتبہ شراب خوار کو حاکم کوفہ عبد اللہ بن سعد کو حکومت مصر عمرو عاص کو حاکم فلسطین معاویہ کو ہمجنس ہونے کی وجہ سے بدستور حاکم شام تمام شہر و ممالک و شہر بنی امیہ میں آ گئے۔ بیت المال شیر مادر ہو گیا سب بلا

عبد اللہ ابن خالد کو ایک لاکھ دینار حکم بن عاص کو ایک لاکھ دینار حارث بن حکم کو خلعت گران بہا وغیرہ وغیرہ مروان طرید رسول اللہ کو فدیہ خلافت غرضکہ عثمان غنی کی داد و دہش یادگار ہے اور اسی لیئے آپ کو غنی کا خطاب ملا ہے اب حضرت علی کا حال سنیئے بخاری و مسلم مین روایت ہے عمر بن خطاب سے کہ حضرت علی کے لیئے چند مشکین شہد اور روغن کی آئین اور بیت المال مین رکھی گئین - حضرت ام کلثوم نے تھوڑا اپنے صرف کیواسطے لے لیا کیونکہ آن کے پدر عالی مقدار کا مال تھا لیکن جب آپنے شہد وغیرہ کی تعداد کم دیکھی اور دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کی صاحبزادی نے لیا ہے تو پانچ درم قیمت اُن سے وصول کرکے پورا کر دیا اور فرمایا کہ یہ تمام مسلمانونکا مال ہے -

اسیطرح حضرت قنبر سے روایت ہے کہ چند مشکین شہد کی بیت المال مین آئین حضرت امام حسین نے قنبر سے کو مہمان کی خاطر ہم کو ضرورت ہے ہمارے حصہ کا شہد لا دو قنبر بقدر بعض لے گئے - حضرت نے یہ حال دریافت کرکے ناراضی ظاہر فرمائی - اور حضرت امام حسین سے اسی قدر شہد منگوا کر شامل کر دیا - علامہ ذہبی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین بعد خاتمہ جنگ جمل حضرت علی کوفہ مین داخل ہوئے بیت المال کو ملاحظہ فرمایا بہت کچھ نقد و جنس تھا اُس کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ اے سونے چاندی تو اور کسی کو فریب دینا مین تمہارے مکر و فریب مین نہ آؤنگا بعدہ حکم دیا سب مال مسلمانون کو تقسیم کر دیا جاوے - وہ تقسیم ہوگیا - آپ نے اور آپ کی اولاد نے بھی بقدر ایک سپاہی کے حصہ سے لیا - بعد تقسیم ایک شخص نے آکر کہا کہ مجھے حصہ نہین ملا - آپ نے اپنا حصہ اُسے دیدیا -

اسیطرح ہزارون نظیرین و مثالین ہین -

پس جب آپ کے عدل و زہد کا یہ حال ہو کہ اپنے فرزندوں کو بھی بیت المال لینا گوارا نہ فرمائیں اور واپس لے کر بیت المال میں جمع کر دیں تو بھائی کجا گو کہ حقیقی ہو۔

آپ نے فرمایا ہے کہ خلیفہ کو بیت المال سے صرف دو پیالہ لینے کا استحقاق ہے۔ ایک اپنے و اپنے عیال کے لئے دوسرا مہمان کے واسطے۔

پس ایسے عادل و زاہد ترین آدم کو آپ کیوں رحماء بینہم میں تصور کرینگے۔ اس صفت سے موصوف تو آپ کے غنی صاحب ہونگے۔

پانچواں فقرہ جب جناب امیرؑ نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

جواب۔ اہل سنت حضرت رسولؐ خدا کے والدین معظم کو معاذ اللہ کافر بتاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اُن کی مغفرت کے لیئے دعا کی مگر اجابت نہ ہوئی۔

پس بقول و اعتقاد اہل سنت حضرت رسولؐ خدا بھی نعوذ باللہ منہا اُسی طریقہ پر ہے اور بعد چالیس سال کے جب آپ کو نبوت ہوئی تو اسلام کے دائرہ میں قدم رکھا۔ اس حضرت علیؑ تو آٹھ سال سے بھی کم عمر بچہ تھے اُنکا کفر کیونکر ثابت ہوا کیونکہ اجماعی مسئلہ یہ ہے کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور بغیر مکلف تک اسی حالت پر رہتا ہے پھر ماں باپ جیسی تعلیم دیتے ہیں وہ مذہب قبول کرتا ہے۔

صفحہ اکیاون ۵۱ اسرار الہدیٰ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ بہت ہی کم عمر تھے بلکہ آپ سن تمیز کو بھی نہ پہونچے تھے کہ تکلیف شرعی سے آپ مصداق ٹھہرتے پھر آپ کی شان میں یہ الفاظ موصوفہ بالا کیونکر راست آسکتے ہیں اسلئے آخر آیۃ والسابقون الاولون من المہاجرین کی تفسیر بلا کاشانی کی ہے۔

اول کسے از مردان مہاجر کہ تصدیق نبوت کرد امیر المومنین بود۔ و از زنان خدیجہ کبریٰ۔

ابوطلحہ گفت من در پیش ابوذر رفتم در موسم حج و گفتم در میان مردمان اختلافے پدید آمد من اقتدا بکہ کنم گفت متمسک بکتاب خدا و بعلی ابن ابی طالب و ملازم این ہر دو شو بدرستیکہ من گواہی میدہم کہ رسولؐ خدا فرمودہ کہ علیؑ ابن ابی طالب اول کسے است کہ بمن تصدیق کردہ و او کسے باشد کہ روز قیامت بامن مصافحہ کند و او صدیق اکبر است و فاروق اعظم میان حق و باطل و یعسوب مومنین۔ پس یہ فقرات حضرت علیؑ کی نسبت دیکھکر آپ جل مرے اور تن بدن میں آگ لگ گئی ہے کیونکہ یہ الفاظ جناب امیرؑ کی شان میں صادق آسکتے ہیں وہ تو طفل ہشت سالہ تھے۔ جوہر صاحب کا یہی طریقہ ہے ملا آکا شانی کی تفسیر منہج الصادقین کی تحریر لکھتے جاتے ہیں جہاں مہاجرین و انصار کا نام آیا جھٹ ابوبکر عمر عثمان کو سب کا سرتاج بنادیا اور کہا دیکھو شیعہ تمہارے ملا صاحب اور اخوند صاحب یہ لکھتے ہیں حالانکہ ان میں نشان تک ان حضرات کا نہیں ہے نام تو محالات سے ہے۔ مگر ملا آکا شانی نے حضرت علیؑ کا نام لیا اور آپ بگڑ بیٹھے ملا صاحب کو صلواتیں سنانی شروع کردیں۔ ابوطلحہ صحابی ابی حضرت ابوذر غفاری سے راست گو صادق الایمان سے جس کی صدق گفتاری پر رسولؐ خدا کی شہادت موجود ہے یہ روایت بیان کرتے کہ رسولؐ خدا نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین کے خطاب معظم و محلے سے حضرت علیؑ کو سرفراز فرمایا مگر آپؐ کی ضد میں صرف قیاس پر ان القاب کو ابوبکر سے نسبت دیں یہ کیا انصاف کوئی بھولی سی بات اپنے دعوے کے ثبوت میں لکھدی ہوتی کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے یہ خطاب مسترد کرکے ابوبکر کو دیدیا۔ غضب تو یہ ہے کہ ابوبکر کے جوش الفت میں عمر خطاب کو بھی بھول گئے کیونکہ اہل سنت انھیں کو فاروق اعظم کہتے ہیں پس انھیں پر رحم کردیں انکی روح کو بیزار کرتے ہو۔ تم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہجرت اولے الحبش کیطرف حضرت

جعفر طیّار وغیرہ کے جانے کو اہل سنت نے اقرار کرلیا ہے اور السابقون میں وہ گروہ منتخب ہوا ہے۔

دیکھو خطبہ جناب علی مرتضٰےؑ وقت تقرر خلافت عثمانؓ مندرجہ کتاب الفتوح تاریخ اعثم کوفی سنّی المذہب۔

ای عزیزان و سرداران اسلام ای صحابہ رسولؐ مالک علام تم سب کو معلوم ہے کہ ہم کیا ہیں اور ہمارے مدارج کیسے ہیں۔ ہم اہل بیت نبوت ہیں ہم سبب نجات امت ہیں سور دھر ام رب جلیل ہیں مہبط جبرئیلؑ ہیں وحی ہمارے ہی گھر میں نازل ہوئی بنائے دین ہم سے ہی کامل ہوئی رسولؐ خدا سے قرب و حق سب پر بظاہر ہے خرد و بزرگ اس امر کا ماہر ہے پس اگر ہمارا حق ہمکو ملے تو حق بحقدار رسید کا معاملہ صادق آوے اور اگر امر ناحق مدّ نظر ہے اور غصب حق میں بدستور اصرار تو میں صبر کرتا ہوں۔ خدائے پاک کی قسم ہے کہ اگر اس کے پیغمبر برحق اعنے محمدؐ نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا اور پایان کار خلافت کی خبر مجھ سے نہ کہی ہوتی تو میں حق کو کبھی نہ چھوڑتا اور ہرگز روا نرکھتا کہ زید و بکر اُسپر قابض ہوں۔

ای عزیزو تم کو خوب معلوم ہے کہ سابق اسلام میں ہوں قبول رسالت میں میرا پہلا درجہ ہے محبین رسولؐ میں ہوں کعبہ میں پہلے رسولؐ خدا کے ساتھ میں نے نماز پڑھی میں نے ایام صبا میں بھی کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا خیبر و خندق اُحد و حنین وغیرہ میں جنگ سے منہ نہیں موڑا۔ پس میرے خلاف اگر امر خلافت قرار پایا تو جیسا صبر کرتا چلا آیا ہوں ویسا ہی اب بھی کرونگا کیونکہ مجھے خرابی و بربادی اسلام کا اندیشہ ہے مگر تم کو چاہیئے کہ حق پر لحاظ کرو اور خدا سے ڈرو نفسانیت و جنبہ داری کو چھوڑ و آیندہ اختیار۔

پس معلوم نہین اب بھی جوہر صاحب اپنی یاوہ گوئی او بیہودہ سرائی سے باز آئینگے اور شرم کرینگے یا نہین اگر شرم کجا بے شرمی و بے حیائی تو رگ و پے مین بمثل خون فاسد سرایت کر رہی ہے۔

چھٹا فقرہ ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے اپنے دین کو بھی غلبہ شیعون سے برباد کر دیا۔

جواب۔ یہہ فقرہ جوہر صاحب نے غالب علیؑ کل غالب کے الفاظ پر جناب امیرؑ کی نسبت کہا ہے۔

ہم کہتے ہین نعوذ باللہ ہزار ہا بار توبہ کرکے کہ خدائے قادر مطلق با وصف عظمت و جلالت جباری و قہاری بر جمیع مخلوق و اشیا غالب ہے لیکن ابتدائے آدم سے تا ایندم غلبہ کفار اشرار و مشرکان نا ہنجار کس درجہ مغلوب ہے کہ اُسی کی پیدا کی ہوئی خلقت نہ اُسے خدا سمجھتی ہے نہ اُس کی اطاعت کرتی ہے نہ اُس کے حکمونکو مانتی ہے نہ اُس کے رسولون کو پہچانتی ہے بلکہ انکو انواع و اقسام کی تذلیل و توہین و تحقیر کرکے قتل کرتی ہے اور حد ہا طرح کی ایذائین دیتی ہے اور خدا مجبور و معطل ہے کچھ نہین کرسکتا انبیائے مرسل تا حیات اپنے ہر حال و قال مین ظالمون اور خود سر لوگون سے مغلوب اُن کے ظلم شدید سے مضطر و پریشان کوئی آگ کے حوالی ہوتا ہے کوئی تلوار کے کوئی آرہ کے کوئی دار کے مگر دم نہین مار سکتے۔ دیکھو حضرت لوطؑ نے غلبہ کفار نا ہنجار سے حالت اضطرار مین باوصف مشاہدہ قوت و طاقت جبرئیل امین جو اعانت کو موجود تھے اپنی دختران پاکیزہ پیش کرکے کفار اشرار سے فرمایا کہ یہہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین اگر ہو کرنے والے جس کی خبر قرآن مجید سے ملتی ہے

حضرت موسیٰ نے حالت قلق و اضطرار میں اپنی بی بی منکوحہ کو اپنی بہن ظاہر کیا۔
مومن آل فرعون ہمیشہ اپنا ایمان چھپاتے رہے۔ حضرت رسول خدا بحالت مغلوبی
میں کیا کیا ایذائیں دیکھتیں ہوئیں یہاں تک کہ باوجود نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین) ابوالعاص
مشرک و زینب دختر پیغمبر آخر خود میں جدائی نہ کر سکے۔ باوجود غلبہ اسلام صلح حدیبیہ
میں اپنا لقب خداداد رسول اللہ خود اپنے ہاتھ سے محو کر ڈالا۔ وقت وفات تک قوم
عائشہ سے خوف ظاہر کرکے خانہ خدا حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی نہ تعمیر کر سکے
وغیرہ وغیرہ۔

پس اگر بحالت مغلوبی خدا کی خدائی و انبیائے مرسل کا دین مسلم ہے تو جناب امیر کا بھی
دین مسلم ورنہ خیر نہ وہ نہ یہ اس اسلام برائے نام کے ابوبکر خدا ابو حنیفہ رسول تم ان کے
حواری چلو فیصلہ ہوا تو خوش ہو گئے۔

معلوم نہیں حضرت علی کے کس فعل سے تم نے دین کا برباد کرنا خیال کیا ہے۔
اگر کہو ابوبکر وغیرہ کی حکومت رہی پس باشد جناب امیر خود فرماتے ہیں چارہ نہیں امیر
کی حکومت میں نیک ہو یا بد کہ اس میں مومن بسر کرے پھر اگر امیر بد سمجھکر جو واقعی ایسا ہی
ہے آپ نے ان کی حکومت میں بسر کی تو کیا قباحت جیسا کل انبیا و رسول اللہ کا سال ویسا ہی
جناب امیر کا۔ اگر کہو ان کے پیچھے نماز پڑھی تو فرضا پڑھی خدا کی نماز پڑھی یا ابوبکر کی
اور جبکہ خود رسول خدا نے اکثر کے پیچھے نماز پڑھ لی ویسا ہی جناب امیر نے۔ اگر کہو
ان کو مستحق خلافت جان کر بیعت کی لا نسلم کیونکہ حدیث عائشہ صدیقہ سے صرف
یہ ظاہر ہے کہ آپ نے خطبہ میں فرمادیا کہ ابوبکر کو استحقاق ہے جیسا صلح نامہ رسول خدا
نے رسول اللہ کا لفظ خود محو کر دیا اس میں دین کی بربادی چہ معنی۔

بیعت رسول صلی اللہ کا طریقہ و سنت نہین دیکھو ابتدائے اسلام مین صرف یہہ کہدینا کافی تھا کہ
مین خدا اور اُس کے رسول محمدؐ پر ایمان لایا نہ ہاتھہ پر ہاتھہ رکھا جاتا نہ مصافحہ ہوتا۔
ہان بیعت تحت شجرہ مشہور ہے کہ رسول اللہ نے مرنے مارنے پر عہد لیا مگر اُس پر بھی اصحاب
با صدق و صفا قایم نرہے اور جنگ حنین سے بھاگ نکلے پس یہہ بیعت بطور عہد علام قرار
تھی اسلام سے اور بیعت پیری و مریدی سے کیا مناسبت مگر ہان یہہ ایجاد تو ابوبکر یا عمر
کا ہے جسکی خبر رسول خدا نے دی ہے۔

اب ہم سے بے دینی کی تفصیل سنو۔ بے دین وہ ہین جنھون نے بقول محمد صادق دین
مین خلاف طریقہ رسول اللہ ایجاد کین ہین بے دین وہ ہین جو کہتے جب مجھہ پر شیطان غالب
ہوا اور خلاف حکم خدا کوئی بات کہون تم نہ مانو۔ بے دین بلکہ اخوان الشیاطین وہ ہین جنکا
ایمان بقول ابو حنیفہ ابلیس کے برابر ہو۔ بے دین وہ ہین جن کی نسبت رسول خدا
نے بطلعت بیان کیا کہ میرے وقت مین اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو تم انہین
کی پیروی کرتے۔ بے دین وہ ہین جو ہمیشہ رسالت محمدی مین شک کرتے رہے
بلکہ صلح حدیبیہ مین صاف اقرار کر لیا کہ آجکا سا شک نبوت مین کبھی نہین ہوا۔
بے دین وہ ہین جنھون نے بضعۃ الرسولؐ کو ایذائین دین اور موذی خدا و رسولؐ کے ہوے
بے دین وہ ہین جنھون نے خلافت پاکر ارتداد کیا اور توبہ کرکے کُل صحابہ کو توبہ نامہ
لکھہ دیا۔ اور اپنے مرتد ہونے کا صاف صاف اقرار کیا پھر بھی قایم نرہے اور اسی
حالت ارتداد مین قتل ہوئے دیکھو تاریخ اعثم کوفی کتاب الفتوح جب تمام صحابی رسولؐ
نے عثمان کو خلاف حکم خدا و رسولؐ عمل کرتے دیکھا تو درخواست کی یا خلع خلافت
کرو یا اپنی کردار سے توبہ۔ چنانچہ عثمان نے یہہ تحریر پیش کی بسم اللہ الرحمن الرحیم مین

امیر المومنین عثمان بن عفان برضا و رغبت اقرار تحریری روبرو اہالیان اسلام و معارف و اکابر ساکنان بصرہ و کوفہ و شام کرتا ہون کہ آج سے مین کتاب اللہ پر عمل کرونگا اور سنت و شریعت محمد مصطفےٰ سے عدول نہ کرونگا خلاف شریعت کوئی فعل مجھ سے نہ ہوگا جملہ اہل اسلام کی رعایا کرونگا مضطر و پریشان کو امن و امان مین رکھونگا مستحقین کا حق ادا کرونگا غیر مستحق کو مجھ سے کچھ سود نہ ہوگا جن کو جلاوطن کر دیا ہے اُن کی نسبت پھر داخلہ وطن کا حکم دونگا جس کا مال و اسباب ضبط کیا ہے واپس دونگا عبد اللہ ابن ابی شرح کو حکومت مصر سے معزول کرتا ہون مصری حسب خواہش جسے چاہین اپنا والی مقرر کرین۔ المرقوم ۵ ذیقعد ۳۵ سنہ۔ جب اقرار نامہ ہو چکا علی مرتضےٰ اور فضامن لکھ کر زبیر طلحہ سعد بن مالک عبد اللہ بن عمر زید بن ثابت سہیل بن حنیف ابو ایوب بن زید کی گواہیان لکھوا دین۔ بعدہ جب بصریون نے محمد ابن ابوبکر کو اپنا والی تجویز کیا تو خلیفہ صاحب نے حاکم بصرہ کے نام خط خفیہ بھیجا اور لکھا اقتلوا محمد ابن ابو بکر یعنی اسے قتل کر ڈالو۔ پس یہہ ایفائے عہد ہوا اور انہین کرتوت سے آپ کی جان عزیز گئی۔

ساتوان فقرہ ملا صاحب کو خلافت جناب امیر پر کیون ناز ہے حضرت کی ذو الفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی نہین پھری۔

جواب۔ ابو بکر نے تو تلوار اپنے باپ کافر کے گرد پھرائی تھی جو گلو بستہ قید تھا جس پر آپ نے اشد علی الکفار۔ کا خلعت فاخرہ انکو پہنا رکھا ہے مگر یہہ کیسے آنحضرت نے اِس فعل شنیع سے ابو بکر کو روکا اور باپ کو نہ ذبح کرنے دیا زوف باین اشد علی الکفاری کہ باپ رسن بستہ مجبور و بیبس محصور و بیکس پر تلوار اُٹھائین اور اِس فعل مکروہ سے رسول خدا باز رکھین خیر اگر باپ کو حلال بھی کر ڈالتے تو کچھ شدت پائی جاتی مگر جبکہ ارادہ ہی تھا تو خدا انکو علم ہی مارتے یا صرف دشمنون مین مارتے خان مشہور ہونے کو ارادہ کیا مگر بہرکیف کامیاب نہ ہوئے

اور مسلم ہوا یہ فعل ہرگز محمود و لائق پسند رسول اللہ نہ تھا کیونکہ آپ نے منع کیا کہ باپ ہی آپکے
حقوق پرورش پر نظر کرو اور اپنی تلوار غلاف میں کر لو۔ جوہر صاحب تم کو اشدّ علی الکفار
میں سمجھ لیں گے جو تمہارا مقصود و مدعا ہے۔ بجز اس ارادہ قتل پدر کافر کے ابوبکر و عمر و
عثمان تینوں کو سمیٹ لپیٹ کر کسی روایت سے بتلا دو کہ فلان جنگ میں فلان کافر کے
مقابل تلوار کھینچا تو در کنار وہ تو زنگ و بدرنگ ہونے کے باعث اپنا قالب چھوڑ رہی
ہے نہ تھی کچھ نزاع لفظی ہی سے پیش آئے ہوں اور دور ہی سے ڈانٹ ڈپٹ بتلائی
ہو کیا العہد مبارک رسول مقبول کیا زمانہ خلافت منصوبہ بازی تخان کے پیچھے بھاگتی خان
کے آگے ہمیشہ ان کی یہی روش رہی۔ کیوں صاحب خندق کی لڑائی میں جب نہنگ
قریش عمر بن عبدود جس کے مقابل شیر مرد جرار بھی نہ ہو سکتے تھے صف جنگ میں مبارز
طلب ہوا اور رسول اللہ نے اپنے اصحاب خصوصاً ارباب ثلٰثہ کی طرف دیکھا سب نے
گردنیں نیچی کر لیں اور اوپر منہ اٹھایا جب آپ نے نام بنام پکار کر فرمایا کہ اس کے مقابلہ
میں جاؤ تو عمر خطاب نے عرض کیا کہ مجھے معاف رکھئے الساہی اور لوگوں نے جواب دیا یہ
ہونے سے عمر ابن عبدود کا غرور بڑھا اور لاف و گزاف بکنے لگا آخر شیر بیشہ رسالت و نبوت
سرفروش و جانباز علیؑ ابن ابی طالب نے اجازت حرب حاصل کی اور پیادہ اُس نہنگ ہیجا
مقابل ہوئے۔ چند رد و بدل کے بعد ذوالفقار شرر بار صاعقہ کردار کا وہ وار رسید کیا کہ خندق
تن شقی کے لئے قبر ہو گئی۔ کفار قریش کی کمر ٹوٹ گئی اور بھاگ نکلے کیونکہ اسی پہلوان
نامی پر جنگ کا دارومدار تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا ایک ضرب علیؑ کی یوم خندق بہتر
ہے دونوں جہان کی عبادت سے یہ حدیث مشہور متفق علیہ ہے۔ مجال انکار نہیں
جنگ خیبر میں اول روز ابوبکر کو نشان محمدی ملا اور امیر لشکر ہو کر یہودیوں کے مقابلہ کو گئے

اور مغلوب ہو کر بے نیل مرام واپس آئے مگر حضرت ہولی نشان کو نہین چھوڑا۔ دوسرے روز عمر خطاب کو نشان عطا ہوا آپ سردار لشکر ہو کر تشریف لیگئے چونکہ ترتیب خلافت کا خیال تھا لہذا قدم بقدم اپنے پیش رو کے انھین بھی واپس آنا ضرور ہوا۔ تیسرے روز کے لئے آنحضرت نے اعلان فرمایا کہ کل یہ نشان اُسے ملیگا جو کرار ہو غیر فرار ہو اور جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اُسے خدا و رسول دوست رکھتے ہین۔

تمام اصحاب مین کھلبلی مچگئی اور ہر شخص متمنی تھا کہ خدا کرے کل مجھی کو نشان ملے۔ عمر خطاب فرماتے ہین اُس رات مجھے نہایت بے چینی تھی کہ کاش کل مجھی مجھی کو یہ منصب عالی عطا ہو تو کیا کہنا۔ مگر فرار کا فقرہ آپ نسیاً منسیا کیے ہوئے تھے۔

حضرت علیؑ کو آشوب چشم تھا اور نہایت تکلیف۔ خیر صبح ہوئی رسول اللہ نے حکم دیا علیؑ کو لاؤ لوگ اُسی حالت مین لے گئے آنحضرت نے آنکھون مین لعاب دہن اپنا مل دیا آنکھین بفضل خدا و بہ فیض رسولؐ روشن و صاف ہوگئین۔ لوائے احمدی علیؑ ابن ابی طالب کو ملا اور قلعہ خیبر فتح کرنے کا ارشاد ہوا۔ آپ ظل لوائے سید اولاک مین تا زیر قلعہ پہونچے۔ حارث و مرحب پہلوانان روئین تن صف شکن کہ جنکو زور و طاقت پر غرور و نکو ناز تھا صف آرا ہوئے اسد اللہ غالب علی کل غالب نے دونون کو واصل بجہنم کیا اور خندق سے مع فوج عبور کر کے دروازۂ قلعہ کو جالیا۔

کیواڑ آہنی جسے ستر آدمی ملکر کھولتے و بند کرتے اندر جانے کو حائل تھے اُسکو بزور ید اللہی توڑ پھوڑ قلعہ مین داخل ہوگئے اور نشان محمدیؐ کا پھریرا بالائے قلعہ بلند کر دیا۔

آنحضرتؐ کو جبرئیل امین نے مبارکباد دی اور علیٰ رؤس الاشہاد باواز بلند فرمایا
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور سب نے یہ آواز سنی۔

حدیث خیبر ہم اوپر لکھ آئے ہیں دیکھو صحیح مسلم و بخاری سے۔
جنگ احد میں تمام لشکر اسلام بھاگ گیا۔ ابوبکر و عثمان پتھر دل آڑ میں چھپے دیکھے گئے۔
عمر خطاب پہاڑ پر چڑھ بھاگے۔ وہ خود کہتے ہیں میں اس روز بکری کی مانند پہاڑ پر
اچھلتا کودتا پھرا۔ رسول اللہؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ شیطان نے خبر اڑا دی
محمدؐ قتل ہو گئے۔ حضرت علیؑ صف جنگ سے آنحضرتؐ کے پاس آئے آپ نے فرمایا
اے علیؑ تم بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ کیوں نہ بھاگ گئے آپ نے عرض کی
لا اخوۃ بین الکرار والفرار۔ میں بھاگنے کے لیے آپ پر ایمان نہیں لایا۔ پھر صف دشمن
میں جا کر صدہا کافر فی النار کر دیئے۔

تاریخوں کا اتفاق ہے کہ اس روز بجز حضرت علیؑ و ابو دجانہ اور کوئی ثابت قدم نہ رہا ابو دجانہ
رسول اللہؐ کے پاس تھے اور حضرت علیؑ کافروں کو پسپا و فنا فی الدار البوار فرماتے تھے یہاں تک
کہ اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور سب بھاگی ہوئی خلقت جمع ہو گئی۔
خیر اور کتابیں تو تم کرو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار شاہ عبدالعزیز کو دیکھو صفحہ ۲۵۱
اما مآثر امیر المومنین و امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب۔ صفحہ ۲۵۵ نادی
منادیوم احد لا سیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ الا علی الکرار۔ یہ دوسری شہادت
حضرت جبرئیلؑ کی ہے۔
جنگ حنین میں بھی سب لوگ بھاگ گئے اور حضرت علیؑ و چند بنی ہاشم جاں نثار ثابت قدم رہے
اور لڑائیوں کا حال کتابوں میں دیکھنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ نے کیا کیا کار نمایاں کیے

آپ خود ہی فرماتے ہین مصرع دین نبیؐ کو دی ہے سری تیغ سے جلا + ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اب معلوم نہین جوہر صاحب ان کا فران مقتول کو کیون کافر نہین سمجھتے۔ اچھا صاحب انکو نہ سمجھئے۔ جنگ جمل مین ۱۳ تیرہ ہزار۔ جنگ صفین مین ۷۰ ستر ہزار۔ جنگ نہروان مین ۲۲ بائیس ہزار جو حضرت علیؑ نے سے انکار کیئے وہ کافر ہی جسے تم سمجھو۔

آٹھوان فقرہ۔ اگر حضرت حسنینؑ وغیرہ دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور انکی عجم کی جوروؤن بچون کو لونڈی غلام عرب کا بناتے تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف مین نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے۔

جواب۔ تم کو روایت روضۃ الصفا پر بڑا ناز ہے جسے ہر جگہہ اپنے رسالہ مین بطور دلیل قطعی و ثبوت مین پیش کرتے ہو۔ دیکھو اُسی تاریخ مین باب سید الشہداء جناب زین العابدین علیہ السلام مین صاف لکھا ہے کہ ملک عجم عہد مبارک جناب امیرؑ مین فتح ہوا جس لشکر کے حضرت امام حسنؑ سردار تھے۔ حضرت شہر بانو اور اُن کی دونون بہنین بنت یزدجرد بادشاہ عجم کو نہایت اعزاز و احترام سے آپ اپنے ہمراہ لائے جن مین حضرت شہر بانو کا حضرت امام حسینؑ روحی لہ الفدا سے عقد ہوا عہد خلفائے ثلثہ مین عجم کا فتح ہونا محض دروغ بے فروغ ہے اکثر شیعون نے بھی سنیون کی روایات بے سر و پا سے دہوکا کھایا ہے اور عمر شریف حضرت امام چہارم سے بھی جو کربلا کے معرکہ کے وقت تھی ثابت ہوتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی نسبت ہم پہلے لکھ چکے ہین خدا کی جانب سے جو نبیؐ و وصی یا امام ہوتے ہین وہ اُمر مستقل الٰہی کے مطابق کاربند ہوتے ہین جو خدا کی جانب سے انکو ملتا ہے۔

حضرات حسنینؑ علیہم السلام نے معرکہ جمل صفین نہروان مین خوب ہی جہاد کیئے اور کشتہ کو

پشتے لگا دئیے۔

تاریخین ان محاربات کی دیکھو معلوم ہو جائیگا۔ بعد خلافت خود حضرت امام حسن علیہ السلام نے بوجہ نہ ہونے اعوان و انصار و بہ لحاظ کشت و خون بندگان خدا اپنے جد امجد سید الانبیا کی تقلید صلح حدیبیہ کی اور معاویہ سے صلح کر لی۔ حضرت امام سیوم کا جہاد فی سبیل اللہ تاریخ عالم مین اپنا آپ ہی نظیر ہے دیکھو تاریخ چین جسکا مصنف ایک عالم محقق مورخ عیسائی ہے لکھتا ہے کہ رستم وغیرہ کو شجاع وجری وہ لوگ کہتے ہین جو تاریخ عالم اور واقعات نبی آدم سے واقف نہین اور بالکل بیخبر ہین۔ اگر نوع انسان مین کوئی شجاع و بہادر جرار و کرار پیدا ہوا ہے تو وہ حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب قریشی ہر۔ یہہ قول ضرب المثل ہے کہ دو ایک پر بھاری ہوتے ہین مگر حسینؑ کو چند قسم کے دشمنون سے سامنا تھا۔ اول بھوک و پیاس سہ روزہ جن کے مثل انسان کا دشمن صعب و سخت دوسرا نہین۔

دوسرے عرب کے ریت گرم منی جون کا مہینہ آفتاب کی حدت و تمازت نصف النہار باد سموم کے جھونکے جنسے شرار و چنگاریان نکل رہی تھین حالت اضطرار و اضطراب تیسرے بیزار فوج دشمن سے مقابلہ جو ہر ایک لہو کا پیاسا تھا۔ ایسے دشمنون کے مقابلہ مین جو شخص مستقل اور ثابت قدم و راسخ دم صرف اللہ پر بھروسہ و توکل کرکے دشمن کے مقابل ہو وہ شجاع ترین عالم و آدم ہے۔

مولوی امیر علیؒ صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ تنقید الکلام فی احوال شارع اسلام مین بمقابلہ عیسائیون کے جو قایل ہین کہ حضرت عیسیٰؑ گناہونکی فدیہ ہین۔ لکھتے ہین کہ اگر معاصی عباد کا فدیہ یعنی ذریعہ نجات و تقرب خدا کا وسیلہ درکار ہے تو امام حسینؑ کی شہادت کاملہ نے اس کی تکمیل کردی اور اسلام تعلقات ارجاس و انجاس سے پاک ہو گیا۔

کیون جوہر صاحب محقق عیسائی کا شجاعت امام حسینؑ مین وہ قول اور مولوی امیر علی صاحب کا شہادت امام حسینؑ پر یہ فقرہ اور باوصف ادعائے اسلام آپکا یہ کلام کچھ تو خدا سے شرم کرو ؎

پاک حسینی نسبت کو گردیدہ سپید ورنہ لسیار ندرِ عالم یزید

عرب و عجم کی عورتون بچون کو لونڈی غلام بنانا اس فعل وحشیانہ و ظالمانہ کو کون مہذب قوم پسند کرے گی۔ کہ بندگان خدا کو خرید و فروخت کیا جاوے اور اُن کو اسیر و مقید رکھا جاوے یہ طریقہ آنحضرت کا ہرگز نہ تھا۔ آپکو اللہ جل شانہ نے مجسم خلق عظیم بنایا تھا آپکے مکارم اخلاق و محاسن اشفاق اس بات کو ہمیشہ مکروہ و معیوب سمجھتے رہے۔

دیکھو جب بنت حاتم طائی مقید ہو کر آپکے روبرو آئی آپنے بلحاظ سخاوت و فیاضی اسکے باپکے اس کی بیٹی کو اپنی ردا بچھادی اور رہا کر دیا ایسا ہی اور اسرائے مغلوب کے ساتھ آپکا سلوک رہا کیا۔

پھر ایجاد ظلم بنیاد آپکے خلفا کی سبب ہے کہ بیگناہ مردونکو تہ تیغ کیا عورتون اور بچون بیبس و بیکس کو اسیر کرکے فروخت کر ڈالا۔ لا واللہ لا اس جبر تعدی سے نہ خدا خوش نہ رسولؐ۔

عیسائیون کے اعتراض پر اہل سنت نے صرف فعل صحابہ کے جائز رکھنے کو اسلام مین یہ بھی ایک شاخ لگا رکھی ہے اور بیجا توجیہین و تاویلین کرتے ہین مگر جو داغ اسلام کی قسمت مین تھا وہ کیونکر مٹتے۔

اور ائمہ علیہم السلام کو حکم جہاد نہ تھا مثل عیسےٰؑ و دیگر صدہا انبیاء سے مرسل کے جو ہمیشہ تا حیات جہاد لسانی فرماتے رہے اور شجاعت و شہامت ظاہر نہ کی جیسا اُنکا حال و طرز معاشرت ویسا ہی ان کا سر مو فرق نہین جو جسے حکم ملا اسپر عامل ہوا بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آن اندر دلش انداختند

اب دیکھنا مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلنا ایک دین ایک مذہب ایک ملت ایک خدا ایک رسول ایک خلیفہ برحق بعد اُس کے گیارہ اماموں کی امامت اور پھر رجعت و قصاص منافقان بدکردار حشر و نشر بہشت و دوزخ میں داخلہ ۵

یا منتظم ظہور امام زمان دکھا
اب دم لبوں پہ ہے در امن و امان دکھا
آنکھیں ہیں منتظر رخ آرام جان دکھا
پھر برق ذوالفقار کو آتش فشان دکھا
دشمن رہے نہ ایک شہ مشرقین کا
یارب مٹا دے نام عدوِ حسین کا

نواں فقرہ اس کا جواب مفصل ہم لکھ چکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ رسالہ ہذا

دسواں فقرہ مصداق ان آیتوں کے وہی لوگ ہیں جنھوں نے بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ میں امن کامل رہا اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھوں نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے امنیت کا خون کیا۔

جواب آیہ۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا

آیہ میں فقرہ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ہے جس کی تفسیر بدل دہد ایشاں را از پس ترس ایشان از شر دشمنان ایمنی) ہے پس اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ مومنین صالحین کو بدل خوف کا امن میں رہنے کا ملا یعنی جیسا شر دشمنان سے انکو خوف تھا وہ خوف مبدل بہ امن ہو گیا۔ اور یہ آیہ بعد ہجرت آنحضرت مدینہ میں نازل ہوا کہ مومنین با ایمان و یقین ہی کمدو کہ جو تم کو کفار مکہ سے ایذائیں ہوئیں اور ہر وقت تم کو انکا خوف بنا رہتا تھا اب ان کے شر سے تم امن میں رہو گے اور وعدہ کرتا ہے خدا انہیں مومنین صالحین سے

کہ جیسا پیشتر ہم نے انبیا و اُن کی اُمت کو زمین کا سردار بنایا ویسا ہی تم کو بھی اُنکا قایم مقام اور دیا ہم نے تم کو ایک دین برگزیدہ و پاکیزہ۔ دوسری آیت ثم جعلنا کم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون۔ کیا ہم نے تم کو قایم مقام پہلون کا بیچ زمین کے بعد اُنکے پس ہم انتظار کرینگے کہ تمہارے عمل کیسے ہونگے۔ پس دونون آیتون کا یہ مطلب ہے کہ مثل انبیاے سابق و اُن کی اُمت کے تم کو بھی اُنھین کا قایم مقام بنایا اور کفار کے شر سے تم کو امین کیا اب دیکھیے تم کسطرح کے عمل کرتے ہو۔

اس مین نہ کہین ذکر روے زمین کو کفار عرب و اشرار عجم سے پاک کرنے کا ہے نہ امن کامل و عدم خوف خلق خدا۔

تم تفسیر کو اُلٹ پلٹ کر اپنے خاطر خواہ معنے بنا لیتے ہو۔ مگر جب آیات کے صاف و صریح معنے موجود ہین تو ہم کو تفسیر کی ضرورت نہین صرف جو مفسر کی راے ہے آیات کے اصلی معنے۔

پس اب دیکھو ان آیات کریمہ نے تم کو جھوٹا کر دیا یا نہین صاف ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا مومنین صالحین کی نسبت ہے کہ شر و نفاق دشمنون سے مامون رہینگے نہ امن کامل و عدم خوف خلق خدا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر آیہ مین جہان اللہ پاک نے امنو فرمایا ہے رو سے خطاب آنحضرت ہی کی جانب ہے یعنی آپ مومنین کے سردار اور افسر ہین بعد از ان علی ابن ابیطالب جن کو بارہا حضرت رسول خدا نے صالح المومنین فرمایا ہے بعدہ اور مومنین صالحین پس ان آیات مین مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے کا ذکر نہین ہے بجز اس کے کہ جیسا ہم نے پہلی اُمتون کو زمین کا مالک کیا ویسا ہی تم کو۔

اب دیکھو خدا کا وعدہ سچا اور بے زوال دلا تجھم جس کی تکمیل آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک سے ہوگئی تھی جب وعدہ خدا حضرت علی خلیفہ مطلق کئے گئے ورنہ اور خلافتوں سے انکار کیا تعلق کیونکہ عموماً اہل سنت خصوصاً تم خدا کی جانب خلافت کا ہونا ناروا و ناجائز کہتے ہو پھر یہ آیات تمہارے خلفا پر کس طرح صادق آئینگی ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اب پہلی آیتوں سے اس آیت کو مشابہ کرلو دیکھو کیسا جوڑ و پیوند ملتا ہے یہ امر تو ظاہر ہے کہ زمانہ جنگ و جدال میں امن قائم نہیں رہتا ایس جیسا رسول اللہ کے عہد مبارک میں کفار قریش و یہودیان خیبر وغیرہ کا امن خاک میں ملا ویسا ہی حضرت علی کے جنگ و جدال کے زمانہ میں نواصب و خوارج جمل و صفین و نہروان کا امن خاک میں ملا اور جس طرح رسول اللہ نے اپنے ہاتھ سے بہ طمع رسالت دین خدا جاری کرنے کو کفار اشرار کو نیست و نابود کیا اسی طرح حضرت علی نے اپنے ہاتھوں سے بہ طمع خلافت کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لیئے نواصب و خوارج ناہنجار کو فنا فی الدار البوار کیا۔

اپنی چیز پر سب کو طمع ہوتی ہے خصوص اُس وقت کہ جب کتاب اللہ میں مخالفت و طریقہ رسول اللہ میں منافقت ہو کر دین خدا برباد ہو رہا ہو۔

امن و امان کا خون عہد خلفائے ثلثہ میں ہوا جبکہ بجز قلع و قمع بندگان خدا اُن کے مال کی لوٹ کھسوٹ انکی عورتوں بچوں کی اسیری بے خانماں ہونا خرید و فروخت معصوم و مظلوم اطفال ہزارہا خاندان کی تباہی و بربادی طوائف الملوکی کے اور کچھ کام ہی نہ تھا جس کو آپ نے صفحہ ۲۳ سطر ۱۶ میں بڑے فخر و ناز سے لکھا ہے حضرت عمر خلیفہ دس برس رہے۔ اُن کے وقت میں اسلام خوب ہی ظاہر ہوا

شام ومصر وایران وعراق واکثر روم فتح ہوا۔ چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات فتح ہوئے چار ہزار مسجد تیار ہوئیں چار ہزار بتخانہ توڑے گئے بیشمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے لوگ آسودہ وغنی ہو گئے انتہیٰ۔

پس اسی پر خلق خدا کو بے امن وامان ہونا قیاس کرلو اور بے شمار خزانے مسلمانوں کو تقسیم ہونا جس کے سبب لوگ آسودہ وغنی ہو گئے یہی تو خلفت کے رجحان کا سبب تھا۔ حضرت علیؑ کو وہ لوگ کیوں پسند کرتے یہاں بجز حقہ رشد ملنے کے اور کیا امید تھی۔

صفحہ ۱۳۹۔ اسرار الہدیٰ میں جوہر صاحب نے ایک عبارت تنزیہ الانبیا والائمہ مصنفہ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے لکھی ہے اور اسے جناب موصوف کیطرف منسوب کرتے ہیں)

باآنکہ حضرت امیرؑ وشیعہ او ہمیشہ دین خود را اخفا فرمودہ اند ودر پردۂ دین مخالفین گزرانیدہ اند و امن کامل وعدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل امامت ایشان را بلاد کثیرہ واقطار طویلہ مثل شام ومصر ومغرب منکر بودند چہ جائے قبول احکام ایشان الخ

جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہرگز عبارت جناب علم الہدیٰ کی نہیں ہے بلکہ قول اہل سنت نقل کر کے بعد جواب شافی دیتے ہیں جس کو تم نے الی آخرہ لکھ کر طاق نسیان پر رکھدیا ہے تمہارا ابتدا سے یہی قاعدہ ہے کہ حدیث واقوال وروایات وعبارات کو کاٹ چھانٹ کر اپنے خاطر خواہ الفاظ منتخب کر کے لکھ دیتے ہو جیسا حدیث شوریٰ خلافت میں بھی خطابات نے عمدہ الفاظ وقت پر استعمال کرنے کو منتخب کئے تھے جس کے وہ قائل ہیں یہ ابلہ فریبی اور روباہ بازی اچھی نہیں اسد اللہ الغالب کے پیرو مجبور کر کے دام الحبس کر دیتے ہیں۔ بھلا اس فقرہ کو دیکھئے ہمیشہ دین خود را اخفا فرمودند ودر پردہ دین مخالفین

گزرا نیدند اور جناب علم الہدیٰ سے محی الدین کو جنکی ذات جامع خیر و برکات سے نے مخالفون کی دہجیان اُڑا دین اور لوائے شریعت و تبعیت احکام خدا و رسولؐ اقصائے و اکناف عالم مین بلند کردیا وہ جناب امیرؑ کی نسبت ایسا فرمائین کہ دین خود اخفا و در پردہ دین مخالفین لاَ وَاللّٰہ لا یہہ قول اُنکا نہین ہے بلکہ کسی متعصب ناصبی کا ہی۔

اور ہمیشہ کے لفظ نے اور بھی اس قول کو رد کردیا کیونکہ ہمیشہ کا اطلاق روز ولادت سے آخر دم حیات تک ہوتا ہے پس ایسا کلمہ بجز کور باطنون کے اور کون کہہ سکتا ہے۔

حضرت علیؑ نے نہ کبھی اپنا دین اخفا کیا نہ پردہ دین مخالفین مین رہے صریح کذب و بہتان نہ اُن کے شیعہ بلکی صفات۔ دیکھو آپنے ابتدا سے انتہا تک اپنے کو مستحق خلافت غیرون کو غاصب و خائن فرمایا اور سیرت شیخین اختیار کرنی ہرگز قبول نہ کی جس پر عثمان کو خلافت ملگئی اور آپ صابر و شاکر رہے سیرت شیخین دین مین داخل نہ تھی ورنہ اُس کے منظور کرنے مین کیا قباحت تھی مگر آپنے صاف جواب دیا کہ یہہ مجھسے نہوگا حضرت ابوذر نے بلا تقیہ ابو طلحہ سے صاف کہدیا کہ تمسک بکتاب اللّٰہ و بعلیؑ ابن ابیطالب شو۔ ایسا ہی شام مین جب تک آپ رہے دین خدا ظاہر کرتے رہے جس پر معاویہ نے عثمان کو شکایت لکھی کہ ابوذر میری حکومت مین خلل انداز ہوتے ہین اور عثمان نے بکمال شد اید و تکلیف مدینہ مین بلا کر جلا وطن کی سزا دی ایسا ہی عمار یاسرؓ و مالک اشتر وغیرہ نے دین حق کے اظہار مین عثمان کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائین اُٹھائین۔

خود حضرت علیؑ نے خلافت خصوصہ مین بارہا معاملات دینی مین اصلاح فرمائی جیسا مزائے سوت جیسے عمر خطاب نے خلاف شریعت حد جاری ہونے کو حکم دیا مگر آپنے رد کردیا اور سزا نہونے دی جس پر لو لا علیؑ لہلک عمر مشہور دنیا وی سے کہا گیا وغیرہ وغیرہ۔

پس اسے دین ظاہر کرنا کہتے ہیں یا اخفا فرمودند کہیں گے۔

بہرکیف حضرت علیؑ و اُن کے شیعہ بلکہ خصال ہمیشہ و ہر حال میں اپنا دین اپنا ایمان اپنے خدا و رسولؐ کے احکام علی الاعلان ظاہر کر کے گمراہوں کو دین حق کی طرف بلاتے رہے ایسا ہی جملہ آئمہ معصومین و اُن کے شیعہ والاصفات کبھی کسی حال و قال میں ان حضرات نے دین کو اخفا نہیں کیا۔ دیکھو دین پناہی و شریعت محمدیؐ کی آبرو بچائی آسے کہتے ہیں کہ حضرت خامس آل عبا روحی له الفدا نے ع بیجان ہو کے دین نبیؐ کو جلا لیا ۵

سر داد ندادست بر دست یزید حقا کہ لوائے دین پناہست حسینؑ

انہیں حضرات کے دین حق و شریعت مطلق جاری کرنے سے اسلام حقیقی محفوظ و مامون رہا اور روز بہ ترقی کر کے آج تمام دنیا میں مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہے ہزاروں کالی گھٹا نشانیوں کی اٹھیں مگر دھواں دھار ہو ئیں و اس کی تابندگی و درخشندگی بڑھتی رہی الہم زد فزد۔

گیارہواں فقرہ۔ ایسی عبارت مکذوبہ و مصنوعہ پر جوہر صاحب نے اپنی کو ذکر لکھا ہے کہ بقول علامہ حلی الجبان لا یستحق الامامۃ جناب امیر مستحق خلافت مطلق نہ تھے۔

تم منتشر الحواس آدمی ہو کبھی فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق تھے کبھی مستحق خلافت مطلق نہ تھے کبھی کچھ کبھی ایک رنگ پر قائم رہتے تو مناسب تھا۔

اب ہم سے سنئیے جبن کسے کہتے ہیں۔ نامرد بے ہمت سحر کہ مرد آزما سے منھ پھیرنے والا صف جنگ کو پشت دینے والا کڑی پڑنے پر نوک دم بھاگ نکلنے والا۔

علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا ہو وہ مستحق امامت و خلافت کا نہیں آپ کو خدا کی قسم اور اپنے عمر عزیز کی سوگند سچ کہیے کہ آپ کے خلفائے ثلثہ جنگ احد

صفین یا خیبر سے بھاگے تھے۔

ابوبکر کو ابن ربیعہ وغیرہ نے صحن کعب بن مالک کے عہد سے تمام منہ سوچ گیا تھا مگر خیبر تو ابتدائی حالت تھی اسے جانے دو۔ آپکے خلفا نے سوائے اپنے باپ قبیح پر تلوار اٹھانے کے کسی معرکہ میں دوسرے کے مدمقابل ہو کر اسے قتل کیا یا زخمی کیا یا دور ہی سے للکارا۔ یا خود اس کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور نوبت بہ علاج جراح پہونچی۔ تم نے بھی ابوبکر و عمر کے فتوحات کا خلاصہ لکھا ہے کسی معرکہ میں خود سردار لشکر ہو کر گئے اور خود لڑے یا خالد وغیرہ کے برتے پر تاتا پانی۔

آنحضرت کے وقت میں ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا بمقابلہ ابوسفیان بعد جنگ احد اور غزوہ کراع الغمیم اور خیبر و بنی کلاب و قوم بنی فزارہ اور وادی الرمل میں جو تم نے لکھا ہے یہ روایتیں اہل سنت کی ہیں اور خیر ہو فرضا گئے بھی مگر کسی سے مقابل ہونا اور ان کے ہاتھ سے کسی کافر کا مارا جانا ظاہر نہیں ہوتا لشکر کے ساتھ رہے ہونگے کلام تو مارنے مرنے پر ہے۔ ایک امیری حج کی آپ نے اور لکھی ہے اور سورہ برات کا قصہ بھول گئے ہو وہ ہم سے سنو۔ آنحضرت نے سورہ برات ابوبکر کو دے کر کعبہ کو روانہ کیا بایں غرض کہ لوگوں کو سنادو ابوبکر کعبہ کی جانب چلے جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم خدا پہونچایا کہ خدا کے احکام تم اپنی ذات سے پہونچاؤ یا علیؑ جو تمہارا نائب برحق ہے۔ غیر شخص ایسے احکام پہونچانے کا مجاز نہیں۔ آنحضرت نے فوراً حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم جا کر ابوبکر سے سورہ برات لے لو اور بہ نفس نفیس احکام خدا کی تبلیغ کرو چنانچہ آپ نے راہ میں سورہ کریمہ ابوبکر سے لے لیا اور خود امیر حج ہو کر کعبہ میں پہونچے اور تبلیغ رسالت کی۔ ابوبکر اگر آپ کے ساتھ رہے ہوں تو باشد مطلب تو سورہ براءت کی تبلیغ

کا تھا سو وہ منصب حضرت علیؑ کو ملا ہی تو ہم کہتے ہین کہ تم صرف اپنے مطلب کے لائق عبارت لے لیتے ہو اور اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہو۔

اب اس روایت مین ابوبکر کی امیری کہان ہے۔ ایسا ہی جابجا کی سرداری لشکر تم نے کتر بیونت کر ابوبکر پر جامہ امیری راست کر دیا ہے ورنہ وہ بیچارے نہ کبھی لشکر کے امیر ہوئے نہ کبھی سے انکو لڑنے بھڑنے کا موقع ہوا خیبر مین البتہ آپ نے نشان دیکے افسر بھیجا تھا سو اس کا حال سن ہی چکے کہ بے نیل مرام زیر قلعہ سے بھاگ آئے بھاگنے کا ثبوت آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ کرار ہوگا نہ فرار یعنی بھاگنے والا پس بھاگنے کے لیے یہہ فقرہ مصدقہ مخبر صادق کافی ہے کہ جیسا اور لوگ نشان لے کر بھاگ آئے ویسا وہ نہ ہوگا جسے کل نشان ملے گا۔ اس فرار مین عمر خطاب بھی دوسرے نمبر پر ہین جیسا استحقاق خلافت۔ حنین کا فرار قرآن مجید سے ثابت ہے اور خود قول عمر خطاب بسند صحیح بخاری و مسلم بزکوہی کی مانند اچھلنا کودنا۔ حنین کا فرار بعد بیعت تحت شجرہ غرضکہ ع تن ہمہ داغدار شد پنبہ کجا کجا نہم۔

پس علامہ حلی نے ان فرار ہائے مکرر آزما سے و نیز دیگر واقعات تاریخی سے جن کی تحریر مین تہذیب مانع ہے خلفا کو جبن فرمایا ہے اور لائق امامت و خلافت نہین سمجھا آپ کو جناب امیرؑ پر غیظ آ گیا اور ایک روایت صریح موضوعی و بے ربط و خبط لکھ کر جبن قرار دیدیا۔ خیر اگر اُس روایت کو ہم مان بھی لین تو اس سے بھی او صاف جبن کہان نکلتے ہین بجز اسکے مثل مومن آل فرعون جس کی صداقت قرآن سے ہوتی ہے یکتم ایمانہ اپنا ایمان دشمنون کے خوف و غلبہ سے چھپاتے تھے مگر جبن کا اطلاق تو اُسی حالت مین صادق آئے گا کہ مثل خلفاء ثلثہ رسول اللہؐ کو معرکہ جنگ مین چھوڑین اور بھاگ کر اپنی جان بچائین۔

اگر مغلوبی و محکومی اُمرائے بد باعث ہجین تم سمجھتے ہو تو ابتدائے آدم تا خاتم جملہ انبیائے مرسل نعوذ باللہ من ذالک اس الزام سے بری نہین بلکہ حضرت علیؑ کی مغلوبی و محکومی و توہین و تحقیر سے اُن کی مغلوبی و محکومی توہین و تحقیر و تذلیل و ظلم و جور کفار بہت ہی زیادہ ہے ع جو صاحب وہ الہین وہ ہین سوروبلا آپ جوہر صاحب نے حدیث ثقلین مشہورہ و معروفہ لکھ کر تمسک بہ قرآن مجید و عترت رسولؐ رب وحید کی نسبت بہ اہل سنت دعویٰ کہ بجز فرقہ ناجیہ اہل سنت اِن دونون جلیل القدر کی متابعت احکام دینی و شرعی مین ہرگز نہین کرتے اور مخالف کتاب اللہ و عترت ہین چنانچہ جناب میرزن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہم تحریر بحوالہ الصوارم لکھتے ہین درباره عدم تمسک قرآن گویند تغیر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بہ لفظے آخر مثلاً اینکہ گفتہ شود بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ بوده لکن بعضے از اعدائے اہل بیت آنرا تبدیل نموده اند مگر وجہ اول بعید است پس یہانتک جناب موصوف کی عبارت تحریر کرکے اب اپنی چرب بیانی سے لفظ امۃ غلط ہے بلکہ صحیح ائمۃ ہے اور خاص صاحب جتہادون سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ درحقیقت قرآن ناقص ہے پس شیعون کو دعوے تمسک قرآن کرنا محض اُن کے اُصول کے مخالف ہی لکھتے چلے جاتے ہین۔ نہ روایت کا نتیجہ لکھتے ہین نہ آغاز نہ انجام جناب ممدوح فرماتے ہین تغیر در قرآن چار چیزون مین ہے ایک تبدیل الفاظ مثلاً کہا جاوے بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ تھا لیکن بعض دشمنون نے تبدیل کردیا مگر وجہ اول بعید ہے یعنے نادرست پس کیونکر ظاہر ہوا کہ جناب موصوف نے نقصان قرآن تسلیم کرلیا جبکہ وجہ اول بعید است کا فقرہ موجود ہے یہ تو تحریر کا طریقہ ہی ہے کہ فلان فلان باتین معلوم ہوتی ہین مگر وجہ اول درست نہین وجہ ثانی قرین قیاس ہے۔ اگر تم سچے تھے تو

پوری روایت اور چارون چیزون کی تفصیل پر جناب موصوف کی رائے لکہتے تو معلوم ہوتا آپ کے نزدیک کیا درست ہو کیا نادرست پس جبکہ تم نے روایت لکہنے مین خیانت کی ہے اور جناب موصوف کا فیصلہ آخر نہین لکہا تو کسی طرح ثابت نہین ہو سکتا کہ قرآن ناقص ہے اور شیعہ متمسک بہ قرآن نہین صاف تمہاری بناوٹ اور عوام کو دہوکا دینا ہے۔ شیعہ ایسی بے سر و پا باتون کا جواب دینا تضیع اوقات سمجھتے ہین کیونکہ جب سوال کا سر ہی بہ نہ دارد ہے تو جواب کیا دیا جاوے۔ اب اگر پوری روایت و فیصلہ آخر لکہوگے تو جواب مل جائے گا۔ قرآن کی مخالفت و منافقت اُس کی تعظیم و توقیر کا حال جو اہل سنت کے پیشوائے دین نے کیا ہے اسکا مختصر سا حال ہم پہلے لکہ چکے ہین اُسے دیکہو اور دعوائے تمسک قرآن سے باز آؤ۔

اس زمانہ کا حال سنو جوہر الایقان فی حفظ الایمان مصنفہ مولانا یعنی حکیم عبد الکریم دہلوی سنی المذہب کے شروع دیباچہ مین لکہا ہے چونکہ سلطنت اسلامیہ نہ رہی اس لئیے بعض لوگون نے موقع پاکر باغوائے شیطان عقائد مذہب باطلہ خوارج و نواصب و نجدیہ کہ اہانت صلحا و انبیا انکا شعار ہے تقریر پلٹ کر بصورت دیگر ظاہر کی کہ عوام کو تمہید ہو کر گیا جوہر صاحب آپ بہی اُنہین مین سے ہین) شدہ شدہ ایک فریق کا عقیدہ ہے موافق ان مذاہب باطلہ کے ہو کر گمراہ ہو گئے اور اُسی عین توحید اور اتباع سنت جاننے لگے۔ اور علم دین یہان سے گم ہو گیا۔ مدار وعظ کا ترجمہ اُردو بعض حدیث اور آیات قرآن اور چند مسائل فقہ پر رہ گیا انکو یہہ خبر نہین کہ اہل سنت کے نزدیک اس آیت و حدیث کے کیا معنے ہین اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجہے ہین اور ہم عقیدہ کن لوگون کا اختیار کرتے ہین آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہین۔

اکثر واعظین اس زمانہ کا یہ حال ہے کہ اردو بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے اگر پوچھو تو فرائض و سنن نماز اور وضو بھی بیان نہیں کر سکتے آیات ناسخ و منسوخ کا تو کیا ذکر ہے مگر دیہات میں وعظ کہتے پھرتے ہیں اور نشان ان کے دروغ گوئی و غلط بیانی کا یہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑھ کر اپنے قیاس و اجتہاد سے جو منہ میں آیا اور جی چاہا گھڑ ڈالتے ہیں حوالہ کسی تفسیر کا نہیں دیتے کہ فلان تفسیر میں اس آیت کے یہ معنے لکھے ہیں یا فلان مجتہد نے اس حدیث سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے تاکہ صحت اس کی معلوم ہو پس خدا پناہ میں رکھے ایسے مذاہب اور وعظ سے کہ جس سے حلال خدا حرام اور عبادت خدا ضلالت ہو۔ غرض یہ طریقہ وعظ کا نسل پیرزادوں کے معاش کا ذریعہ مقرر کر لیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا نذرانہ دے وعظ کہتے ہیں اپنی استعداد کو نہیں دیکھتے ہم کیسے ہیں مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے ہیں کہاں سے کہاں بہک جاتے ہیں غرض اصلی دعوت کھانے اور نذرانہ لینے سے ہے الحاصل اس زمانہ کے واعظوں نے اپنی معاش طلب کرنے کو وعظ کا ذریعہ نکال لیا ہے اور بعض نے مسجد یا مدرسوں میں بیٹھ کر فتوے لکھنے کا پیشہ ذریعہ معاش ٹھہرا لیا ہے اور مال زکوٰۃ و خیرات باوجود قدرت حصول معاش اپنے کسب و محنت سے کھاتے ہیں۔

اور یہ نہیں جانتے طلب حلال فرض ہے اور آیات الٰہی کو اس ثمن قلیل دنیا پر بیچنا حرام ہے اور داخل ہوتے ہیں اس آیہ کریمہ کے حکم میں ویشترون بآیات اللہ ثمنا قلیلا ۵۔

ان سب سے حافظوں کا گروہ زیادہ ہے جہاں ماہ رمضان قریب آیا ٹڈی دل

مثل پڑا کوئی شہر کوئی قریہ کوئی مقام ایسا نہ ہوگا جہان ہم لوگ نہ پہونچین دو چار مسلمان برائے نام جمع ہوگئے اور تراویح شروع ہوگئی جیسے ختم زیادہ ہونگے حافظ جی کو نذرانہ زیادہ ملیگا بعد افطار جو تراویح پر تل گئے تو ایک رکعت مین دو تین پارہ آئین بائین شائین سے اڑتے نہ تلفظ نہ قرات نہ مخارج غرکین رانڈ کا چرخہ سا چلا جاتا ہے لوگ پیچھے کھڑے کوس رہے ہین کہ خدا حافظ کو موت دے کوئی گرا کوئی بیٹھ گیا کوئی نیت توڑ کر چلا گیا کیسے روزہ کیسے تراویح بہرکیف حافظ جی سال بھر کی روزی حاصل کرکے اپنے گھر آئے اور اگلے رمضان میں چھاپہ مارنے کی فکر ہوئی پس اگر اس کو تمسک کتاب اللہ کہو تو ہم تصدیق کرتے ہین ورنہ اسپر عمل لا واللہ لا جب قرآن مین مخالفت اور طریقہ رسول اللہ مین منافقت ہی ہوگئی تو اُسی مخالفت و منافقت پر عمل ہوا نہ اصلی کتاب اللہ پر۔ رہا تمسک بہ عترت رسول اللہ ﷺ این خیال است و محال است و جنون۔ عترت رسولؐ کی توہین انکا قتل قمع ان کی غارتگری اُن کی اسیری اُن کی توہین اُن کی تذلیل اُنپر ظلم و جور انکی تباہی و بربادی اُنپر دروازہ کا گرانا ان کے گھر جلانے کو آگ جمع کرنا صدہا سال تک اُنپر سب و شتم کرنا۔ غصب خلافت غصب فدک اب تک انکو مستحق امامت نہ سمجھنا انکو جھٹلانا انکو دین سے خارج کرنا انکو بھرا بھلا کہنا وغیرہ وغیرہ خشت از بام سے ابتدا سے آج تک۔

اہل سنت کی تمام کتابین اور تاریخین و روایتین و حدیثین پکار پکار کر شہادت دے رہی ہین ہم کس کس کا نام لین تم اپنے رسالہ اسرار الہدیٰ ہی کو دیکھ لو دور کیون جاؤ تمسک عترت کا حال معلوم ہوجائے گا۔

جوہر صاحب کہتے ہیں شیعہ بعض عترت رسول اللہ کو چنین و چنان کہتے ہیں اور اُن کو نہیں مانتے ہیں۔

ایک قول جناب امیرؑ کا لکھا جاتا ہے اُس کے مضمون پر ناظرین خوب غور کریں اور دیکھیں کہ جوہر کی دیانت و امانت و خیانت کا کیا حال ہے علامہ طبرسی نے جناب امیرؑ سے کتاب احتجاج مطبوعہ بمبئی میں یہ روایت کی ہے ذھبت ملوکات اعتضد بھم علی دین اللہ من اھلبیتی و بقیت من الحاضرین قریبۃ العھد بالجاھلیۃ عقیلؓ و عباسؓ آپ نے یہ لکھے ہیں یعنے وہ لوگ میرے آل بیت کے جاتے رہے جن کی قوت کا خدا کے دین میں مجھکو بھروسہ تھا اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے باقی رہے ہیں وہ عقیل و عباس ہیں انتھےٰ۔

اب دیکھئے خوار و ذلیل کا ترجمہ کن عربی الفاظ کا ہے۔ معنے تو یہ ہیں کہ وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جنسے دین خدا میں مدد ملنے کی امید تھی اور باقی رہے حاضرین میں سے جو ایام جاہلیت سے قریب تھے عقیل و عباس۔ خوار و ذلیل اس عبارت میں کہاں ہے۔ من الحاضرین جو حاضر ہیں۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اسپر بھی اگر جوہر صاحب کا کوئی اعتبار کرے تو اُس کی برابر دنیا میں احمق نہ ہوگا۔

جناب امیرؑ کا فرمان فیض ترجمان بجا ہے یعنے اگر حضرت امیر حمزہ و جعفر طیار وغیرہ اس زمانہ میں بقید حیات ہوتے تو زید و بکر کو خلافت نہ ملتی اور غصب فدک نہ ہوتا وہ جرار غیر فرار دین خدا میں میری اعانت کرتے اور مدعیان خلافت کو دہتا بتاتے مگر مجبور کہ صرف عقیل و عباس باقی ہیں وہ اُن ایسے مدد و اعانت نہیں کر سکتے اِن دو شیر بیشہ شجاعت

شناعت وضلالت کے حالات تاریخی دیکھو کہ ترقی دین خدا مین کیا کیا کارنمایان انسے ظاہر ہوئی
ابوجہل سے سردار قوم و سرکش کی مونچھین اکھاڑ لین جبکہ وہ آنحضرت کو ناسزا کہہ رہا تھا اور
جنگ بدر واحد مین جانبازیان وسرفروشیان - بادشاہ حبش کے روبرو خدا کی وحدانیت
ورسول اللہ کی رسالت مین خوش بیانیان جو تقریر تاریخ اسلام مین بےنظیر شمار کی جاتی ہے
پس ایسے اہل بیت کے نہ موجود ہونے کا حضرت کو افسوس رہا - اب جوہر صاحب لکھتے ہین
اولاد عباس کی نسبت حیات القلوب مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
ایسے کلمات واہیات لکھے ہین جنکے تحریر کرنے سے روح کانپتی ہے - تمہاری روح کانپا
کرے یہی تو مشکل ہے کہ نیک وبد ظالم ومظلوم عاصی ومعصوم کو تم برابر سمجھتے ہو سب دہان
بارہ پنسیری جسکے جیسے اعمال ہونگے دنیا مین اچھا وبرا عاقبت مین جزا وسزا - خلفائے عباسیہ
کا حال تاریخون مین دیکھو انہون نے ائمہ معصومین آل طٰہٰ ولیٰسین ان کی اولاد امجاد کے ساتھ
کیسی بدسلوکیان کیسے ظلم کیسے شدائد کیے ہین ان کے عہد مین کسی امام معصوم نے
چین نہ پایا بےخانمان ہوئے قید رہے زہر سے شہید کیے گئے انکی آل واولاد زندہ
دیوارون مین چُنا دیئے گئے لاکھون سادات علوی وفاطمی قتل ہوئے - بغداد مین نشان
اس دیوار کا اب تک موجود ہے جس مین ہزارون لاکھون بےگناہ ومظلوم بلاسبب زندہ
چن دئے گئے پس ایسی ظالم قوم کو گو وہ عباسی ہون یا علوی کیونکر ممدوح تصور ہوگی
شیعہ ان کو قیامت تک برا کہین گے تم اپنی اپنی روح کو سنبھالے رہو -

اب جوہر صاحب نے بہت سے نام علوی وفاطمی کے لکھ کر حوالہ کتاب الانساب وتاریخ
السادات واصول کلینی کا دیا ہے جن کو شیعہ برا کہتے ہین -

بیشک جو خلاف دوازدہ امام علیہم السلام مقبولہ مذہب حقہ اثنا عشریہ دعوے امامت در فا

کرے انکو امام نہ سمجھے انپر خرچ نہ کرے اُن کے دشمنون سے ملے اُن کو بُرا کہے وہ ضرور حرامزادہ ہے کسی خاندان کا ہو دیکھو ۵

پسر نوح با بدان بنشست ۔ خاندان نبوتش گم شد

یہہ تو نوح نبی اللہ کا لڑکا تھا انجام کیا ہوا پہچانیگا امام زادہ ۔

اب جوہر صاحب نے بکمال سفاہت و شقاوت مرثیہ گویون کی ہجو مین تو ایجاد ایک نقل لکھی ہے اور اپنے مشرب بھانڈون پر گوے سبقت لیگئے ہین وہو ہذا یہہ بات تو ظاہر ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہے کہ اہانت اہل بیت سے خالی ہو۔

لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان دبیر و انیس کے اپنے زمانہ مین انگشت نما تھے بلکہ فصاحت و بلاغت مین مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا۔ ایک روز طبیعت جو زور پر آئی چند بند دلپسند قلمبند کرکے کسی امیر کی خدمت مین لے گیا اور بعد مجرا بجالانے کے فخریہ عرض کی کہ قبلہ حضور کی تفریح طبع کے لیئے ایک نئی بندش کا مرثیہ لکھکر لایا ہون قسم حضرت عباس علمبردار کی طفیل سوے مشکلکشا علی اہانت اہل بیت رسول اللہ و مصائب جگر گوشگان رسول اللہ کا وہ جدید مضمون تحریر کیا ہے جس کو سنکر چشم بتان گریان و دل ماہ مہربان امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ ببرکت امام ضامن نامہربان اچھا ہے امیر نے دریافت کیا کہ آپکی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہے جواب نہ دیا پھر ہمشیرہ پارسا کا مزاج پوچھا۔ مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کے مزاج پوچھنے پر کہنے لگا کہ قسم ذو الفقار حیدر کرار اگر اسدم میرے پاس تلوار ہوتی تو تیرا سر دہڑ سے الگ کر دیتا کیا کرون جناب امیر کی طرح مجبور ہون سوائے سکوت کچھ نہین کرسکتا۔ امیر نے کہا آپ تو صرف ہمشیرہ و والدہ و دختر کے الفاظ سنکر لڑنے پر تیار ہوگئے حالانکہ انکا نام مین نے

نہیں لیا۔ آپ یہہ تو فرمائے کہ جس وقت آپ لوگ بر سر منبر بیٹھ کر اہلبیت رسول اللہ کے اسمائے مبارک سے کر توہین کرتے ہو اُسوقت روح پرفتوح رسالتمآب کس قدر تم سے بیزار ہوتی ہوگی نفرین ایسے مشرب پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے انتہٰی۔

جواب۔ لعنت خدا و جمیع ملائکہ و انبیائے مرسل و مخلوق انس و جن و وحش و طیور وغیرہ اُس قوم و ملت پر جس نے آل بیت اطہار رسول مختار کو شہید کیا اُن کی عترت اور رسول اللہ کی نواسیون کو سر و پا برہنہ کربلا سے کوفہ کوفے سے شام اسیر کر کے لیگئے اُن کی توہین و تحقیر و تذلیل مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ نواسہ رسول اللہ کا سر مبارک ولد الزنا فاسق و فاجر بدترین بنی آدم کے دربار مین پیش کیا۔ اُس مردود ازلی و لعین ابدی نے لب و دندان مبارک پر چھڑی ماری اور استہزا کیا جس نے رسول اللہ کے خویش و بھائی و وصی و خلیفہ بلا فصل پر لعن و تبرا جائز رکھا اُس کی اولاد و پیروان نے اس فعل کو مستحسن خیال کیا اُسپر عامل ہوئے۔ خود رسول اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کیا نبوت برحق مین شک کیا غصب خلافت و فدک کیا رسول کے جگر پارہ و نور نظر کو ایذائین دین اُن کے پہلوئے مبارک پر دروازہ گرایا جس سے طفل شکم سقط ہوگیا اُن کے گھر جلانے کا ارادہ کیا خلیفہ برحق سے جنگ و جدال کیا اُن کے گلوئے مبارک مین رسی ڈالکر بیعت کے لیئے کھینچا تثبت یداہا تا ہر امام معصوم کو ظلم و جور سے مجبور کیا انکو زہر دیا انکو قید کیا وغیرہ وغیرہ ع ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردند

مین ایک نصارا سے یون ازرہ نادانی پوچھا کہ مسلمان ہے بولا یہ وہ نصرانی

عیسےٰ کے نواسے کو گر عید کی قربانی کرتے تو ہمین پھبتا دعویٰ مسلمانی

لعنت خدا ایسے اسلام و دین و ایمان پر۔ یہہ واقعات و حالات بشرح و بفصل اہلسنت کی کتابون مین لکھے ہین تو بقول جوہر نجم فہم لکھنے والے نقل کرنے والے وعظ وغیرہ بر سر عام سنانے والے سب کے سب نفرین کے مستحق ہونگے بلکہ تمام قوم لعنت کی سزاوار ہوگی۔

مرثیون مین بھی حالات ہوتے ہین جو کتابون مین درج ہین انہین روایتون کو نظم مین بیان کیا جاتا ہے لوگ اسے سنکر روتے ہین اور ثواب دارین حاصل کرتے ہین۔ اہل سنت بھی مجلس وعظ و میلاد مین یہہ تمام واقعات جور و ظلم کفار اشرار و صبر و شکر عترت رسول مختار پڑھتے اور سناتے ہین مگر چونکہ جوہر کے اسلاف آبا و اجداد کی قلعی کھلتی ہے اور لوگ ان مظالم و شدائد جانکاہ دلسوز رنج افزا کو جو شاہان نا ہنجار بد تر از کفار نے خاصان خدا و برگزیدگان دوسرا پر کئے ہین سنکر شب و روز قوم ظالم پر لعنت و ملامت کیا کرتے ہین اس لئے آپ کا دل کڑہتا ہے۔

انبیا کے رسل کی ازواج مطہرہ و دختران نیک اختر کا نام کتابون مین مرقوم ہے بلکہ کتاب الدین بھی۔ تو پھر نام لینے مین کیا قباحت دیکھو قصص الانبیا۔ حضرت حوا ام البشر کو شیطان نے ورغلانا انھون نے حضرت آدم ابو البشر کو گندم کھانے پر مجبور کیا۔ قابیل نے اقلیما اپنی بہن کے ساتھ نکاح کی خواہش کی اور ہابیل کو مار ڈالا حضرت ابرہیم کو خواہش اولاد ہوئی حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو صحبت ابراہیم کی اجازت دی تب ہاجرہ نے شرف صحبت حاصل کیا جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے حضرت سارہ کو رشک ہوا اور کہا کہ ہاجرہ کو معہ اس کے لڑکے کے بیابان لق و دق مین ڈال آؤ۔ حضرت لوط

نے اپنی لڑکیون کو کفار کے روبرو پیش کیا بغرض حفاظت مہمان خود۔ حضرت یوسف کی ہمشیرہ معظمہ دینا با حالت پریشان دور تک اپنے بھائی کے پیچھے روتی پیٹتی چلی گئین اور آہ وزاری کرتی رہین۔ بی بی رحمت زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اُس حالت مین کہ حضرت کو بستی والون نے نکالدیا جبکہ آپکے تمام بدن مین کیڑے پڑگئے اپنے خاوند کی تیمارداری مین مزدوری کرکے انکو کھلایا روز آپ مزدوری کیا کرتین شیطان ملعون سر راہ کھڑا ہوکر انکو بہکاتا اور کہتا کہ تو ایسے شخص کو ترک کرجس پر غضب الہی کی نظر ہے اگر تو میرا کہنا قبول کرے تو تیرا نکاح سردار مصر سے کردون۔ مگر آپ نہ سنتین۔ ایک روز شیطان بہ لباس حکیم اُن سے ملا اور کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شربت انگور ہے بجز اس علاج کے شفا نہ ہوگی آپ نے مزدوری کرکے دونون چیزین بہم پہونچائین۔ اور حضرت ایوب کے پاس لاکر حکیم کی تشخیص بیان کی حضرت ایوب نے فرمایا وہ ابلیس ہے اُس کے فریب مین مت آ۔ ایک روز مزدوری نہ ملی ملعون ابلیس نے کہا اگر تو اپنے سر کے بال مجھے دے تو اُس کی قیمت دیتا ہون آپ نے سر کے بال کاٹ دیئے اور قیمت سے کھانا بہم پہونچایا۔ حضرت شعیب کی لڑکیان بکری چرایا کرتین۔ حضرت موسےٰ نے کنوئین سے پانی نکال کر بکریون کو پلایا جو باعث رسائی حضرت شعیب تک ہوا اور بی بی صفورا سے حضرت موسےٰ کا نکاح ہوا۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے حضرت موسےٰ کی پرورش کی۔ بلقیس کا حال حضرت سلیمان کے عہد مین۔ حضرت مریم کا حمل حضرت ذکریا کے قتل ہونے کا سبب ہوا کیفیت حمل کی یون ہے کہ ایک روز حضرت مریم اپنی خالا کے گھر غسل حیض کرنے گئین اور چاہتی تھین غسل کرین جبرئیل ایک بے ریش جوان خوبرو کی صورت مین ظاہر ہوئے حضرت مریم کو اضطراب ہوا جبرئیل

نے تسلی دی اور کہا کہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا بخشنے آیا ہوں حضرت مریمؑ نے
کہا کہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں میرے بیٹا کیونکر ہوگا۔ جبریلؑ نے
کہا خدا ہر چیز پر قادر ہے بعد ازاں جبریلؑ نے مریمؑ کے جیب و گریبان میں حضرت
عیسیٰؑ کی روح پھونک دی اور حضرت مریمؑ حاملہ ہوگئیں۔ یوسفؑ نجار برادر یا ماموں
زاد نے حمل کے اسباب پوچھے حضرت مریمؑ نے خدا کی قدرت کاملہ بیان کی۔ مریمؑ
یوسف نجار کے ساتھ برہبری جبرئیلؑ بیت المقدس کی طرف چلیں ایک گاؤں کے
قریب تھک کر بیٹھ گئیں اور فرمایا ای کاش میں اس حال سے پہلے ہی مرجاتی اور نسیاً منسیا
ہوجاتی۔

حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے بنی اسرائیل پیچھے آئے جب حضرت مریم کے قریب پہنچے اور
لڑکا نوزائیدہ دیکھا کہا یہ کیا کار بد تو نے کیا تیری ماں بھی تو بدکار نہ تھی پھر حضرت عیسیٰ نے
اپنے معجزہ سے اُن کو ساکت کیا۔

اب ان واقعات کو کون احمق کہے گا کہ توہین و تحقیر ہیں جیسا حال گزرا ہے بجنسہ کتابوں میں
درج کیا گیا اور ہمیشہ پڑھاتے ہیں۔

ایک لطیفہ سنیے کہ مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید بوجہ
دلدادہ شراب اور تعشق و محبت اپنی خواہر عباسہ و جعفر بن یحییٰ برمکی وزیر کے چاہتا تھا کہ
جلسہ شراب میں ان سب کا مجمع رہے لیکن بخیال پردہ شرعی سے رنگ اُس محفل کا نہیں
جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا وزیر جعفر برمکی کے ساتھ عقد کر دیا باین شرط کہ صرف شریک
جلسہ شراب رہا کریں دونوں میں تخلیہ نہ ہونے پائے جعفر وزیر تو بخوف خلیفہ بچتا رہا مگر عباسہ
کی فریفتگی اپنے شوہر پر بڑھتی گئی۔ تا اینکہ بحیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوئی

اور حاملہ ہوگئی یہی وجہ تباہی خاندان برامکہ ہوئی

عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسولؐ خدا کی ازواج کے دو گروہ تھے ایک میں عائشہ حفصہ صفیہ سودہ تھیں دوسرے میں اُمّ سلمہ اور سب بی بیان۔ مسلمانوں کو معلوم تھا رسولؐ خدا سب سے زائد عائشہ سے محبت رکھتے ہیں جب کوئی تحفہ یا ہدیہ رسولؐ خدا کے لیے بھیجتے تو عائشہ کی باری کے دن۔ اور اُس دن کا انتظار کرتے۔ دیگر ازواج نے اُم سلمہ سے کہا آپ رسولؐ خدا سے ظاہر کیجیے انہوں نے عرض حال کے غرض مکرر سہ پر رسولؐ خدا نے فرمایا اے اُم سلمہ عائشہ کے باب میں مجھے ایذا مت دو کیونکہ سوائے عائشہ کے اور کسی بی بی کے لحاف وغیرہ میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ یعنی عائشہ کے بچھونے پر وحی خدا کا نزول منحصر ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے بھی عورتوں کے کہنے سے رسولؐ خدا سے عرض کی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ زینب بنت جحش آئیں اور بہت سختی سے کہا کہ آپ کی بی بیاں ابوبکر کی بیٹی کے باب میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے انصاف طلب ہیں یہ کہکر زینب بہت ہی بگڑیں اور عائشہ کے پیچھے پڑ گئیں اور بُری بُری باتیں سنائیں رسولؐ خدا عائشہ کو دیکھ رہے تھے عائشہ نے وہ کلام کیے کہ زینب کو خاموش کر دیا رسولؐ خدا نے فرمایا کیوں نہ ہو یہ ہے نہ ابوبکر کی بیٹی۔ ترمذی میں ابوموسےٰ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگوں پر کوئی مشکل حدیث آپڑتی تو عائشہ سے پوچھتے تو اُن کے پاس اُس کا ایک علم ہوتا معلوم نہیں شورہ خلافت میں کیوں نہ پوچھا گیا۔ مسلم میں عائشہ سے روایت ہے رسولؐ خدا نے عائشہ سے فرمایا تو مجھے تین روز تک برابر خواب میں دکھائی گئی۔ تیری تصویر کو فرشتہ ایک ریشمی حریر کے ٹکڑے پر لاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو یہ تمہاری بی بی ہے میں نے جو تیرے منہ سے کپڑا کھولا تو تو ہی تھی۔

معاذ اللہ خدا فوٹوگرافر تھا کہ تصویرین بنا کر اپنے انبیا کے پاس بھیجا کرتا۔ ترمذی مین موسیٰ
بن طلحہ سے روایت ہے مین نے عالیشہ سے زیادہ فصیح کسی کو نہین دیکھا۔ کیا رسول اللہ
کو بھی نہین اور قرآن کو بھی نہین۔ بخاری مین عالیشہ سے روایت ہے مجھسے رسول خدا
نے فرمایا اے عالیشہ یہہ تجھے جبریل سلام کرتے ہین مین نے کہا انہیر ابھی سلام مگر مین
نہین دیکھتی۔ حضرت جبریل کو لازم تھا روبرو ہوکر مجرا و کورنش بجالاتے۔ بخاری مین
ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے رسول خدا نے فرمایا مردون مین بہت لوگ
کامل گزرے ہین اور عورتون مین مریم و آسیہ کے سوا کوئی کامل نہین ہوا۔ عالیشہ کی
فضیلت تمام عورتون پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانون پر۔ ابتو مریم و
آسیہ پر بھی کمال حاصل ہوگیا۔ بخاری مین ہشام سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے کہتے
ہین کہ رسول خدا اپنی بیماری کی حالت مین اپنی ازواج مین پھرتے اور فرماتے مین کل
کہان رہونگا مین کل کہان رہونگا اس کہنے سے آپکی غرض یہہ تھی کہ عالیشہ کے
گھر ہون۔ معاذ اللہ منہا۔ بخاری و مسلم مین عالیشہ سے روایت ہے جب سودہ
زوجہ رسول اللہ بوڑھی ہوگئین تو رسول خدا سے عرض کی کہ مین نے اپنی نوبت باری
عالیشہ کو ہبہ کردی سو رسول خدا عالیشہ کے ہان دو نوبت کرتے تھے ایک دن انکی
باری کا ایک دن سودہ کی باری کا۔ بجنسہ الیا ہی ترجمہ لکھا ہے ہم مجبور ہین نعوذ
باللہ ذالک بخاری و مسلم مین عالیشہ سے روایت ہے کہ ہم اپنے ہمجولیون کے ساتھ
گڑیان کھیلا کرتے جب رسول خدا آتے میری ہمجولیان چھپ رہتین مگر رسول خدا انکو
میرے پاس بھیجدیتے کہ گڑیان کھیلو۔ اعوذ باللہ رسول اللہ اور ایسا فعل۔
بخاری و مسلم مین عالیشہ سے روایت ہے۔ رسول خدا نے اپنے کندھے پر چڑھاکر

حبشیون کا ناچ دکھایا اور مجھ سے فرماتے سیر ہوئی مین کہتی نہین آپ اُنسے کہتے ناچے جاؤ۔ پناہ بخدا خداوندا النبی لغو وبیہودہ روایتون کی نقل مین تجھ سے عفو کا طالب ہون نقل کفر کفر نباشد۔ ابوداؤد مین عائشہ سے روایت ہے۔ رسول خدا جنگ تبوک سے واپس آئے میرے حجرہ مین پردہ کے اندر گڑیان تھین۔ ہوا سے پردہ اُٹھا رسول خدا نے گڑیان دیکھین اُنمین ایک گھوڑا تھا جس کے اوپر دو پر لگے تھے پوچھا یہ کیا ہے مین نے کہا گھوڑا ہے فرمایا پر کیسے مین نے کہا آپ نے نہین سنا حضرت سلیمان کے گھوڑے کے پر تھے رسول خدا ایسا ہنسے کہ کچلیان ظاہر ہوگئین۔ بخاری ومسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسول خدا زینب بنت جحش کے پاس زیادہ ٹھہرتے اور اُن کے یہان شہد پیا کرتے مین نے اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم مین سے جس کے پاس رسول خدا آئین وہ کہے آپ کے منھ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر ایک بدبودار گوند کا نام ہے۔ چنانچہ مین نے یا حفصہ نے رسول خدا سے یہی کہا فرمایا مین نے شہد پیا ہے اب کبھی نہین پیونگا اُس کے پینے کی قسم کھالی تم اور کسی سے مت ظاہر کرنا۔ بعض علماء کا قول ہے حضرت نے عائشہ کی باری کے دن ماریہ سے خلوت کی حفصہ کو معلوم ہوگیا آپ نے فرمایا یہ امر پوشیدہ رکھنا مین نے اپنا نفس ماریہ پر حرام کیا مین تجھے خوشی سناتا ہون ابوبکر و عمر بعد میرے خلیفہ ہونگے مگر حفصہ نے یہ راز عائشہ سے کہدیا کیونکہ دونون ہم صلاح تھین۔ بعض نے کہا حفصہ کی باری کے دن ماریہ سے خلوت ہوئی اور حضرت اس چھپانے کے طالب ہوئے مگر راز کھل گیا حضرت نے اور بی بیون سے قطع تعلق کیا اور انتیس دن ماریہ کے گھر رہے وغیرہ۔

رسول خدا پر جھوٹا الزام بدبو کا لگانا اُن کے راز کو با وصف ہدایت اخفا طشت از بام کردینا

واللہ اعلم کس قسم کی بی بیان تھین ۔ بخاری مین انس سے روایت ہے آپ نے ایک مہینے کے لیئے اپنی بی بیون سے مفارقت کے لیئے عہد کرلیا اور کیا کرتے ۔ مسلم مین عائیشہ سے روایت ہے کہ جب میرا نکاح ہوا سات برس کی تھی اور جب رسول خدا مجھ سے ہم بستر ہوئے نو برس کی تھی ۔ اسمین کیا فخر ہوا ۔ ابن ماجہ مین عائیشہ سے روایت ہے مین نے رسول خدا کی شرمگاہ کبھی نہین دیکھی ۔ کیا آپ کو حسرت رہ گئی ۔

مسلم مین عائیشہ سے روایت ہے رسول خدا نے شوال کے مہینے مین مجھ سے نکاح کیا اور اسی مہینے مین اپنے گھر لائے مجھ سے زیادہ نصیبہ ور اور کون بی بی ہے ۔

درین چہ شک آپ کی وجہ سے عورتون مین عائی کا مہینہ مشہور ہوا جس مین وہ شادی وغیرہ کو مکروہ جانتی ہین ۔ بخاری مین انس سے روایت ہے جنگ احد مین رسول کو چھوڑ کر بھاگ گئے مین نے دیکھا عائیشہ و ام سلمہ پائینچے چڑھائے جس سے ان کی پنڈلیون کی چمک ظاہر ہوتی اپنی پیٹھ پر مشک لادے لوگون کو پانی پلا رہی تھین جس جگہ سے ان کے باپ بھاگ گئے وہان انکا گزر کیونکر ہوا تعجب ہے ۔

مسلم مین ابو موسے اشعری سے روایت ہے ابوبکر و عمر حضرت کے گھر مین آئے اس وقت سب بی بیان رسول خدا کے گرد بیٹھین تھین اور خرچ مانگتی تھین ابوبکر نے عائیشہ کو عمر نے حفصہ کو خوب مارا کہ تم رسول خدا سے وہ چیز مانگتی ہو جو ان کے امکان مین نہین ۔ پس سب نے عہد کیا کہ آئندہ نہ مانگین گے ۔ ازواج نبی کی یہ کیفیت رسول خدا پر یہ چیرہ دستی و سختی ۔ ابوبکر و عمر کا وہ رعب خدا کی پناہ ایسی بیہودہ باتون سے ۔

منقول ہے ابن عباس عائیشہ کی بیماری مین عیادت کو گئے جبکہ وہ اللہ کے پاس جانے سے خوف کر رہی تھین ۔ ابن عباس نے تسلی دی اور آیہ الطیبات للطیبین پڑھی عائیشہ

مارے خوشی کے بیہوش ہوگئین۔ اور کہا مجھ مین نو چیزین ہین جو اورون مین نہین ہین شب نکاح میری تصویر جبرئیل رسول خدا کے پاس لائے۔ میرے سوا رسول خدا کی کوئی بی بی باکرہ نہ تھی۔ رسول خدا میرے لحاف مین وحی اُترتی تھی۔ خلیفہ کی بیٹی ہون رسول خدا کا میری گود مین انتقال ہوا اُن کی قبر میرے مکان مین بنائی گئی وغیرہ۔ تصدیق آنحضرت اور باکرہ ہونے کا فخر کیون نہ ہو۔ شاباش۔

قصہ افک یعنی بہتان و الزام بر عائیشہ غزوہ بنی مصطلق سے واپس آتے وقت ہنگام کوچ لشکر بی بی عائیشہ رفع حاجت کو گئین وہان گلے کا ہار سلیمانی گر گیا جب واپس آئین ہار نہ تھا پھر تلاش کو نکلین اس عرصہ مین لشکر کا کوچ ہوگیا آپ جب ہار پاکر واپس آئین کوئی نہ تھا وہین لیٹ رہین صفوان بن معطل سلمی ذکوانی صبح کو ہارے ماندے کی خبر لیا کرتا اُس کے ساتھ قافلہ مین پہونچین اکثر لوگون نے الزام لگایا جس کا بانی عبداللہ ابن ابی سلول ہوا اور مسطح جو ابوبکر کی خالہ کا لڑکا تھا۔ عائیشہ بیمار ہوگئین رسول خدا نے ترک تعلق کردیا اور اُن کے باپ کے گھر بھیجدیا وحی کے نزول مین تاخیر ہوئی علی ابن ابی طالب نے رسول خدا کو ترک کی صلاح دی مگر اسامہ بن زید نے اُن کی برات و نیک چلن ہونا بیان کیا آخر بعد رد و قدح بسیار و نہایت انتشار و اضطرار کی خدا کی جانب سے وہ بے قصور ثابت ہوئین بعدہ تہمت کرنے والون کی حد جاری ہونے پر مجلس وعظ رسول اللہ مین بہت کچھ شور و شر ہوا۔ مختصر یہہ حالات ہین مشرح کتابون مین درج ہین۔

کیون میان جوہر یہہ صحیح حدیثین آپ کی تفریح طبع و لقفن خاطر کے واسطے کافی ہین یا اور لکھی جاوین یہہ روایتین و افسانے بے ہرو پا مجالس وعظ و میلاد شریف مین مخبر پڑہا جاتے ہین اور لوگ سنکر نعرہ آفرین و صدائے تحسین بلند کرتے ہین۔ آپ نے غلام امام شہید

الہ آبادی کا تصنیف ہوا ودنظم سنتا ہو گا بلکہ اُن کو اور دو سروں کو مجلس میلاد مین پڑھتے ہوئے دیکھا ہو گا - ایک شعر ہم لکھتے ہین ؎

آمنہ کے پوت علی جی کے بھتیا عائشہ بی بی کے کنور کنھیا

کس خوبی و ذوق شوق سے برسر تخت بیٹھکر پڑھا جاتا ہے سامعین کو وجد آتا ہے اب فرمائیے رسول اللہ و اُن کی ازواج کی یہ توہین و تحقیر یہ تذلیل جو برسر عام ہوا کرتی ہے یہ کس مذہب و ملت مین روا ہے اور مرثیہ جن مین حالات و واقعات ظالم و مظلوم بیان کیئے جاتے ہین وہ کس مردود کے نزدیک توہین تصور ہونگے ہان تم یا تمہارا امیر مقبولہ جس نے مداح اہلبیت کی ہجو کی اُن کے ساتھ تمسخر کیا البتہ بہ تقلید اپنے آبا و اجداد شامیان ظالم گریہ جو بین آئے کہو مگر جیسے کچھ بھی لگاؤ اسلام اور ایمان سے ہو گا وہ بیان مصائب اہل بیت و مظالم دشمنان خدا و رسول کو سنا رونا رولانا اور لئے دین پر لعنت کرنا سعادت کونین سمجھے گا -

میان جوہر النسان کے مرثیون پر معترض ہین اور جنون کے نوحہ و مرثیہ سے بے خبر دیکھو سعادت الکونین مصنفہ مفتی محمد اکرام الدین نبیرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر کتب علمائے اہل سنت مثل استمادتین وغیرہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ مین نے جنونکو گریہ کرتے سنا جو امام حسینؑ پر نوحہ کر رہے تھے جنونکا نوحہ اُس دن بہت لوگون نے سنا کذا اخرجہ البیہقی فی دلائل النبوت شیخ نصر اللہ مجلی جو ثقات اخیار سے ہین نہایت وثوق سے نقل کرتے ہین کہ مین نے علی ابن ابیطالبؑ کو خواب مین دیکھا عرض کی اے امیر المومنین آپ روز فتح مکہ فرماتے تھے من دخل دار ابی سفیان فھو امن پھر آپ کے فرزند حسینؑ پر جو کچھ گزرا ظاہر ہے فرمایا تو نے ابیات ابن الصفی اس باب مین سنی ہین مین نے عرض کیا نہین فرمایا اُس کے پاس جا اور سن مین نیند سے

جاتا کا اور ابن الہعی کے مکان پر گیا) یہ وہی شخص بعض شاعر تھا جس کا لقب شہاب الدین ہے
میں نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر نکلے اور ابن قصہ کو سنکر چیخ مار کر رونے لگے اور کہا
سنئے وہ اشعار میں نے ابتک کسی کو نہیں سنائے اور آج ہی رات کو سلک نظم میں
پروئے ہیں پس بعدہ وہ ابیات سنائے جن میں امام حسینؑ کی شہادت
اہل بیت کی مصیبت بیان کی تھی ۔ ابن الاخضر ابن جناب الکلبی سے روایت کرتے ہیں
میں نے قبیلہ بنی طے میں سے ایک شخص سے ملاقات کی اور کہا سنا ہے کہ تو نے
جنوں کا نوحہ جو انھوں نے امام حسینؑ پر کیا تھا سنا ہے ۔ اس نے جواب دیا میں نے
کیا بلکہ سارے قبیلے کے لوگوں نے سنا میں نے اس نوحہ کے سننے کی آرزو ظاہر
کی اس نے یہ شعر پڑھے ۔ مسح النبی جبینہ ۔ فلہ بریق فی الخدود ۔ ابواہ فی علیا قریش
وجدہ خیر الجدود ۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں جنوں کے یہ کلمے حضرت ام سلمہ نے
سنے اور روتے روتے بیہوش ہوگئیں ۔ ابن خالد کہتے ہیں مجھ جابر ابن خالد بن سعید الوہی نے خبر دی کہ شہر بن
حوشب کہتے ہیں میں حضرت ام سلمہ زوجہ نبیؐ کی رد ذکی آواز سنکر انکی خدمت میں گیا اور عرض کی جناب خیر ہے فرمایا
آج امام حسینؑ ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اے خدا ان کے قاتلوں کی قبر کو
آگ سے پر کیجو یہ کہتے کہتے بیہوش ہوگئیں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے نوحہ جنوں کا
سنا انکا گریہ عین المشاہدہ ہوا ۔ عمرو بن حبیب بن ابی ثابت حضرت ام سلمہ سے روایت
کرتے ہیں میں نے رسولؐ خدا کے انتقال کے بعد کبھی جنوں کی آواز نہیں سنی مگر امام
حسینؑ کی شہادت کے روز ان کے نوحہ سے تو آگے مجھے امام حسین کی شہادت
کی خبر ملی ۔ حضرت ام سلمہ روتی تھیں اور ان اشعار کو پڑھ کر نوحہ کرتی تھیں ۔ الا یا
عین فاحتفلی بجہد ومن یبکی علی الشہداء بعدی ۔ علی رہط تقودہم المنایا الی متجبر فی الملک العبد

صاحب تہذیب فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی خبر شہادت جب مدینہ منورہ میں آئی تو عموماً لوگوں کو عجیب طرح کا صدمہ و ملال ہوا ہاں جس قدر بنی امیہ کی قوم میں سے وہاں تھے وہ بہت خوش ہوئے۔ غنیۃ الطالبین میں روایت ہے جعفر بن محمد رضی سے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور اس دن سے قیامت تک برابر گریہ کرتے رہینگے اسی کتاب میں حمزہ ناحی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا اور ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر نماز پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں۔ اور ہزاروں روایتیں مرثیہ و نوحہ کے جواز میں لکھی ہیں جن کو مداح اہل بیت نظم کرکے مجلسوں میں سنا دیتے ہیں کو رولاتے ہیں صاحب کشاف حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا انکی ایذا دہی پر ہو اسپر جنت حرام ہے۔ مصابیح میں مرقوم ہے آنحضرت نے فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑہ ہے جو اُسے غصہ میں لایا اس نے مجھے ایذا دی اس حدیث سے معلوم ہوا اہل بیت کو ستانا خاص کر امامین حسنین علیہما السلام کو تکلیف دینا رسول اللہ کو ایذا دینا ہے اور کفر لعنت کا مستحق۔ پس اہل سنت وجماعت کے نزدیک بالاتفاق قاتل حسین و قتل کا حکم دینے والا کافر و ملعون ہے کذا فی التشریح۔ علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ ہے کہ اولاد رسول اللہ کی اہانت و ایذا انپر ظلم کرنا کفر ہے انکا فاعل کافر و مبتدع ہے۔

مولانا ضیاء الدین بھی فرماتے ہیں کہ اولاد رسول مقبول کی اہانت انکی ذلت صریح کفر ہے کیونکہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ولد کی ایذا والد کو ایذا دینا ہے پس اس سے ثابت ہوا قاتلان و حاکمان واہانت و ذلت کنندگان کافر مطلق ہیں اور انپر لعنت

کرنا درست ہے - انارۃ التنزیل میں وارد ہے کہ یزید گو کہ بعض قتال میں حاضر نہ تھا مگر وہ مستغاب تھا از قتل امام حسینؑ پر دل سے راضی تھا چنانچہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو ابن عباسؓ نے یزید کو خط لکھا کہ اے یزید میں امید کرتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالےٰ تجھے پھر ملک و سلطنت مبارک نہ کرے گا اس کے بعد کہ تو نے امام حسینؑ کو شہید کر ڈالا خدائے تعالےٰ تجھے ایسے عذاب سخت میں گرفتار کرے جس کا ذائقہ قیامت تک سمجھے اور آخرت کے مخلد عذاب سخت میں گرفتار کرے جا بجا رہے تیل حرام اُٹھے -

پس ابن عباس ایسے فقیہہ کا نسبت دینا یزید کو قتل امام حسینؑ پر کافی ہے - اخبار متواترہ سے ثابت ہے بار بار رسولؐ اللہ نے فرمایا نسل معاویہ سے ایک شخص یزید نام پیدا ہوگا - جس کے ہاتھ سے میرا فرزند حسین شہید ہوگا - بخاری میں مذکور ہے کہ جب یزید نے سر مبارک امام حسینؑ کے ساتھ انواع انواع کی اہانت کی تو یہ خبر سنکر بعض اصحاب رسولؐ مختار روتے پیٹتے اس ملعون کے پاس گئے اور کہا اے ملعون تو فرزند رسولؐ اللہ کے ساتھ اس قسم کی اہانت جائز رکھتا ہے یزید نے اُن بیچاروں کو ناحق شہید کر ڈالا جو سات صحابی جلیل القدر تھے - امام شعبی سے روایت ہے امام حسینؑ کے قتل کے بعد یزید ملعون نے آپ کی منکوحہ اور بچوں اور بہنوں کو دمشق کے گلی کوچوں میں پھرایا - کتاب مناہج میں لکھا ہے یزید نے قرآن مجید کو ہدف بنایا - تہذیب الکاملہ میں مرقوم ہے یزید لعین نے امام حسینؑ کے سر مبارک میں میخ گاڑی اور طرح طرح کی اہانت قسم قسم کی ذلت سے پیش آیا - قصص سلاطینیہ میں مرقوم ہے یزید ملعون نے سر مبارک امام حسینؑ کی اول اہانت کی پھر مدینہ میں بھیجا اس کے بعد تخریب مدینہ کے لیے لشکر بھیجا اہالیان مدینہ کو غارت کیا پانسو صحابہ کبار کو شہید کیا مسجد نبوی میں

تین روز تک تنگ دستی کی لوگون کو نماز نہ پڑھنے دے ام المؤمنین ام سلمہ کا تمام مال اسباب لوٹ لیا بقیہ آل رسول کو قیدیون کی طرح گرفتار کیا مشکوٰۃ مین مرقوم ہے امام حسینؓ کے سر مبارک کو دستنبل سے رنگا ہوا یزید کے تخت کے روبرو رکھا مسلم و بخاری مین روایت ہے امام حسینؓ کا سر مبارک طشت مین رکھ کر کوفہ کے عبید اللہ بن زیاد کے روبرو پیش کیا وہ مردود آپ کی ناک اور دانتون مین نیزہ مارتا اور تمسخر اور استہزا کرتا اور بطریق بے حرمتی بیہودہ باتین کرتا۔ اہل سنت وجماعت کے گروہ محققین نے صرف قتل امام حسینؓ کیوجہ سے یزید کو قطعی کافر کہا ہے۔ قطع نظر ان معاصی کے جو اپنے زمانہ مین اس نے مباح اور جائز کردیے تھے فی الجملہ یزید مبغوض ترین مردم اور مقبوح ترین خلائق علمائے اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہے خدا اور فرشتے اور تمام مومن مرد و مومنہ عورت کی لعنت ہر لحظہ و ہر لمحہ اس پر اس کے پیروان پر اس کے یار و مددگار اس کے لشکر اس کے خادمون پر پہونچتی ہے کلامہ فی سعادت الکونین جزاہ اللہ خیرا۔

اب جوہر صاحب ایک خطبہ مندرجہ تاریخ روضۃ الصفا جسے وہ بزعم خود شیعون کی کتاب نادانی سے سمجھے ہوئے ہین جو آنحضرتؐ نے مرض الموت مین فرمایا لکھتے ہین۔

اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہے۔ یا ایہا الناس وصیت من بشما آنکہ بہ مہاجرین اولین احسان کنید و وصیت میکنم مہاجرین راکہ باہم طریقہ نیکوئی مسلوک دارید۔ بعدہ سورہ والعصر خواندہ فرمود ہر کس کہ باخدائے تعالے خدایع نماید خود فریفتہ و منکوب شود آیہ کریمہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ بخواند ترجمہ مقبولہ جوہر یعنی از شما می آید کہ چون منصب امارت وحکومت یابید بسبب تکبر و تعظیم

وبہ کثرت جاہ در زمین فساد کنید و قطع رحم نمائید چنانکہ در زمان جاہلیت میکردند۔ و یا معنے آیت
کہ اگر از دین اسلام برگردید و طریقہ زمان جاہلیت را پیش گیرید این فساد انگیختن
خون ناحق و قطع رحم و غارت اسلام۔ فی خلاصۃ المنہج۔ بعدہ فرمودا ے معاشر مہاجرین
شما را وصیت میکنم درباره انصار کہ چہا احسان کردند۔ ہر کس از شما بر ایشان حاکم شود با نیکو
کاران ایشان نکوئی کند۔ بعد از ان فرمود اے گروہ انصار بس ازین جماعتے را بر شما ترجیح خواہند
داشت انصار گفتند یا رسول اللہ ﷺ با ایشان چہ کیفیت سلوک کنیم فرمود صبر کنید تا لب حوض
کوثر بہ من واصل شوید عباس التماس نمودہ گفت یا رسول اللہ ﷺ در شان قریش نیز وصیتے فرمائی
آنحضرت ﷺ فرمود کہ وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند
ما شئیہ مجیبیہ۔

جناب اثیر پر فرض تھا خطبہ خم غدیر کو صندوق تقیہ سے نکالکر بدیدۂ گریان و سینہ بریان التماس کرتے
کہ مجھے آپ نے محجوب الارث کردیا چنین و چنان کلمات تمسخر و توہین۔

جواب۔ اب اہل سنت منصف مزاج بنظر تعمق غور کریں کہ خطبہ کے مضامین کیا ہیں اور
رسول اللہ ﷺ کی وصیت آخر وقت میں کس طرز و پیرایہ پر ہوئی اور کیسا صاف صاف آپ نے
بیان فرمادیا مہاجرین اولین کے ساتھ احسان کرنا مہاجرین کو باہم سلوک سے رہنا۔
انصار کے ساتھ نیکیاں کرنا اگر مہاجرین سے حاکم ہو۔ انصار کو صبر و سکوت کرنا تا لب حوض
کوثر جبکہ کوئی جماعت کو ان پر ترجیح دیجاوے۔ پھر آیہ کریمہ کی تلاوت جس کے معنے ہیں کہ
تکبر و تعظیم و کثرت جاہ سے زمین پر فساد برپا کرنا قطع رحم کرکے اسلام کو غارت کرنا آخر میں قریش
کا متصدی خلافت ہونا تمام خلق کو ان کی پیروی کرنا یہ خطبہ کا خلاصہ ہے۔ اب فرمائیے
اس وصیت پر کیا عمل ہوا۔ ابوبکر خاندان قریش سے تھے یا بنی تمیم۔ عمر قریش کے سلسلہ

مین تھے یا مجہول النسب ۔ ہم کہتے ہین مان لیا کہ آپ نے عموماً قریش کو مستعدی خلافت قرار دیا تو دیکھنا چاہیے قریش مین سب سے بہتر و برتر جملہ امور مین کس کے مدارج و مناقب بڑھے ہوئے تھے آیا حضرت علیؑ کے یا اور قریشیون کے یہہ تشخیص مشکل نہ تھی مثل آفتاب روشن تھا کہ بعد آنحضرتؐ حضرت علیؑ سردار قریش تھے ۔

قریش بنی ہاشم اولاد عبد المطلب محسن و مربی زادہ رسولؐ ابن عم زوج بتولؑ انفسنا مین داخل بمنزلت ہارونی پر فائض من کنت مولاہ فعلی مولاہ مین شامل حالت جنب مین مثل رسول اللہ خانہ خدا مین رسائی عابد و زاہد ترین بنی آدم اشجع الناس اعلم الناس غرضکہ بعد رسول اللہ ہمہ صفت موصوف ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ۔

اب اگر ابوبکر کو خاندان قریش مین جو ہر ناہم براہ تعصب د کچھ بھی شامل ہی کیجے جاوین تو تکمیل الایمان شیخ عبد الحق دہلوی کا صفحہ ۱ ے دیکھین و اذل بطن قریش اشارت بہ ابوبکر صدیق کرد کہ از بنی تیم بود خاندان بنی عدی خلیفہ ثانی کا مشہور ہے ۔ خالد بن ولید ہمیشہ ابن الخطاب کہتے تھے مہاجرین خالد ہمیشہ تشنیع کرتے عمرو عاص باآنہمہ بلند نشینی جو کچھ اُن کے حق مین فرماتے تھے سقایہ اور ازالۃ الخفا مین موجود ہی صرا ۔ خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جس کا قول خدا نے بالائے سبع سموات سنا جو کہا معلوم ہے ۔ کہ عمیر سے عمر ہوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے ڈر صہ ۲ ۔ عباسؓ عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضات اللہ سیظر امثلہ کما فی کنز الاعمال خود خلیفہ دویم نے جو لاعلمی اپنے نسب سے ظاہر کی ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اسپر پیچ شرافت نسبی کی تین پشت تک روض الانف سہیلی اور تاریخ اور کتاب المعارف و تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین مسطور ہے ۔

کنز الاعمال مین ہے جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی ولد الزنا بدترین ثلثہ ہے

یعنی زانی وزانیہ سے بدتر ہے تو فوراً عبد اللہ ابن عمر خلیفہ زادہ نے اُس حدیث نبوی کی جو ابو ہریرہ نے بیان کی تردید کرکے کہا ولد الزنا خیر الثلاثۃ یعنی زانی وزانیہ سے بہتر ہے۔ مسلمانو! اب خواب غفلت سے چونکو اور آنکھیں ملکر دیکھو ولد الزنا کس قوم وملت میں اچھا سمجھا گیا ہے چہ جائیکہ کہ اسلام جو اشرف ادیان ہے۔

ہم پوچھتے ہیں در آنحالیکہ رسول اللہؐ نے مہاجرین کو اس خطبہ میں عموماً مخاطب فرمایا اور انمیں قریش بھی تھے کیونکہ خطاب عام مہاجرین سے ہے پس حضرت عباسؓ کا یہ التماس کرنا کہ درشان قریش نیز وصیتے فرمائی آنحضرتؐ فرمود وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آنشوند وخلق پیرو قریش۔ تو اس التماس عباس ووصیت رسول اللہؐ کا کیا مطلب ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ پہلے آپ نے عام خطاب کیا اور عباس کے عرض کرنے پر خاص قریش کو متصدی خلافت فرمایا تو یہ تخصیص سوائے بنی ہاشم کے اور کس پر صادق آئیگی جسمیں حضرت علیؑ منتخب وبرگزیدہ خدا ورسولؐ تھے۔

پس اس سے صاف وصریح وصیت خلافت بحق علیؑ ابن ابی طالب اور کیا ہوسکتی ہے۔ اور اس فقرہ میں کہ پس از من جماعتے را بہ شما رجح خواہند داشت صبر کنید تا لب حوض کوثر بمن واصل شوید یہ اشارہ ہے اسی جماعت پر کہ ابوبکر وعمر خاندان قریش سے نہ تھے بلکہ غیر جماعت ورنہ جماعتے فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور تلاوت آیہ کریمہ فہل عسیتم الی آخرہ سے یہی مراد ہے کہ یہ لوگ زمین میں مفسدہ کرینگے حب جاہ وثروت کرینگے اسلام کو غارت کرینگے جیسا آنحضرتؐ نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہیں تم دین میں کیا کیا ایجادیں کروگے پس یہ آیہ کریمہ آخر وقت میں اُسکی مثبت ہے۔ اور فقرہ قریش متصدی خلافت شوند حدیث غدیر کا موید پس حضرت علیؑ کو خطبہ غدیریہ کی یاددہانی ضرور نہ تھی مگر ابوبکر کو فرض عین تھا جن کا خزینہ خلافت دو ہی چار قدم کے فاصلہ پر پردہ کی آڑ میں موجود تھا رسول اللہؐ کے قدموں پر سر رکھکر باچشم گریاں وسینہ بریاں عرض کرتی

کہ یا حضرت گو کہ مین اول بطن قوم قریش ہون مگر حضور نے براہ غریب نوازی و کمینہ پروری میری بیٹی صدیقہ سے میری خلافت کی نسبت ارشاد فرمایا اور تاج و تخت خلافت سے ممتاز کیا اگر حکم ہو صدیقہ کے سینہ صاف تر از آئینہ سے جسمین صندوق سکینہ چھپا ہوا ہون نکال کر پیش کرون یا حضور ہی پکار کر دریافت فرمالین اب عام قریش کو بمقصد ہی خلافت فرمانا میری حق تلفی میری آبرو ریزی میری بیچ ہستی میری ذلت کا باعث ہے اور جس کاہن و راہب سے مین نے آپ کی وزارت پانے کی خوشخبری سنی تھی وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے پس جیسا آپ نے میری رذالت پر خیال نہ فرماکر میری نور نظر لخت جگر صدیقہ سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اب اس مجمع مین بھی صاف صاف فرما دیجئے ورنہ لبعد آپکے صدیقہ کو مکذوبہ کہین گے اور اُس کی باتون پر لوگ اعتبار نہ کرین گے تو حضرت کو حدیث سابق و حال یاد آجاتین اور برسر عام اُن کا اعادہ فرما دیتے چلو قصہ طے ہوا نہ شورہ کی ضرورت ہوتی نہ پنچایت کی ۔

دوسرا سوال سائل کا جو ہر نافہم سے یہہ ہے کہ اگر حدیث صحیح دربارہ خلافت موجود ہے تو شورہ کی کیا ضرورت تھی اور یہہ شورہ مخالف حدیث ہے یا اُس کی مطابق ۔

جوہر نے جواب مین ایک حدیث لکھی ہے ۔ ترجمہ بخاری مین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہو اگر جعفر بھی مارا جاوے تو عبد اللہ بن رواحہ سردار ہو ۔ یہہ حضرت نے اُس وقت فرمایا جبکہ جنگ موتہ مین زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا ۔ چنانچہ تینون سردار جب مارے گئے مسلمانون نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا نے اُن کی تدبیر سے فتح نصیب کی ۔

پس ایک لشکر مین درجہ بدرجہ کئی سردار مقرر کرنا درست ہے جیسا بالفعل انگریزون کا قاعدہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہے جس کو مسلمان اپنا سردار بناوین وہ خدا و رسولؐ کو پسند ہے جیسا خالد کو لوگون نے سردار بنایا اور حضرتؐ نے پسند فرمایا کچھ انکار نہ کیا ایسا ہی صدیق اکبر کی خلافت شورہ سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا و رسولؐ کے مطابق یہ کام ہوا۔

ہم کہتے ہین کہ آنحضرتؐ نے یکے بعد دیگرے تین شخصون کو سردار ہونے کا حکم دیا اگر شورہ مستحسن و ممدوح ہوتا تو ایک سردار کو مقرر کرکے فرما دیتے کہ بعد شہادت اس کے مسلمان شورہ کرکے سردار تجویز کرلین مگر ایسا نہین ہوا۔ خالد کا سردار ہوجانا۔ اور فتح پانا اتفاقیہ امور ہین۔ جب خالد سرداری کے واسطے منتخب ہوا تھا تو آنحضرتؐ وہان موجود نہ تھے کہ پسند و ناپسند اقرار و انکار فرماتے۔ جب بعد فتح لشکر الیس آیا تو پھر ناپسندی و انکار کا کیا موقع تھا انگریزونکا قاعدہ یہ نہین ہے کہ سپاہی و سوار کسی سردار کو منتخب کرلین ان کی فوج مین نمبروار سردار ہوتے ہین جن کا استحقاق یکے بعد دیگرے سرداری کے واسطے پہلے ہی سے انتخاب ہوجاتا ہے عوام سپاہی و سوار کو کچھ دخل نہین ہوتا نہ ان کی رائے لیجاتی ہے۔ جوہری نافہم قواعد انگریزی سے ناواقف ہین۔

اب جوہری نے اقوال جناب امیرؑ دربارہ شورہ لکھے ہین جن کو ہم پہلے ہی اس رسالہ مین لکھ چکے ہین ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام شورہ سے ہے۔ سو ہم بھی منظور کرتے ہین کہ شورہ کے سردار ہین نہ رسول اللہ کے خلیفہ جنکو خدا و رسولؐ نے مقرر کیا۔ جوہری نے آیہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ لکھ کر آنحضرتؐ کا اصحاب سے شورہ کرنا شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے بیشک

خدا کا حکم ہے مشورہ کرو اپنے امورمین ۔ اس کا کون منکر ہے اور آنحضرتؐ نے بھی بعض اوقات اصحاب سے مشورہ کیا ہوگا مگر تقرر خلافت مین مشورہ کر کے خلیفہ بنا لینا کسی آیت و حدیث سے ثابت کرو تب ہم مانین ورنہ خانگی امورمین صلاح و مشورہ کون نہین کرتا اور درست بھی ہے۔

اب ایک آیت لکھی ہے ۔ والذین استجابوا لربہم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینہم ۔ یعنی ۔ اجابت کیا اپنے خدا کو اور قایم کیا نماز کو اور مشورے کیا اپنے امورمین پھر اس سے کس کو انکار ہے مشورہ اپنے کامون مین جایز ہوا ۔ اب ایک حدیث لکھی ہے بخاری و مسلم مین عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا سب لوگون سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہین پھر وہ جو انسے ملے ہوئے اُن کے صحبت یافتہ پھر تبع تابعین بعدہ ایسے لوگ ہونگے جو جھوٹی گواہیان دینگے اور دروغ بنانے کا پیشہ ہوگا ۔ حاشیہ جوہر ۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کے بعد حضرت کی صحبت کی برکت سے تین زمانونتک خیریت غالب رہیگی بعد ازان کم ہوجائے گی ۔ ہر زمانہ مین کچھ اہل حق قایم رہینگے اگرچہ اہل باطل بہ کثرت ہون ۔ اسکی موید ۔ منہج الصادقین کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

اہل سنت کو ان تین زمانون کا معتقد قرار دیا ہے باقی بدعات وغیرہ ۔

ہم کو بھی اقرار ہے کہ ہر زمانہ مین خاص و عام کی تمیز رہی ۔ آنحضرتؐ نے اپنے زمانہ کے لوگون کو سب سے بہتر فرمایا بیشک خاص اور برگزیدہ لوگ ایسے ہی تھے نہ عوام منافق و مخالف خدا و رسولؐ کیونکہ اگر عام کیواسطے یہ بہتری قبول کیجائے تو منافق جو آنحضرتؐ کے زمانہ مین بہ کثرت موجود تھے اُن کی گنجایش کہان اسی طرح ہر عہد مین اہل حق تھوڑے

اور اہل باطل بہت تھے چنانچہ اسی زمانہ مین دیکھلو - جھوٹی شہادت کی ابتدا جنگ جمل سے
اسلام مین قایم ہوئی جبکہ باغوائے طلحہ و زبیر و غیرہ جناب عائیشہ سے لوگون نے بحلف
بیان کیا کہ یہہ مقام حواب نہین ہے جسکی خبر رسول اللہ نے دی تھی مگر تعجب ہے کہ اسوقت
تک آپ کی صحبت سے فیضیاب بہت سے اصحاب مثل زبیر و غیرہ موجود تھے مگر صحبت
نبوی کا کچھ اثر نہ ہوا ؎

ہر کرا روئے بہ بہبود نبود دیدن روئے نبی سود نبود

اب جو بہر خود فراموش کہتے ہین کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کہین جگہ خلافت یا امامت کو منصوص
من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہے - تین آیات قرآنی لکھکر کہتے ہین دیکھو ان جملہ آیات بینات سے
خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین سمجھی جاتی - اول آیت وجعلکم ملوکا واتکم مالم یؤت احد من
العلمین یعنی بنایا ہم نے تم کو بادشاہ اور دین وہ نعمتین جو کسی کو عالم مین سے نہین ملین
دوسری آیت ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض یعنی تم کو خلیفہ ہائے زمین ہم نے بنایا -
تیسری آیت - ونجعلہم ائمۃ ونجعلہم الوارثین - یعنی بنایا تم کو پیشوایان دین اور بنایا وارث
اموال و امتعہ و املاک -

ناظرین نے دیکھا ہوگا جو بہر خود غرض نے آیہ وعد اللہ الذین و ثم جعلناکم الی آخرہ -
مین خلفائے ثلثہ کو مصداق آیات کریمہ کا قرار دیا ہے اب یہان کل آیات سماویہ سے انکار یعنے
خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین ہیں ایسے مضطرب الحواس سے کیا بحث کیجاوے - تف
باین بے شرمی - ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ آیات موصوفہ مین کس صراحت کے ساتھ بادشاہ
و خلیفہ و پیشوایان دین مقرر کرنا - خدائے جل و علا فرما رہا ہے مگر اندھون کو نہین سوجھتا وہی
ایام جاہلیت کی جہالت کہ خدا و رسول کچھہ ہی فرمائین ہم نہین سنتے - سچ ہے جب دلون پہ

آنکھوں پر کانوں پر گاڑھے پردے پڑے ہوئے ہیں تو کیونکر دکھائی دے لیں پیغمبر بادشاہت خلافت پیشوائے دین ہیں منصوص من اللہ ہے جناب امیر و ائمہ اطہار مصداق ٹھہرے اور آیات وعد اللہ و ثم جعلنٰکم ہیں انہیں کے مثل و قائم مقام ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۔

اب جوہر نادان کہتے ہیں کہ اگر شیعہ یہ پہلو نکالیں کہ جناب امیر افضل و معصوم تھے اُس پر اہل شوریٰ کا اتفاق کیوں نہ ہوا تو اس کی بھی تردید کلام مجید میں موجود ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا معنے بہ تحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمان فرمائے و او از فرزندان بنیامین بن یعقوب بود ۔ دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے معصوم و افضل نہ تھے بلکہ حضرت شمویل و حضرت داؤد علیہم السّلام بھی اُسی وقت میں موجود تھے یہ دونوں نبی برحق تھے طالوت نبی نہ تھے ۔

پھر اس سے کیا حاصل ایک زمانہ میں صدہا نبی ہوا کرتے تھے جہاں جس کو خدمت سپرد ہوئی احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا ۔ طالوت اگر مفترض الطاعت تھے تو ضرور معصوم تھے کیونکہ اُن کو خدا نے بادشاہ اور رہبر دین بنایا تھا طاعت و فرمانبرداری اُسی کی دین میں لازم ہے جو معصوم ہو پس اگر مفترض الطاعت تھے تو بالضرور معصوم ہونگے تم کل انبیاء کو معصوم نہیں کہتے تمہاری باتوں کا کیا اعتبار ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا سے بیعت جناب امیرؑ با ابوبکر لکھی ہے ۔

اس کا جواب ہم حدیث عائشہ سے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو حدیث بیعت ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا درباره بیعت با جناب امیر بعد قتل عثمان لکھ کر مشابہت بیعت ابوبکر و بیعت جناب امیر کی ہے اور شوریٰ کو بنائے خلافت قرار دے کر لکھا ہے کہ جناب امیر

کی بھی خلافت شورہ سے ہوئی نہ خطبۂ خم غدیر سے - شروع روایت ابن مصنف تاریخ لکھتا ہے - روات اخبار در کیفیت بیعت آنحضرت اختلاف کردہ اند و آنچہ بصواب نزدیک تر است آن است چون از واقعہ عثمان سہ روز گذشت سرِیان از امیر المومنین علی التماس نمودند کہ بر حال رعایا و برایا التفات نمودہ مسند خلافت را زیب و آرائش بخشند شاہ ولایت پناہ فرمود کہ مرا و عدم رضائے شما در امور خلافت مدخلے ندارد چرا کہ این مہم ذمہ اہل بدر است سرِیان این کلمات بہ آن سعادتمندان رسانیدند جمہور اصحاب نبوی ہمراہ ایشان بدولت خانہ حضرت امیر آمدہ عرض کردند کہ عثمان سہ روز است کہ از عالم رفت جہانیان را بے امام چارہ نیست لہٰذا ترا اولٰے و احق میدانیم خلافت قبول فرمائی امیر المومنین فرمود بعد از عمر خواہش بود اکنون نمی خواہم کہ قبول سازم ہر کرا شما انتخاب نمائید من متابعت نمایم چون مبالغہ یاران بحد افراط رسید امیر المومنین فرمود بے حضور طلحہ و زبیر این مہم انجام نرسد شخصے بہ طلب آنہا رفت بیامدند مالک اشتر طوعاً و کرہاً آورد امیر المومنین فرمود از شما دو کس کہ میل خلافت دارد من با و متابعت نمایم ایشان گفتند با وجود تو کرا تمنائے خلافت در خاطر گزرد و بعد از ان خلافت علی مرتضٰے قرار گرفت نخست کہ دست بر دست آنحضرت رسانید و بیعت کرد طلحہ بود - یہ خلاصہ روایت کا ہے -

اب ناظرین ملاحظہ کریں - مورخ پہلے ہی لکھتا ہے کہ کیفیت بیعت میں بہت کچھ اختلاف ہے مگر بصواب نزدیک تر آنست یس یہ اُس کی رائے ہوئی اگرچہ اختلافات لکھ کر اپنی رائے دیتا تو بھی کچھ وزن ہو سکتا تھا اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مصنف روضۃ الصفا متعصب سنی ہے شیعوں پر اُس کی روایتیں اور افسانے حجت نہیں جیسا کہ روایت بیعت جناب امیر بہ ابوبکر کوئی نادان و ناسمجھ بھی ایسی جھوٹی باتیں نہ بکے گا جس کی تردید حدیث بیعت مقبولہ جناب عائشہ سے بخوبی

ہوگئی۔

پس اس روایت بیعت پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس روایت میں بھی تو شورہ ہونا ثابت نہیں صرف مصریوں کے اصرار سے لوگ جمع ہوگئے اور وہاں میں ہاں ملا دیا دیکھو زبیرؓ و طلحہؓ کا ردّ و انکار کہ بلانے پر بھی آنے سے اغماض کیا اور طوعاً و کرہاً آئے کیا اسی کو شورہ کہتے ہیں اصحاب رسول کا تین روز تک خبر نہ ہونا کہ کون خلیفہ ہوا اور کسے خلافت دینی چاہیئے۔ اصل یہ ہے عہد خلافت عثمان میں دین بالکل برباد ہوگیا تھا ظاہری اسلام بھی نیست و نابود ہوگیا تھا بنی اُمیہ کی جبر تعدی فسق و فجور شراب خواری زناکاری سے انقلاب عظیم واقع ہوا اور وہی جاہلیت کا زمانہ پھر روبراہ ہوا۔ اس لئے خدائے جل و علا نے دین حق کو غلبہ دیا حضرت علیؑ نے زمام خلافت حقہ اپنے ہاتھ میں لی اور ڈوبتی ہوئی کشتی دین کو سنبھال لیا شریعت محمدی کو دوبارہ رونق دی اور اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی۔ یہ مصلحت وقت اور احکام خدا و رسولؐ کی تبعیت۔

جیسا جوہری نے صفحہ ۱۱۳ اسرار الہدیٰ میں لکھا ہے احقاق الحق کے مسئلہ خاص میں

كانوا في هذا السكوت مراعين لما وصى به النبي عليهما من الصبر وعدم مجادلة الثلثة

ترجمہ۔ تمام بنی ہاشم رعایت سکوت کی اس بارہ میں کرتے تھے اس لیے کہ رسول خدا نے وصیت صبر و نہ کرنے جنگ خلفائے ثلثہ کے ساتھ کی تھی خاص واسطے وفاداری بر حال مسلمانان ضعیف و حفاظت دین۔

اب خیال کیجئے وصیت صبر و سکوت سے کیا مراد ہے یہی نہ کہ خلفائے ثلثہ غصب خلافت کرینگے مگر تم باوصف احق و مستحق تر خلافت کے صبر و سکوت کرنا اور جنگ و جدال خلفائے ثلثہ سے نہ کرنا تاکہ مسلمانان ضعیف جو سچے دل سے خدا اور رسول پر ایمان لائے ہیں محفوظ رہیں

اور انسے دین کی حفاظت ہو ورنہ یہہ لوگ قتل ہونگے اور دین حقیقی تلف ہو جائیگا۔ خلفائے ثلثہ کی خلافت اگر برحق ہوتی تو صبر و سکوت کی وصیت کی کیا ضرورت تھی۔ صبر و سکوت ایسی حالت مین کہا جاتا ہی جبکہ کوئی ظلم ہو یا امور ناقابل برداشت پیش آئین اُسپر سکوت کی ہدایت و وصیت ہوا کرتی ہے۔

آنحضرت نے بھی زمانہ قیام مکہ مین ظلم کفار اشرار پر خدا کے حکم سے صبر و سکوت فرمایا اور ہر طرح کی ایذائین سہتے رہے باعث یہہ تھا کہ ضعیف مسلمانون کی حفاظت رہے اور رشد و ہدایت اسلام ہوتی رہے اگر شروع ہی سے جنگ و جدال پر تل جاتے تو جو بیچارے دائرہ اسلام مین داخل ہوئے تھے اُنکا خاتمہ ہو کر دین برباد ہو جاتا یا آنحضرت ہی کی شہادت ہو جاتی پھر کون دین خدا کا حافظ تھا۔ ایسا ہی جناب امیرؑ کو ظلم منافقین امت غصب خلافت وغیرہ پر صبر و سکوت کرنیکو رسول اللہؐ نے وصیت فرمائی تاکہ کامل الایمان مسلمان جو بہت ہی کم تھے اور ضعیف و مغلوب وہ محفوظ رہین اور اُن کے سبب سے دین حقیقی بنا رہے ورنہ اُنکا اور حضرت علیؑ کا خاتمہ ہو جاتا پھر اسلام حقیقی کہجا اور دین خدا کو۔ دیکھو اہل سنت کے اعتراض کا جو بوجہ نادانی و کج فہمی کہتے ہین کہ حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کیون نہ خلافت چھین لی اور ذوالفقار سے سب کو کیون نیست و نابود نہ کردیا بالکل قلع قمع ہو گیا۔ حضرت علیؑ نے بعینہ رسول اللہؐ کی تقلید کی اور اُن کی وصیت پر عمل کیا۔ دیکھو حضرت ابوذر و عمار یاسر وغیرہ پاک ایمانون کا بعہد خلافت عثمان کیا حال ہوا کیا ہلاک ہونے مین کچھ شبہہ تھا مگر زندگی کٹتی اور دین خدا کی حفاظت منظور۔ لہٰذا زندہ و صحیح سالم رہے یہی لوگ ضعفائے اسلام تھے جن کا اشارہ وصیت رسول اللہؐ مین ہوا ہی منا بہت بیعت ابوبکر و جناب امیرؑ جو ہر کج فہم نے سمجھی ہے بعد المشرقین زمین آسمان کا

فرق۔ دیکھو یہی سقیفہ کا مجمع و شور و شرمار پیٹ دھما چوکڑی بر وقت بیعت ابوبکر۔ ابوبکر خود با چشم گریان و سینہ بریان رسول اللہ کا غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کیواسطے دوڑے گئے عمر کو اپنی حمایت و ہمزبانی کے لیئے ساتھ لے گئے وہاں جو حرص و آرزوئے خلافت میں گفتگوئیں ہوئیں طشت از بام ہیں چھ مہینے تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا بلکہ ایک گروہ نے بیعت ہی نہ کی۔

حضرت علی کے آستانہ ہدایت پر خود خلقت حاضر ہوئی پیروں پر سر رکھ کر عجز و الحاح سے زاری کی آپ کو اپنا پیشوا و امام و مقتدا قبول کیا اپنی کردار سے توبہ کی حق حق کی آوازیں بلند ہوئیں باطل جہان سے نابود ہوا ؎

با قیلونی سلونی صد ہزاران فرق ہاست ۔ ہر خرے را مقابل با غضنفر داشتن

اب جوہر ناشعف نے چند غزوات میں ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا لکھا ہے از انجملہ امیر حج و نشان بابا جنگ خیبر و امامت نماز وغیرہ ہیں جنکا جواب صفحہ ۲۲ لغایت ۲۷ و ۴۵ و ۱۵۵ میں ہم لکھ چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں ✻

اب جوہر ناہم لکھتے ہیں یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ دربارۂ شوریٰ سے ہوا۔

ہم کہتے ہیں سائل نے کیا سوال کیا اور تم نے کیا جواب دیا سوال از آسمان جواب از ریسمان اسکو کہتے ہیں۔ سائل پوچھتا ہے کہ اگر حدیث خلافت صحیح ہے تو شوریٰ کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوریٰ مخالف حدیث ہے یا مطابق۔ جوہر ناشعف نے ابتدا سے احادیث خلافت کو بالائے طاق نسیان رکھ دیا اور لگے شوریٰ کا راگ الاپنے پس ظاہر ہوا کہ جو حدیثیں تم نے نص خلافت ابوبکر میں لکھی ہیں وہ سب جھوٹی اور بے اصل ہیں تب ہی تو انکو چھوڑ چھاڑ شوریٰ کے میدان میں آکودے اور شوریٰ ہی کو بنیاد خلافت قائم کر دی۔ اگر ان حدیثوں میں کچھ بھی راستی کا لگاؤ ہوتا

تو اُن کو ترک کرے شتوہے چہ جانا چہ معنی وارد صاف کہی جاتی حدیثین نقض خلافت ہین وجود
وسوتیہ ہین شتو سے کی کیا حاجت مگر تم کیا کرو دروغگو را حافظہ نباشد سب سر و پا باتین ایسی ہی ہوا
کرتی ہین اور جب کسی بات کی اصل ندارد ہوتا ہے تو جواب ہین کچھ بن ہی نہین پڑتی قاعدہ ہے
جب سانپ پر مار پڑتی ہے تو ادہر اُدہر سوراخون ہین سر چہپاتا پہرتا ہے کہ کہین پناہ ملجائے
مگر مارنے والے اُس کا سر کچل ہی ڈالتے ہین ۔ پس سوال کو مکرر دیکھو اور ہوش ہین آکر جواب صاف
دو ورنہ یہ طوق گران تمہاری گردن ہین تا قیامت رہیگا اور روز حشر جواب دینا ہوگا ۔ ناظرین
کو معلوم ہے کہ بحث خلافت ہین ہی اور اسی کے بابت سوال وجواب مگر چونکہ جوہر سب و رد جوہر
کو حضرت علیؑ کے ساتھ بغض دلی و عداوت قلبی ہے لہذا جہانتک زبان ہین گویائی کی
طاقت ہے اور بیہودہ سرائی کی لیاقت توہین و تحقیر ہین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا ایسے خارج از دین و
ایمان سے کیا بحث کیجاوے اب چند آیات بینات لکھکر اُن کے معنی و مطالب ہین تاویلین و
توجیہین رکیک کی ہین اور مثل سگ دیوانہ بھونک بھونک کر اپنی جان دی ہے ۔ آیات
بینات ہین ابتدائے اسلام سے بحثین ہوتی چلی آئی ہین ہزارون کتابین طرفین کی ان کی بحث ہین بھری
پڑی ہین مگر نور خدا و حق ہمیشہ غالب رہا اور باطل ہر حال و قال ہین نابود و پست ہو گیا ۔ جب
جوہر نافہم کا حدیثون ہین یہ حال ہے تو آیات خدا کے معنے و مطالب پر کیا کہ رسائی ہو سکتی
ہے ؎

تو کار زمین را نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی

ہر آیت ہین ملا کاشانی کی تفسیر کا حوالہ دیا ہے اور جوڑ پیوند ملا کر اپنے خاطر خواہ معنے بنا لیے
ہین اور اصل مطلب سے ہزارون کوس دور ہو گیا ہے ایسے کج بحث اور ہٹ دہرم کو کیا کہئے منجملہ آیات
بینات کے ہم وہ آیہ لکھتے ہین جنپر زیادہ تر زور دیا جاتا ہے اور تعلق خاص سے ہین ۔

اول آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین — ترجمہ۔ پس بگو ایشان را کہ بیائید یا قصہ آرید تا از برائے مباہلہ پسران خود و پسران شما را و از زنان خود و زنان شما را و از نزدیکان خود و شما نزدیکان خود را بخوانید پس لعن کنیم بر کاذب خود پس بگردانیم لعنت خدا بر دروغ گویان۔

مطلب یہہ ہے کہ نصرانیان نجرانی نے آنحضرتؐ سے مباہلہ چاہا کون صادق ہے کون کاذب۔ آنحضرتؐ کو خدائے جل و علی کیجانب سے حکم ہوا کہ کہو ان نصرانیوں سے کہ تم اپنے لڑکوں و عورتوں کو و نزدیک تر رشتہ داروں کو لاؤ ہم اپنے لڑکوں عورتوں نزدیک تر کو لاوین اور کاذب پر لعن کرین تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جاوے۔

پس نصرانیان نجران نے جب دیکھا کہ آنحضرتؐ معہ حضرات حسنینؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت علیؑ میدان امتحان مین تشریف لائے تو انکی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور اپنے اقوال و کردار سے باز رہ کر رسالت محمدیؐ کے قائل ہو گئے۔ پس انصاف و ایمان سے کہیئے کہ حضرت علیؑ رسول اللہؐ کے نفس بحکم خدا قرار پائے اور انفسنا مین شامل ہوئے یا کسی غیر کو یہہ رتبہ ملا — کہ جسمین تو جوہر کج فہم نے بھی سکوت کیا ہے ورنہ کیا عجب کہہ دیتے کہ صحیح اصحابنا واصحابکم وازواجنا وازواجکم وانصارنا وانصارکم تھا شیعوں نے تصرف کیا ہے۔

جوہر کہتے ہین ملا کاشانی کی تفسیر ہے — استقصت کہ از جملہ اخبار بود گفت اے قوم اگر فردا محمد با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نہ کنید و با او مباہلہ نمائید کہ او بر حق نیست و اگر با خواص و اقربائے خود بیرون آید از مباہلہ وے حذر کنید۔

ملا صاحب کے قول سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معاذ اللہ رسول خداؐ کوئی چیز نہ تھے بلکہ حضرتؐ کے خواص و اقربائے یعنی امام المشارق و المغارب علیؑ ابن ابیطالب وہ قوت

اسد اللّٰہی و ہیبت ہوسوئی رکھتے تھے جن کے طفیل میں حضرت رسولؐ خدا نجرانیوں پر غالب ہوئے ۔

جواب ۔ یہ اسقف نجرانی سے پوچھو کہ اُس نے کیوں ایسا کہا ۔ ملّا صاحب اُس کا قول نقل کرتے ہیں خود نہیں کہتے ۔ رسولؐ خدا سب کچھ تھے مگر اُس مقام امتحان وظہور حق و باطل میں ضرور ہے ۔ امام المشارق والمغارب وحضرت حسنینؑ وحضرت فاطمہؑ کی شرکت فی النبوت لازمی تھی تب ہی تو خدائے دانندہ و بینندہ نے اُن کے ہمراہ لیجانے کو ارشاد فرمایا ۔ اگر صرف رسولؐ خدا ہی کی تشریف لیجانے و بذات واحد مباہلہ کرنے سے کام نکل جاتا تو ابنائنا و نسائنا و انفسنا نہ فرماتا پس لازم ہوا کہ نفیر ہمراہی ان حضرات کے مباہلہ غیر ممکن تھا ۔ اور یہ سچ ہے قوت اسد اللّٰہی و ہیبت ہوسوئی ہی کو دیکھکر نجرانی مباہلہ سے باز رہے ورنہ ہزار جنگ سے فرار کرنے والی ساتھ ہوتے تو کیا ہوسکتا تھا اسی لیئے اسقف نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر محمد با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نکنید کیونکہ اُنکی اصل سے وہ خوب واقف تھا ۔

قولہ اگر جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے ہمراہ نہ ہوتے تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اُتر آتا ہرگز رسول اللہ نجرانیوں پر کامیاب نہ ہوتے ۔

اقول جب ید اللہ اسد اللہ عین اللہ رسولؐ خدا کے ہمراہ تھے تو خدا کے آنے کی کیا ضرورت تھی انھیں کو انفسنا فرما کر ساتھ کردیا اور نجرانیوں پر کامیابی ہوئی ۔

قولہ اگر اپنے اصحاب کو ہمراہ لیجاتے تو حضرت بالکل ہی دائرہ رسالت سے خارج کردیئے جاتے ۔

اقول خلاف حکم خدا اصحاب کو کیوں ہمراہ لیجاتے کیا انبیا علیہم السّلام خلاف مرضی خدا ایسے امور میں اپنی رائے کو دخل دیتے ہیں ۔

قولہ خیر تو یہی گزری کہ جناب ولا مشکلکشا ئے دو جہان حضرت کے ساتھ تھے پھر تو کیا کسی کی طاقت تھی کہ کوئی بخرانی حضرت سے آنکھ ملائے یا میدان مباہلہ مین آئے

اقول اس مین کیا شک ہے خدا نے ایسے ہی مشکل کے کامون مین مولائے دو جہان کو مشکلکشا کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ تم نے دیکھا کسی بخرانی نے آنکھ ملائی یا میدان مباہلہ مین کوئی آیا نور کے مقابلہ مین ناریون کی کیا بساط۔

قولہ چنین ہذیان۔

اقول تمہارے سلف نے رسول اللہ کو اس لفظ سے یاد کیا تم ملا صاحب کو کہتے ہو تو تعجب نہین بیشک سپوت ہو اپنے آباؤ اجداد کی سنت ادا کئے جاؤ۔

قولہ اگر یہی فرض کیا جاوے کہ حضرت رسول خدا اجناب امیر ہی کی بدولت غالب ہوئے تو اس سے زیادہ فائدہ حاصل نہین ہو سکتا کہ مباہلہ مین چند نصرانی بخران کے مغلوب ہوئے۔

اقول دین حق جاری کرنے کو اس سے زیادہ فائدہ ممکن ہی نہین اور یہی بنیاد حقیقت اسلام ہے ورنہ مار دھاڑ لوٹ کھسوٹ سے کیا ہوتا ہے۔ انسان کا دل ایسے ہی حقایق و دقائق کو پسند کرتا ہے اور برجوع قلب دین خدا مین داخل ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے اصل جہاد یہی ہے خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت کا لطف انہین باتون مین آتا ہے۔

قولہ تفسیر آیہ مباہلہ مین ملا صاحب تحریر فرماتے ہین۔ پس ازینجا معلوم شد کہ خلیفہ رسول بعد از پیغمبر بغیر از علی کسے نیست بھلا کہان آیہ مباہلہ اور کہان خلافت کا معاملہ۔

اقول ملا صاحب کا فرمانا بہت درست ہے جو کہ بحکم النفس لیسے اسوہ دینی مین رسول اللہ کا نفس و نزدیک تر قرابت دار بحکم خدا قرار پاوے اُسکے مقابلہ مین افلی بطن قریش کو کیا منصب خلافت ہے اور کون احمق حق و باطل مین تمیز رشتہ مین فرق نہ کریگا۔

قولہ اگر تمام روئے زمین کے شیعہ جمع ہو کر آیہ مباہلہ میں کوئی لفظ ایسا دکھاویں جس سے جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاویں تو شاید ملا صاحب کے دعوے کی بھی اہل سنت تکذیب نہ کر سکیں۔

اقول الحمد للہ روئے زمین شیعوں کے قدوم فیض لزوم سے مزین و مملو ہے۔ اگر آنکھیں ہیں دیکھو لفظ انفسنا اس سے زیادہ استحقاق خلافت کا لفظ نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو جب جناب امیر ہم و ہمنفس رسول اللہ کے ہوئے پھر خلافت کیسی جملہ امور دینی و دنیاوی پر بعد رسول اللہ کے بلا فصل متصرف ہو گئے اسی لیے آنحضرت نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

دوسری آیت اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ الی آخرہ۔ ترجمہ بیرون کردند او را کافران از مکہ در حالیکہ دوم دو بود پیغمبر بیار خود را گفت اندوہ مکن بدرستیکہ خدائے با ماست و نازل شد سکینہ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ کو کافروں نے مکہ سے نکالا آپ کے ساتھ ایک دوسرا تھا جس سے آپ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے پس نازل کی خدا نے تسلی اپنے رسول پر۔ اس بات پر عام اتفاق ہے کہ رسول خدا کے ہمراہ ابوبکر غار میں تھے۔ یہی مراد ہے خدا کے فرمان کی کہ تھا دوسرا دو کا۔ ابوبکر نے گریہ وزاری شروع کی رسول اللہ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے اسی پر سکینہ کا نزول ہے یعنی خدا نے تسلی دی۔ غار کی کیفیت و بستر رسالت پر آرام فرمانے کی حقیقت ہم پہلے لکھ چکے ہیں ناظرین پھر ملاحظہ فرمالیں۔

یہ آیہ کریمہ ابوبکر کے یار غار ہونے مصاحب رسول اللہ ہونے خلافت پانے کے لیے

استدلال کیا جاتا ہے۔
لصاحبہ پر بڑا زور لگایا جاتا ہے کہ ابوبکر کو خدا نے صاحب رسول خدا قرار دیا ہے اور
فانزل اللہ سکینتہ علیہ پر کہ خدا نے ابوبکر پر سکینہ نازل کیا۔
ہم کہتے ہیں صاحب السجن حضرت یوسفؑ کے ہمراہ جو مصر کے جیلخانہ میں قیدی تھے انکو
بھی کہا گیا ہے اور بھی اکثر مقام پر صاحب و صاحبہ ہمراہی کے واسطے استعمال ہوا ہے
گو وہ کیسا ہی مسلمان ہو یا کافر وغیرہ پھر اس لفظ پر کیا ناز ہے عربی کا محاورہ ہے کہ ہمراہ
رہنے والے پاس بیٹھنے والے وغیرہ کو صاحب یا صاحبہ کہتے ہیں۔ سکینہ کا نزول رسول
اللہ پر با جماع فریقین ثابت ہے مگر خیر ہم نے قبول کر لیا کہ ابوبکر ہی پر سکینہ نازل ہوا پھر اس میں کیا
فخر۔ بہت لوگ روتے پیٹتے اضطراب و قلق ظاہر کرتے ہیں آخر کو خدا انکو تشفی و تسکین کر دیتا ہے
ثبوت یہ کہ انکا غم و رنج مبدل بعیش و عشرت ہو جاتا ہے یہی خدا کا سکینہ ہے کہ قلب کو
تسکین ہو جاتی ہے۔ پس جب ابوبکر روئے پیٹے چلائے اور رسول اللہ کے اس فرمانے
پر بھی کہ مت رو خدا ہمارے ساتھ ہے بھروسہ نہ کیا تو خدا نے اُن کے قلب کو سکون
بخشا۔ مگر خرابی تو یہ ہے کہ با وصف ہمراہی رسول اللہ و پوشیدگی غار و نزول سکینہ حسب
رسولؐ پھر بھی خوف کم نہ ہوا اور مدینہ جاتے ہوئے سوار کو پیچھے آتے دیکھکر رو دیئے۔
واللہ اعلم کس دل کے انسان تھے کہ ہزار سمجھاؤ اضطراب و قلق جاتا ہی نہیں۔ پس ایسے
شخص کو ایسے افعال پر اگر استحقاق خلافت قرار دیا جاوے تو بجز کور باطنی و جہالت ایام
جاہلیت اور کیا سمجھا جاوے۔
تیسرا سوال سائل اگر ایسی حدیث صحیح نہیں ہے تو اس امر کو آنحضرتؐ نے مجمل کیوں رکھا صاف
صاف طور سے کیوں نہیں فرمایا کہ میرے بعد فلاں اُن کے بعد فلاں یکے بعد دیگرے

خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا —

جوہر خود فراموش حدیث خلافت و شورہ سے توبہ کرکے اب تیسرا رنگ لاتے ہین ایک حدیث
پیش کرتے ہین کہ خلافت ابوبکر وغیرہ تقدیری امور ہین — ترجمہ حدیث روایت ہے ابی ہریرہ سے
کہا فرمایا رسولؐ خدا نے جھگڑے آدمؑ اور موسیٰؑ نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم
روحانی مین پھر غالب آئے آدمؑ موسیٰؑ پر کہا موسیٰؑ نے تم آدمؑ ہو کہ پیدا کیا تم کو اللہ نے
اپنے ہاتھ سے اور پھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور سجدہ
کروایا واسطے تمہارے فرشتون اپنے سے اور رکھا تم کو بیچ جنت اپنے کے پھر
اُتارا تم نے آدمیون کو ساتھ گناہ اپنے کے طرف زمین کے یعنی اگر گناہ نہ کرتے کیون زمین
پر آتے اور اولاد یہان پھیلتی — کہا آدمؑ نے تم وہ موسیٰؑ ہو کہ برگزیدہ کیا تم کو اللہ نے
ساتھ پیغامبری اپنی کے اور ساتھ کلام اپنے کے اور دین تم کو تختیان کہ بیچ اُن کے بیان ہر
چیز کا اور نزدیک کیا تم کو سرگوشی کرنے کو پس ساتھ کتنی مدت کے پایا تم نے
اللہ کو کہ لکھی توریت پہلے پیدا ہونے میرے کے — کہا موسیٰؑ نے چالیس برس پہلے —
کہا آدمؑ نے پس کیا پایا تم نے بیچ اُس کے مضمون اس آیت کا نافرمانی کی آدم نے رب
اپنے کی پس بہکا — کہا کہ ہان کہا آدم نے کیا پھر ملامت کرتے ہو تم مجھ کو اس پر کہ کرون
مین وہ عمل کہ لکھا ہے اس کو اللہ نے مجھ پر کرنا اُس کا پہلے پیدا کرنے میرے کے چالیس برس
فرمایا پیغمبرؐ نے پس غالب آئے آدمؑ موسیٰؑ پر — روایت کی مسلم نے — دیکھو شیعو
نوشتہ تقدیر برحق ہے اُس کے خلاف نہ کوئی نبی کرسکتا ہے نہ کوئی ولی جس طرح
سے خالق اکبر نے حضرت آدمؑ سے پیشتر چالیس برس تقدیر مین لکھ دیا تھا کہ آدمؑ دنیا مین بھیجے
جائینگے اُن کی اولاد سے تمام روئے زمین مین بموجب زینت الارض من الناس کے

آباد اور معمور ہوگی اسی طرح جیسے حضرت صدیق اکبر کے بعد آپ کے ذریعہ سے جب سلسلہ خلافت قائم رہے گا ۔ دیکھو شیعو تقدیر حق ہے کہ نہیں اگر حق ہے تو نزاع خلافت کیسی ۔

کیون جوہر صاحب یہ وہی ابی ہریرہ ہین جن کو خلیفہ ثانی نے منع کیا تھا کہ جناب رسالتمآب کی حدیثین نہ بیان کیا کرو ورنہ جلا وطنی کی سزا ملیگی اور دوس کے پہاڑ پر پہونچا دیئے جاؤ گے بلکہ شاید اسی کی کسر نکالی کہ بتغلب مال بحرین کا حیلہ لگا کر ابو ہریرہ کو اتنے کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہوگئی ۔ دیکھو تاریخ ابن کثیر شامی صفحہ ۱۰۹ و کتاب العقد صفحہ ۲۵ ۔ پس ایسے محدث کا کیا اعتبار جسے خلیفہ ثانی نے جھوٹا کر دیا اور واقعی یہ حدیث کیا ہے ۔ انبیا علیہم السلام کا جھگڑا العوذ باللہ کنجڑے قصایون کی سی لڑائی کہ ایک دوسرے پر خلاف شان و منزلت اتہام والزام قائم کرتا ہے ۔ حضرت موسیٰ اپنے جد امجد آدم ابو البشر پر یہ الزام لگاوین کہ تمہاری ہی جانب سے گناہون کی بنیاد قائم ہوئی اور حضرت آدم کا یہ عذر کہ جو کچھ ہوا خدا کی جانب سے میرا اس مین کیا قصور نعوذ باللہ انھون نے خدا ہی کو قصوروار ٹھہرایا کہ جو خدا نے چالیس برس پیشتر تقدیر مین لکھ دیا تھا اُس پر مین نے عمل کیا ۔

پس معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے حکم سے لہٰذا ابتدائے آدم تا ایندم نہ کوئی گنہگار ہے نہ قصوروار ۔ جزا و سزا بہشت دوزخ برا بھلا نیکی بدی سب ندارد شیطان ہامان شداد نمرود فرعون وغیرہ نے جو کیا خدا نے تقدیر مین لکھ دیا تھا اُن کا کیا قصور صالح و طالح مسلمان و مشرک سب برابر ہو گئے ۔ ہان خوب یاد آیا اسی تقریر حق پر ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ ابو بکر و ابلیس کا ایمان برابر ہے

چلو قصہ تمام ہوا نہ کچھ نزاع باقی رہی نہ کوئی جھگڑا۔ دیکھو شیعہ بھی بے قصور ٹھہرے جس طرح ابوبکر کی تقدیر میں ہزارہا برس پیشتر خلافت لکھی تھی اسی طرح شیعوں کی تقدیر میں بھی لاکھوں برس پہلے لکھ دیا گیا تھا کہ وہ ابوبکر کو خلیفہ نہ سمجھیں گے اور اُنکو غاصب و خائن و خاسر کہا کرینگے اب ناراضی کی کوئی وجہ نہ رہی۔

اور کیوں میاں جبری قائل تقدیر برحق جبکہ حضرت آدمؑ نے خدا ہی پر اپنی نافرمانی کا الزام رکھ دیا اور خود بری ہو گئے تو تین سو برس تک گریہ وزاری و توبہ استغفار کیوں کرتے رہے اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ کیوں کہا جس کے معنے یہ ہیں کہ اے رب ہمارے ہم نے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے گنہگار ہوا تو مجھے بخشدے اور رحم کر نہیں گناہ کرنے والوں سے ہوں۔

قولہ اگر مثل دیدار خدا تقدیر سے بھی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجئے۔

اقول بیشک ہم دونوں باتوں کا انکار کرتے ہیں اور اس خدا کو ہم اپنا خدا نہیں جانتے ہیں جو سب کچھ خود ہی کرے اور انسان کو قصوروار ٹھہرائے اور مثل انسان مجسم ہو کر اپنا دیدار دکھائے۔

قولہ خدا تعالےٰ نے حضرت رسول خدا کو جن احکام شرعیہ کی تبلیغ پر مامور فرمایا اُن کی تعمیل میں آپ نے ڈھیل نہیں کی۔

اقول بیشک ایسا ہی ہوا خلافت و جانشینی و تحفظ اسلام و ایمان پہلا رکن شرعیہ ہے اُس کا انتظام و انصرام خدا پر لازمی امر تھا جیسا امر رسالت۔

قولہ جن معاملات میں حکم مفصل پہونچا اُن کی تبلیغ مفصل کی جن میں مجمل حکم ملا اُس کی تبلیغ بھی مجمل کی۔

اقول مفصل و مجمل کی شرح لکھنی تھی امور شرعیہ مفصل ہے پہونچائی جاتے ہیں نہ مجمل جس سے دین خدا کا کارخانہ درہم برہم ہونے کا احتمال تھا۔

قولہ بعض مقامات میں حضرت سکوت فرماتے ہیں۔ مثلاً قیامت کا حال۔

اقول بے شبہ اس کا علم خدا ہی کو ہے مگر آثار قیامت و حشر و نشر و بہشت و دوزخ نکو کار و بدکار کی جزا و سزا وغیرہ سب کچھ حضرت نے مفصل بیان کر دیا پس اسی سے قیامت کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

قولہ پس پھر سوال بھی حضرات شیعہ بسبب انحراف باطنی نسبت ما ینطق عن الهویٰ کے افترا ہے اور طنز کہ حضرت نے کیوں اس امر کو مجمل رکھا مفصل کیوں نہ بیان کیا۔

اقول حضرات شیعہ کا ایمان ہے کہ آنحضرت نے خلافت و جانشینی بعد اپنی بحکم خدا جناب امیر کو بروز خم غدیر بخشی اور مفصل بیان کر دیا ہرگز مجمل نہیں رکھا کیونکہ تبلیغ رسالت اسی پر منحصر تھی۔ تم مجمل کہتے ہو اس لئے پوچھتے ہیں کہ السا رکن دین میں کیوں مجمل رکھا گیا اور کیوں نہ مفصل بیان ہوا۔

قولہ چند آیات قرآن پاک کی جو صریحاً خلافت بلا فصل حضرت صدیق اکبر پر بطریق حکم مجمل جن کو دانایان با انصاف مفصل قیاس کریں دکھائی جائیں۔

اقول بسم اللہ مگر وہ ہی مجمل جو بساقط الاعتبار ہے پھر کیا فائدہ بلا فصل کو ہوگا۔

قولہ اول آیت والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار الیٰ آخرہ

دوسری آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الیٰ آخرہ

آیت سوئم اذاخرج الذین الی الخ و آیہ غار۔

اقول پہلی آیت مین مہاجرین و انصار دونون مشترک ہین کسی کی خصوصیت نہین کیسے باشد پہلے ایمان لایا یا پیچھے سب کی تعریف ہی۔ مگر ہان یہ البتہ ہے کہ جنھون نے ابتدائے زمانہ رسالت مین اسلام قبول کیا اگر آیہ مین سب سے پیشتر ایمان لانا کہا جاتا تو خاص بات پیدا ہوتی۔ مگر جب کہ انصار بھی شامل ہین جو عرصہ کے بعد ایمان لائے تو کوئی خصوصیت نہ رہی کیونکہ مہاجر مکہ کے لوگ ہین اور انصار مدینہ کے۔ جوہر نافہم کہتے ہین کہ اس مین کوئی شبہ نہین کہ ابوبکر کو جملہ سابقین پر ترجیح صریح ہے کیونکہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔

ہم کہتے ہین ایمان لانے کا تو ذکر ہی نہین پہلے ہو یا بعد اول گروہ مہاجر و انصار کی نسبت آیہ مین صاف صاف بیان ہے جس مین سب شامل ہو گئے ایک دوسرے پر ترجیح صریح نہین ہو سکتی تم اپنے تخیلات فاسدہ سے جو چاہو بکو۔ پس ایسی عام تعریف سے اور خلافت سے کیا تعلق۔ اگر اس آیہ سے خلافت ہی مراد ہوتی تو خیر ابوبکر کو بوجہ سابق الاسلام ہونے کے خلافت ملی بعد ازان انصار بھی تو مستحق تھے کیونکہ من المہاجرین والانصار خدا نے فرمایا ہے پس دونون کا پلہ برابر رہا ترجیح و تفضیل کسی کو نہین ہے۔ اسی لئے تو بیچارے انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین روتے چلاتے رہے کہ ایک مہاجر ایک انصار امیر ہو مگر یارون کا جوڑ توڑ چرب زبانی لسانی اُن سے کہا گیا کہ قریش کی نسبت امیری کی وصیت ہے وہ سادہ لوح خاموش ہو رہے۔

جوہر نادان نے مجمع البیان مین ابوبکر کا پہلے ایمان لانا اور ملا فتح اللہ کاشانی کے قول سے جناب امیرؑ کو سابق الاسلام ہونا لکھا ہے گو کہ مجمع البیان مین وہ فقرہ نہین ہے مگر

خیر اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو امر متنازعہ فیہ ٹھہرا شیعہ جناب امیرؑ کو سنی ابوبکرؓ کو سابق الاسلام کہتے ہیں مگر آیہ میں تو سبقت عام ہے خاص نہیں جسمیں انصار بھی داخل ہیں پس یہ آیہ کریمہ ابوبکرؓ کو خلیفہ بلافصل یا افضل نہیں بنا سکتا۔

دوسری آیت اشداء علی الکفار یہ بھی مشترک ہے حصہ نصیب سب مہاجر و انصار اس میں شامل ہیں کسی کی خصوصیت نہیں ہاں اگر خاص فعل ابوبکرؓ کا ارادہ قتل پدر کافر و باز رکھنا رسول اللہ کا جسے جوہر نے اشداء علی الکفار سے قرار دیا ہے سمجھا جاوے تو یہ دوسری بات ہے مگر بمقابلہ اُن کے جنہوں نے بدر میں خندق میں حنین میں خیبر میں احد میں اور کل غزوات میں صدہا کافروں کو فی النار کیا اور عمرو ابن عبدود و مرحب جیسے پہلوانوں کو خاک میں ملا دیا معلوم نہیں یہ ارادہ قتل پدر ارباب دانش و صاحبان عقل کی نظروں میں کہانتک وزن رکھیگا۔ ہم تو پکار کر کہتے ہیں مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ بہرکیف یہ آیہ کریمہ بھی خلافت کو فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔ تیسری آیت اُسکا شان نزول ہم پہلے لکھ آئے ہیں پھر ایک نظر دیکھ لو۔

اب ان آیات سے بھی جوہر نے قطع تعلق کر کے وہ حدیث خواب جناب رسولؐ مقبول زبانی اُنہی ابوہریرہ کے لکھی ہے جس میں کنوئیں سے پانی کھینچنا اونٹوں کو پلانا ترتیب خلافت میں ہے۔ اسے بھی ہم پہلے لکھ چکے ہیں باب خلافت میں۔

اب جوہر نافہم لکھتے ہیں مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ میں مرقوم ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرت رسولؐ خدا سے سنا تھا کہ خلافت بلافصل حق حضرت صدیقؓ کا ہے بعد ازاں عمر فاروقؓ و عثمان غنیؓ و علیؓ ابن ابی طالب چنانچہ حضرت امام رضاؑ سے کتاب مذکور میں مروی ہے اور وہ راوی ہیں اپنے آبائے کرام سے اس حدیث سے بخوبی خلافت

علی الترتیب ثابت ہوئی مگر اِس امر کو وہی حق تصدیق کرسکتا ہی جس کو اسلام سے بہرہ کافی حاصل ہو۔ نہ وہ کہ محض تعصب کے سبب غافل ہو۔

جواب۔ کیون جوہر صاحب وہ حدیث حضرت امام رضا کی کہان ہی۔ اگر مجمع البحرین مین ہی تو اُسے تم نے اپنے رسالہ مین نقل کیون نہین کیا اسکا کیا سبب ہی صرف یہہ کہدینا کہ فلان کتاب مین فلان صاحب نے ایسا فرمایا کافی نہین جب تک حدیث یا قول بلفظہ نہ بیان ہو اور بجنسہ نقل اسکی نہ درج کیجاوے ایسا تو ہم بھی لکھ سکتے ہین کہ مشکوٰۃ مین عبد اللہ ابن مسعود روایت کی ہی کہ ابو بکر و عمر و عثمان غاصب خلافت رسولؐ ہین پہر اِس سے کیا فائدہ

مجمع البحرین ایک کتاب ہی حال کی تصنیف جس مین شیعہ و سنی کی احادیث نقل کی گئی ہین اور اسی لیئے مجمع البحرین اُسکا نام رکھا گیا ہے یہہ حدیث حضرت امام رضاؑ سے ہرگز اُسمین درج نہین ہی کہ خلافت بلافصل حق ابو بکر و عمر و عثمان ہونا آنحضرتؐ نے فرمایا اگر حق خلافت ہوتا تو آنحضرتؐ حضرت علیؑ و جملہ بنی ہاشم کو وصیت صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال با خلفاء ثلثہ کیون کرتے جیسا تم نے رسلہ خاص احقاق الحق سے تسلیم کیا ہے ہان یہہ ضرور ہے کہ آنحضرتؐ کو بے وفائی و بد اطواری و حق پوشی خلفائے ثلثہ کا علم تہا وقت وفات آپ نے وصیت فرمائی کہ یہہ لوگ خلافت غصب کرینگے تم سکوت و صبر کرنا اُن سے جنگ و جدال نہ کرنا ورنہ ضعفائے اسلام حقیقی تلف ہوجاینگے اور دین خدا برباد ہوگا یہہ وصیت صرف حفاظت مسلمانان ضعیف و تحفظ دین خدا کے لیئے تھی۔ جس پر حضرت علیؑ نے عمل کیا جیسا ہم پہلے لکھ آئے ہین۔

جوہر کج فہم نے حاشیہ پر ایک آیہ لکھا ہے خلاصۃ المنہج سے ۔ آمنوا باللہ ورسولہ وھوالذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما اتکم ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم ۔ ترجمہ ۔ اے سوسنان زمان خاتم الانبیا شما را خلیفہ ہائے امم گزشتہ گردانید و برداشت بعضے از شما را بر بعضے یعنی فوق درجات و آزمائش کند شما را در شکر و صبر و فقر بتحقیق کہ پروردگار زود عقوبت کنندہ است ناسپاسان را و آمرزندہ و مہربان است بر شاکران و صابران ۔ خلاصۃ التفسیر

اس پر جوہر نافہم کہتے ہیں دیکھو شیعو ملا فتح اللہ کاشانی کا قول فیصل در باب خلافت خلفائے ثلثہ کے کبھی تو بیدادون کی داد دیا کرو ۔

جواب ۔ داد اپنے خلفائے ثلثہ سے چاہو جن کی خلافت کے بارے میں ابھی رسالہ اسرار الہدیٰ کے صفحہ ۲۶ میں لکھتے ہو کہ خدا نے تمام کتب سماویہ میں کہیں خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ یا اصول دین نہیں قرار دیا ہے بلفظہٖ ۔

پس اس آیہ کریمہ میں خلافت خلفائے ثلثہ کہاں سے آگئی یہ کتب سماویہ میں داخل ہے یا کتب ارضیہ میں ۔

معلوم نہیں کیسی عقل کے آدمی ہو کہ صرف تین سوالوں میں ہزار ہا رنگ و روپ بھرتے ہو اور مطلق نہیں سوچتے کہ ہم کہتے کیا ہیں آخر کچھ تو شرم کرنی چاہئے ۔ تمہاری نیت کا عجب حال ہے جہاں لفظ خلائف الارض دیکھا فوراً آل ٹپک پڑی اور شہد کی سی مکھی خلفائے ثلثہ پر جھک پڑے ۔ یہ آیہ کریمہ انھیں انفاس قدسیہ کی شان میں ہے ۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم جعلناکم خلائف فی الارض کے مصداق ہیں تم ناحق داد و بیداد کرتے ہو ایسی بیہودہ فریاد کون سنتا ہے ۔

اب جوہر کج فہم نے ایک خطبہ جناب امیرؑ کا وقت وفات ابوبکر بہت ہی طول و فضول لکھا ہے جس نے کتاب کے پورے آٹھ صفحے گھیر لیئے ہین - کہ جب ابوبکر مر گئے مدینہ مین کہرام مچگیا جناب امیرؑ روتے ہوئے آئے اور نعش کے قریب کھڑے ہو کر یہہ خطبہ طولانی فرمایا جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ابوبکر کے سوا بعد خدا و رسولؐ دوسرا انسان نہ تھا اور دین خدا کی اشاعت و شریعت محمدیؐ کی اصلیت انہین کی ذات خاص پر منحصر تھی ورنہ خدا کی خدائی نہ رسول اللہؐ کی رسالت کچھ بھی باقی نہ رہتی - اور اسلام کی بنیاد ہی اکھڑ جاتی - ایک ایک وصف ایسے اسی طرح کے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ ظاہر کیئے ہین

جوہر نے اس خطبہ کو نہج البلاغت مین مرقوم ہونا لکھا ہے مگر کتاب المواقعہ ابن سمان عالم اہل سنت سے نقل کرنا تصدیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نہج البلاغت سے ملا لو پس ہمکو سخت تعجب ہے کہ جب نہج البلاغت مین یہہ خطبہ موجود ہے تو کتاب المواقع ابن سمان کو درمیان مین لانے کی کیا ضرورت پیش آئی اس سے وہی مثل صادق آتی ہے چور کی داڑھی مین تنکا صاف ہی کیون نہ کہدیا کہ نہج البلاغت کی نقل ہے ہم نے نہج البلاغت سے مطابق کیا ہرگز لفظ کیا عبارت کجا خطبہ ہی ندارد ہے اور اگر کچھ ہے تو بقول تمہارے صفحہ ۹۲ اسرار الہدیٰ کتب معتبرہ اہلسنت مین رد شمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین نہ بروایت قوی نہ ضعیف مگر اہل تشیع کی معتبر کتب مین اس قصہ کا مذکور ہے پس اس کا بھی جواب انہین کے ذمہ ہے اگر زبردستی بھی الزام ناحق اہل سنت کو یہہ دیا جاوے کہ شواہد ملا جامی کے معجزات مین مرقوم ہے

کہ جناب امیرؑ کے لیئے دو بار ردشمس ہوا تو اس کا جواب یہہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے موقع پاکر اپنے عقائد پر مکائد کو کتاب موصوف کی پشت پر لگاکر چھپوادیا ہے۔

کیون جوہر صاحب اگر شیعہ بھی یہہ دعوے کرین کہ اس خطبہ کو جناب امیرؑ کی طرف منسوب کرکے کسی مردود نے نہج البلاغت مین لگادیا اور چھپوادیا تو آپ کے نزدیک مسموع ہوگا یا نہین کیونکہ جب آپ ردشمس کی روایات کو الحاقی کارروائی شیعون کی قبول کرتے ہین تو اس خطبہ کو بھی سنیون کی الحاقی کارروائی قبول کرنا فرض عین ہوگا اور ہر روایت واحادیث کی بابت جو شیعون کے اصول کے خلاف ہین یہی کارروائی تسلیم کرنی پڑے گی کہ سنیونکا جوڑ و پیوند ہے۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ ابوبکر کی نعش پر کس کس نے اون کی مدح وثنا مین خطبے پڑھے ہے کیونکہ اور بھی اصحاب باصفا و یاران باوفا موجود تھے چند گھنٹے بیشتر اپنا جانشین و خلیفہ بنا چکے تھے اونھون نے بھی کچھ مدح وسرائی کی اور عطیہ گران بہا کا شکر ادا کیا یا صرف جناب امیر ہی کو باوصف محرومی خلافت ایسا جوش وخروش آیا کہ ابوبکر کو بعد مرنے کے فلک ہفتمین تک پہونچادیا۔

مثلاً حضرت عمر بن خطاب جنہین فاروق کہتے

واقعی نعش متوفی پر خطبہ خوانی وطلاقت لسانی کا یہہ نیا دستور آپ نے جاری فرمایا غضب تو یہہ ہے کہ جیسے زندگی مین ہمیشہ غاصب وخائن وغیرہ فرمایا کیئے اسکے مرنے کے بعد سبھی کچھ آپ نے لکھ ڈالا کہ اسلام مین جو کچھ تھے آپ ہی تھے باقی ہیچ۔

یہان جوہر ہوشمند ہین او جناب امیرؑ اور ابوبکر غاصب خلافت وغیرہ کی شان مین یہہ

خطبہ فرمائین لا واللہ لا۔ آپ کے خطبات مندرجہ کتب اہل سنت دیکھو آنکھین کھلین۔

اب جوہر خود غرض لکھتے ہین کہ اگر شیعہ اس خطبہ کی تصدیق نہ کرینگے تو گروہ اہل افراط مین داخل ہونگے جیسا نہج البلاغت مین جناب امیرؓ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ۔ جناب امیرؓ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لیئے ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے میری محبت مین اس حدتک کہ محبت میری کھینچے ناحق کی طرف دوسرا وہ کہ کمی کرے میری محبت مین اس حدتک کہ کمی محبت میری کھینچے ناحق کی طرف اور بہتر آدمی میرا وہ ہے کہ افراط و تفریط مین برابر ہو۔ الحمدللہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔

اس قول مین جناب امیرؓ نے تین گروہونکے عقاید بیان فرمائے ہین اہل افراط سے مراد روافض اہل تفرط سے خوارج اہل توسط سے اہل سنت ہین کہ عدد حب علی وسنی کی مساوی ہین۔

جواب۔ عدد مساوی ہونا اگر دیکھنا ہو تو ایک چھوٹی سی مثنوی برق لامع ہے اُسے دیکھو تب معلوم ہو کہ کس کے عدد کس سے مساوی ہین پہلے ابوبکر و عمر عثمان کے عدد اپنی حب سے مساوی کرلو پھر حضرت علیؓ کی حب سے سنی کو مساوی کرنا۔ کیونکہ حب نمبروار چاہیئے اور اگر واقعی حب علیؓ وسنی کے عدد مساوی سمجھکر ایمان سے بہرہ رکھتے ہو تو غیرونکا تعویز حب گلے سے اُتار پھیکو کیونکہ ایک دل مین دوستی دشمنی جمع نہین ہوتی۔

ہم سے سنو اہل افراط سے مراد مین نصیری جو علیؓ اللہ کہتے ہین اور اہل تفریط مین اہلسنت جو حضرت علیؓ کی شان و منزلت گھٹاکر چوتھا خلیفہ قرار دیتے ہین متوسط

اہل حق ہین جو بعد رسول اللہ حضرت علیؓ کو افضل البشر خیر البشر امام البشر سمجھتے ہین - خدا اور رسولؐ نے جو اُن کے حق مین فرمایا اُس پر ایمان رکھتے ہین - تم نے ایک قول سنا ہوگا جو زبان زد خاص و عام ہے - حضرت علیؓ کو ایک فرقہ نے یہانتک بڑہایا کہ خدا لکھدیا - دوسرے فرقے نے یہانتک گھٹایا کہ خلیفہ چہارم مانا - ابوبکر وغیرہ کو ایک فرقے نے ایسا بڑہایا کہ بعد رسول اللہ خلیفہ سمجھا دوسرے فرقے نے ایسا گھٹایا کہ منافق و غاصب و خائن بلکہ کافر کہا بس اسی پر مدارج و مراتب مناقب و مناصب کا قیاس کرلو دیکھو کسکا پلہ بھاری ہے زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیگا -

اب جو ہر کچھ فہم اڑیل ٹٹو نے لکھا ہے کہ شیعون کے جملہ سوالات و اہیات تین قسم پر منقسم ہوا کرتے ہین اول جن آیات و احادیث کو اہل سنت درباب فضیلت جناب امیرؑ خلیفہ برحق علی الترتیب بجواب نواصب و خوارج تحریر کرتے ہین اہل تشیع بلا سمجھے معنی اور مطلب بمقابلہ اہل سنت پیش کر کے حجت لاطائل لاتے ہین - دوم جو دلائل معقول اہل سنت درباب خلافت حقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بمقابلہ اہل تفریط خوارج و نواصب پیش کرتے ہین اُنھین کو اہل تشیع اہل سنت پر حجت لایعنی لاتے ہین - سوم اہل تشیع جتنی روایات واہیات مثل کرامات بعید از عقل و نقل دربارہ خلافت بلا فصل جناب امیرؑ کے پیش کرتے ہین وہ جز و کل موضوعات و مخترعات رؤسا و علمائے فرقہ سبائیہ سے ہوا کرتے ہین اہل سنت کی کتب معتبرہ مین اُن کا کچھ ذکر نہین اہل سنت کو اُن کی کید عظیم سے بچنا چاہیئے -

جواب ۔ نواصب وخوارج تم ایسے اہل سنت سب ایک ہی گھاٹ کے پانی پیئے ہو عوارض خلقی مین کچھ فرق نہین سگ زرد برادر شغال اخوان الشیاطین ۔ شیعہ اہل حق سب کو برابر سمجھتے ہین نواصب اور خوارج حضرت علیؑ کو بعائز الخلفا اور غیر معصوم سمجھتے ہین اور تم بھی پس تم مین اُن مین کیا فرق رہا لہذا تم سب کے لیئے ایک ہی جواب دیا جاتا ہے ۔ آیات سے احادیث سے اقوال مختلفہ سے ۔ ہان جو اہل سنت تفضیلیہ وغیرہ حق وباطل مین تمیز کرنے والے ہین وہ علحدہ ہین نہ تم سے سنی نہ ہم سے شیعہ پس اُن کی جانب ہمارا روئے خطاب نہین ہے ۔ افسوس ہے تم اپنے اہل سنت کے گروہ مین اپنے کو سمجھتے ہو لا واللہ لا اس قول سابق مین تم نے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ لکھا ہے یہ صرف تمہارا کید عظیم ہے ورنہ تمام کتاب دیکھو ادنے ادنے صحابی وغیرہ کو حضرت کے لفظ سے مخاطب کیا ہے مگر حضرت علیؑ کو جناب امیرؑ کے سوا کہین حضرت سے مناسبت نہین دی ۔ شیعہ اہل حق کی کتب مناظرہ دیکھو جسقدر حدیثین روایتین اثبات خلافت بلافصل حضرت علیؑ مین پیش کرتے ہین کل ہم صحاح اہل سنت سے کبھی کوئی حدیث کوئی بیجا اپنے یہان کی کتابون کی نہین لکھتے اور لطف یہی ہے کہ دروغ گو را تا بدر بابدرسانیا اسی مختصر رسالہ کو دیکھو کوئی قول کوئی روایت اپنی کتاب کی ہم نے نہین لکھی برخلاف تمہارے کہ تم نے روضۃ الصفا پر جو ایک مورخ سنی المذہب کی تاریخ ہے اپنی کائنات حصر کی اور اسی کو سرمایہ حیات سمجھکر اول جلول بکتے گئے اب تک کسی سنی نے روضۃ الصفا کو شیعہ کی کتاب نہین کہا نہ اُس کی روایات بے سروپا افسانے پر لحاظ کیا مگر چونکہ تمہارا ظرف اتنا ہی ہے پس اسی تاریخ کو لے بیٹھے اور لگے ا نا پ

شتاب سکتے یہ بھلا مناظرہ میں تاریخ کی کہاں گنجائش اور اُس کا کیا اعتبار مگر خیر اگر فریق ثانی کی بھی تاریخ ہو تو کچھ وقعت ہو سکتی ہے نہ کہ اپنے ہی مذہب کی تاریخ پیش نامہ یہ آنچل کود۔ اب تم کو چاہیئے کہ کسی سے دریافت کرو مصنف روضۃ الصفا سنی ہے یا شیعہ اور اگر تم کو عقل ہو تو خود ہی اُس کی تحریر تعصب آمیز خیال کر سکتے ہو کہ کوئی عالم یا مورخ شیعہ کا ایسی روایات وافسانے خلاف عقل و نقل لکھے سکتا۔

معجزات و کرامات حضرت علیؑ و ائمہ ہدا علیہم الصلواۃ والسلام اہل سنت کی صدہا کتابوں میں ہزارہا درج ہیں اُن کو بھی موضوعات و مخترعات سمجھو اور اہل سنت کیوں منکر ہونگے معجز اینکہ بہ قول تمہارے کارروائی الحاقی شیعوں کی ہو گی۔

کیوں صاحب عمر خطاب کی کرامات تو مندرجہ دلائل النبوۃ اور مالک موطا و اخبار منشورہ تسلیم کیئے جاویں اور حضرت علیؑ کے معجزات موضوعات سمجھے جاویں مصرع بریں عقل و دانش بباید گریست۔

اصل یہ ہے کہ تم شیعہ سے سنی کیا ہوئے اسلام و ایمان کو رخصت کر دیا اور تمام کتب اہل سنت پر پانی پھیر دیا ؎ بدنام کنندہ نکو نامے چند۔

دیکھو مختصر فتوحات مکیہ شعرانی نے لکھا ہے محی الدین عربی کی دختر یکسالہ نے اُن مسائل سخت کا جواب دیا جن میں خلیفہ دوئم سا عالم و مجتہد حیران رہا طرہ یہ کہ وہ دختر جس زمانہ میں اپنی مادر کے شکم میں تھی اُس کی ماں کو چھینک آئی الحمد للہ کہا تو اندرون شکم سے یرحمک اللہ کی آواز آئی حاضرین نے سنا۔ جناب امیر مظہر العجائب والغرائب

کے معجزات وکرامات کا بھی انکار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔

اب جو ہم نے اپنے ہم مشربوں نواصب کے ہم زبان ہو کر چند اعتراضات حضرت علیؑ کے حال وقال پر کیے ہیں اور کسی کتاب سے دیکھ کر ٹوٹے پھوٹے جواب بھی اہل سنت کی طرف سے دیئے ہیں اور شیعوں سے طالب سوال ہیں

خود ہی کہتے ہیں کہ شریف مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے تنزیہ الانبیاء میں ان سوالات کے جواب خراب لکھے ہیں ۔ چہ خوش نو سو برس بعد ان اعتراضات کے جواب آپ نے لکھے ورنہ کسی سے ان کے جواب کیوں دیئے گئے بلکہ غیر ممکن تھے ۔

سبحان اللہ یہ اعتراض ایسے ہی ہیں جن کے جوابات سوائے آپ کے اتنی مدت تک کسی سے ہوئے ہی نہیں ۔

سر تا بہیں دیکھو ایک ایک سوال کے سو سو جواب دیئے گئے ہیں تنزیہ الانبیاء میں جو جواب درج ہیں اون سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں ۔ جناب علم الہدیٰ نے اعجاز اسد اللہی دکھایا ہے اور نواصب مردود و ملعون کو قعر جہنم تک پہونچایا ہے تم کیا سمجھو کیا پدی کیا پدی کا شوربہ تم کو علمائے فریقین کے کلام کی کیا قدر اور کیا فہم مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی نے لکھا ہے کہ منشی صاحب نے حق تالیف اسرار الہدیٰ مجھے دیا ہے پس اگر تم کو کچھ بھی عربیت کا مادہ ہوتا تو منشی کیوں کہلاتے خدا کی شان لکھو نہ پڑھو نام محمد فاضل ۔

خلاصہ یہ کہ ان اعتراضات شیطانی کے صدہا جواب ہو چکے ہیں جسے دیکھنا منظور ہو تنزیہ الانبیاء وغیرہ میں دیکھ لے اور ہم کو معلوم ہے کہ ایک صاحب ذی علم اسرار الہدیٰ کا ردّ جواب لکھ رہے ہیں منتظر باید بود ۔

ہماری اس مختصر تحریر مین اسقدر گنجایش نہین اور تحصیل حاصل بھی ہے۔

ہزار ہا برس سے مناظرہ کا میدان وسیع ہو رہا ہے مخالف نے ایک سوال کیا اہل حق کی جانب سے سو جواب دیئے گئے اب تک کوئی کتاب کوئی رسالہ کوئی قول اہلسنت کا ایسا نہین ہوا جس کے دس بیس جواب نہ ہو گئے ہون پس ان اعتراضات مردود و مطرود کی کیا بساط ہے۔

دہریئے خدا کے وجود کا سوال کرتے ہین۔

نیچریئے وجود شیطان و فرشتگان مقربین کے قائل نہین۔ حضرت عیسے کو بے باپ کا پیدا ہونا نہین خیال کرتے۔

یہودی نعوذ باللہ منہا حضرت عیسے کی شان مین کیا کیا کفر بکتے ہین۔ عیسائی آنحضرت کی رسالت و نبوت مین نعوذ باللہ منہا داغ لگاتے ہین انواع اقسام کے اتہام والزام قایم کرتے ہین۔

وہابی حضرت رسول اللہ کو معاذ اللہ منہا خدا کے مقابلہ مین ایک چمار سے مناسبت و مشابہت دیتے ہین اُن کی شفاعت کے منکر اُن کی حیات ابدی سے انکار آنکے روضہ مقدسہ کو صنم اکبر جانتے ہین اُنکی تعظیم و تکریم کو نہین مانتے۔ ویسا ہی نواصب و خوارج اور اُن کے ہم مشرب و ہمزبان حضرت علیؑ پر اعتراضات بیجا و ناروا کرتے ہین۔

سیان جو ہر ہین کہ انھون نے تمام معصیت و مخلوق کا مرکز و منبع خدا ہی کو قرار دیا نعوذ باللہ اور سکے تقدیر یرحق کی ہانک لگانے۔

اب ہم سے چند اعتراض عجیبہ و واقعات غریبہ جو صحاح معتند اہل سنت مین مسطور ہین سنو اور جواب دو۔

سیان ابو حنیفہ ہین جو کہتے ہین - ایمان وہ چیز ہے نہ گھٹے نہ بڑھے ہے اسی لیئے ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے -

عمر خطاب ہین کہ جنھون نے معاملۂ قرطاس مین رسول اللہ کو ہذیان بکنا کہدیا اور ابو حنیفہ نے انہین حضرت خلیفہ ثانی کو ہذیان سے نسبت دی -

صلح حدیبیہ مین باعلان نبوت مین شک کیا کہ آج کا سا شک کبھی نہین ہوا -

بی بی عائشہ ہین جنھون نے عثمان بن عفان کی نسبت فرمایا - اقتلوا النعثل -

معاویہ صاحب ہین جنھون نے ابوبکر و عمر کو غاصب خلافت محمد بن ابوبکر کے خط مین تحریر کر دیا - بی بی عائشہ ہین جو صف جنگ جمل مین حاضر ہو کر حضرت علی سے جدال پر تل گئین اور لڑین یہانتک کہ مخذول ہوئین -

عثمان بن عفان ہین جنھون نے اپنے ارتداد سے توبہ کرکے تحریری توبہ نامہ صحابِ رسول خدا کو لکھدیا اور پھر بھی اُس پر قائم نہ رہے -

سفیان ثوری عالم اہل سنت ہین جنھون نے ابو حنیفہ کی نسبت لکھدیا کہ یہ شخص دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا - خوب ہوا مر گیا - ایسا منحوس اسلام مین پیدا نہین ہوا -

حمیدی اُستاد بخاری نے ابو حنیفہ کی نسبت صاف کفر کا فتویٰ دیا -

امام غزالی نے علے الاعلان فتویٰ دیا کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اُلٹ دیا اور زیر و زبر کردیا -

علامہ خطیب نے صاف کہدیا کہ ابو حنیفہ دجال ہے -

پیر دستگیر غوث اعظم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کافر ہے - گمراہ ہے جہنمی ہے -

وہی ابو حنیفہ ہین جنھون نے کہا احادیث نبوی کو نعوذ باللہ سوئر کی دم سے چھیل ڈالو

شیخ عبد الحق محدث دہلوی تکمیل الایمان مین فرماتے ہین ابوبکر اذل بطن قریش ہین -

خالد بن ولید خلیفہ ثانی کو اعیس بن جنفہ کہا کئے۔

خواہر بنت حکیم صحابیہ بین عمر خطاب کو کشتی زمین تحیرا سے عمر جوا اور حضرت امیر المومنین باب خدا سے ڈر۔

حضرت عباس نے انہیں خلیفہ صاحب کی نسبت فرمایا کہ لعنت اللہ ینظر الیک۔

خود خلیفہ ثانی اپنے نسب سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے۔ یہ سب امور ہم پہلے بحوالہ کتب اہل سنت لکھ چکے ہیں اور ہزاروں مطاعن و معائب ہیں جن سے کتابیں بھری ہیں ہم کہاں تک لکھیں۔ ہمارے ناظرین رسالہ کو خیال ہوگا کہ آیا وہ کس قسم کے اعتراضات ہیں جو نواصب وجوہر ناقصہ نے کئے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں ہوا۔ لہذا مختصر الفاظ میں ہم لکھے دیتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

اول جناب امیر نے تمام مال و متاع اسلحہ و اثاثہ حضرت عثمان خلیفہ برحق پر تصرف ناجائز کیا۔ حالانکہ مال مسلمان پر شرعاً و عرفاً تصرف جائز نہیں۔

ورثائے عثمان نے جبکہ دعوے کیا تو فوراً دیدیتے خود خورد برد نہ کر جاتے۔ یہ تصرف باعث گناہ کبیرہ کا ہوا۔ اور مرتکب کبیرہ لائق امامت نہیں ہو سکتا۔

جواب۔ یہ مال عثمان کا ترکہ جدی و پدری نہ تھا بلکہ بیت المال کا مال تھا اس پر خلیفہ برحق کو تصرف جائز تھا ورثائے عثمان نے جھوٹا دعوے کیا ان کو کیونکر مل سکتا تھا۔ ایسا ہی عمر خطاب نے بعد وفات ابوبکر و عثمان نے بعد انتقال عمر خطاب عمل کیا یہ جواب ہے جوہر کا جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ عمر و عثمان نے ایسا کیا بلکہ جسطرح خلافت خداداد پر قابض ہوئے ویسا ہی اس مال پر بھی کسی نظیر کی ضرورت نہیں ہر دو میں خلافت و بیت المال کے جناب امیر ہی مستحق تھے

مگر غصب وجبر وتعدی کا کیا علاج ۔ صبر وسکوت کا حکم تھا اُس پر عامل رہے ۔

دوسرے اولاد امہات کے مسائل میں جناب امیرؑ نے مذاہب مختلفہ اختیار کیے ایک حالت پر قائم نہ رہے اول آپ بیع اولاد امہات کے قائل رہے زمانہ خلافت عمر خطاب میں جب باجماع اصحاب بطلان بیع الاولاد امہات پر زور ہوا تو آنجناب بھی اُس اجماع میں شامل ہو گئے ۔ بعدہٗ اپنے عہد خلافت میں جواز بیع کا فتوے دیا ۔ اس پر قاضی شریح نے اعتراض کیا کہ تیری رائے جماعت کے ساتھ پسندیدہ تر ہے تیری اکیلی رائے سے اور خود بھی جناب کا قول ہے ۔ تحقیق ہاتھ اللہ کا جماعت پر اور جماعت کی مخالفت پر خدا کا غضب ہے ۔ نیز کلام مجید میں یہ فقرہ ہے ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین سے نہ اطاعت چاہیئے غیر راہ مومنین کے ۔ پس مخالفت اجماع کبیرہ ہے ۔

جواب ۔ جناب امیرؑ خلیفہ برحق فی وقت من الاوقات مجتہد مطلق تھے اس لیئے آپکو اجتہاد فرمانا اور فتوے دینا درست ہوا اسی طرح خلفائے ثلثہ نے بھی اکثر معاملات میں عمل کیا ہے ۔ اور اجماع زمانہ خلافت عمر خطاب قطعی نہ تھا بلکہ ظنی وسکوتی تھا ۔ پس باتفاق اصولیین مخالفت اجماع ظنی وسکوتی جائز ہے اور جبکہ باقرار ناصب جناب امیرؑ بھی اجماع میں داخل تھے اور اُس سے مخالفت کی تو اجماع بالاجماع متغیر ہوا اور درصورت تغیر قابلیت حجت کی نہیں رکھتا ۔

ہم اس جواب سے اتفاق نہیں کرتے جناب امیرؑ کا اس مسئلہ میں جو پہلا فتوے تھا وہی تادم حیات ۔ عمر خطاب کے وقت میں جو بطلان بیع اولاد اُمہات پر اجماع ہوا وہ بالکل ناجائز خلاف شریعت اُن کی خود پسندی وخود آرائی سے خود ایجاد کیا

ہیں چونکہ منجملہ اُن کے ایک یہہ بھی ہے جناب امیرؑ کیوں ایسی بیہودہ ایجادوں میں شریک ہونے لگے۔ عمر خطاب کے عہد میں جناب امیرؑ قاضی نہ تھے مفتی نہ تھے نہ اُن کی رائے پر قضایا کا فصل منحصر تھا پھر کیونکر ثابت ہوا کہ اس مسئلہ کی ایجاد میں آپ اجماع کے شامل ہوئے کوئی الکوئی فتوےٰ اُس عہد کا کہا ہوتا جس سے ثابت ہوتا کہ اب اجماع باطلہ سے متفق ہوئے۔ یہہ قول جناب امیرؑ کا تحقیق یا تحکم اللہ کا جماعت پر ہے الیٰ آخرہ۔ کس کتاب میں درج ہے۔ اور اُس کا کیا ثبوت ہے کہ آپ ہی کا قول ہے۔ ہرگز یہہ قول آپ کا نہیں ہے۔ صرف اجماع وجماعت صحیح وجائز ہونے کو یہہ قول آپ کا مفتریوں نے بنا لیا ورنہ اجماع خلافت ہے کو آپ ہمیشہ باطل وناجائز سمجھا کئے۔ تو اور مسائل میں اجماع کی کیا وقعت ہوگی باطل پر صدہا اجماع ہوا کیئے مگر آپ نے حق کو نہ چھوڑا اور باطل کا ساتھ نہ دیا کلام مجید کا فقرہ بجز طریقہ مومنین غیر کی تبعیت اسلئے ہی درست وبجا ہے اسی پر جناب امیرؑ نے عمل کیا۔ دیکھو حدیثین بخاری ومسلم حق ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ حق کے۔ قرآن ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ قرآن کے۔

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ رسول اللہؐ وابوبکر کے عہد میں بیع اولاد امہات کا جواز تھا۔ عمر خطاب کے عہد میں اُس کے بطلان پر کیوں اجماع ہوا آیا بجز کج رائی وخود پسندی کے اور کوئی بات تھی۔ حضرت علیؑ نے اپنے عہد مبارک میں وہی جواز قایم رکھا جو رسول اللہؐ کے زمانہ میں تھا۔ قاضی شریح مردود لاکھ چیخے پکارے اُس کی کیا اصل کہ اعتراض کرتا وہ کون تھا خلیفہ وقت پر انحصار فصل قضایا تھا یا قاضی ومفتی پر یہہ سب مکاری وچلبازی نواصب مردود اور اُن کے ہمزبان مطرود کی ہے۔

جناب امیرؑ کا قول وفعل طرز معاشرت رفتار گفتار سب کچھ ابتدا سے انتہا تک ایک رہی۔

تیسرا جناب امیرؑ نے مسئلہ توریث جد مین احکام مختلفہ جاری فرمائے ایک حالت پر قایم نرہے حالانکہ خود ہی جناب کا قول ہے۔

ترجمہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے درمیان دوزخ کے پس چاہیئے کہ وہ کلام کرے مسئلہ جد مین۔

جواب جوہر۔ امر واقعی یہہ ہے کہ اس مسئلہ مین بہت بڑا اختلاف تھا نہ یہہ مسئلہ خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین طے ہوا۔ نہ جناب امیرؑ کے چنانچہ اس مسئلہ کی بہت بڑی بحث درباب توریث جد ابوبکر و زید بن ثابت زمانہ عمر خطاب مین ہوئی۔ مگر تصفیہ کلی نہین ہوا۔ پس درصورت اختلاف مجتہدین مجتہد وقت اپنے اجتہاد کو جاری کرے تو نقصان کیا ہے۔ اور یہہ فرمانا آپ کا کہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے دوزخ مین الی آخرہ از راہ احتیاط تھا کیونکہ اس مسئلہ مین کوئی نص قطعی نہ تھی کہ اُسپر حکم کیا جاوے اور جبکہ کسی مسئلہ مین آیت یا حدیث نہین ملتی تو قیاس کو دخل دیا جاتا ہے ہم کو اس جواب سے اتفاق نہین ہے۔

اول تو احکام مختلفہ لکھنا چاہیئے کہ جناب امیرؑ نے اس مسئلہ مین ایک حالت پر قیام نہ کیا۔

دویم اس قول کی صداقت کہ مسئلہ جد مین کلام کرنا دوزخ کے داخلہ کا ارادہ کرنا ہے۔ کیونکہ یہہ مسئلہ ایک ایسا شدید و پیچیدہ و مسکت نہین ہے جس کے لیئے

جناب امیرؑ نے ایسا فرمایا۔ خلفائے ثلثہ کے عہد میں جاہلیت و کج رائے و قیاس پر زیادہ عمل تھا اس لیئے بحثین ہوئی ہونگی اور مسئلہ نہ طے پایا ہوگا مگر جناب امیرؑ نے اپنے عہد مبارک مین دودھ اور پانی الگ کردیا کوئی بحث باقی نرہی۔ اس مسئلہ کی کیا حقیقت تھی جو طے نپاتا۔ دیکھو تنزیہ الانبیاء و دیگر کتب فقہ شیعیان اہل بیت اطہار۔

ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ مین ابو البختری سے روایت ہے کہ ہم سے علیؑ نے بیان کیا کہ مجھے رسولؐ خدا نے یمن کی طرف بھیجا اور مین جوان تھا۔ مین نے عرض کیا کہ اے رسولؐ خدا آپ مجھے ایک قوم پر بھیجتے ہین کہ مین اُن مین فصل قضایا کرون مین نوجوان آدمی ہون۔ حضرتؐ نے فرمایا آؤ میرے پاس آؤ مین آپ کے قریب گیا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا بار خدا علیؑ کے سینہ کو ہدایت سے بھر دے اور اُس کی زبان کو ثابت رکھ۔ علیؑ فرماتے ہین اس کے بعد پھر مین نے دو شخصون کے فیصلہ مین کبھی شک نہین کیا اسی حدیث کی تفسیر مین لکھا ہے۔ ایک شخص کو عمر بن خطاب کے پاس لوگ لائے عمرؓ نے اُس سے پوچھا کیف اصبحت اُس نے جواب دیا اصبحت احب الفتنة واکرہ الحق واصدق الیہود والنصاریٰ واومن بمالم اراہ واقر بمالم یخلق۔ اس کلام سے لوگون کو حیرت ہوئی اور کسی کے ذہن مین اس کے معنے نہ گزرے۔ عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو بلایا آپ نے اس کا یہ کلام سنکر فرمایا یہہ سچ کہتا ہے۔ بیشک یہہ دوستدار فتنہ ہے چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ انما اموالکم واولادکم فتنة۔ یعنے تمہارے مال و اولاد فتنہ ہین اور حق یعنی موت کو

مکروہ و برا جانتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وجاءت سکرت الموت بالحق ذالک ما کنت منہ تحید۔

یعنی بیہوشی موت کی حق کے ساتھ آئی یہہ وہ چیز ہے جس سے تو کترا تا تھا اور یہہ شخص مصداق اہل کتاب ہے قال اللہ تعالےٰ وقالت الیھود لیست النصاریٰ علی شیٔ وقالت النصاریٰ لیست الیھود علیٰ شیٔ۔ یہود نے کہا نصاریٰ کسی دین پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا یہودی دین پر نہیں حالانکہ وہ سب کتاب پڑھتے ہیں شیخص سو من بغیر ری سے یعنی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اُس ذات وحدہ لاشریک کو بن دیکھے مانتا ہے اور قرآن غیر مخلوق ہے یعنے مقر ساعت و معاد ہے۔ حضرت ثانیؓ کی یہہ گفتگو سنکر عمر خطاب نے کہا پناہ مانگتا ہون خدا سے اُس دن کے لیے جسمین علیؓ نہون۔

سعید ابن المسیب کہتے ہین عمر خطاب اکثر کہا کرتے اللھم لا تبقنی لمعضلة لیس لھا ابوالحسن۔ یعنے خداوندا اُس زمانہ سے پناہ مانگتا ہون جسمین علیؓ نہون۔

کیون جوہر صاحب جس کا سینہ بدعائے رسول اللہؐ نور ہدایت سے معمور۔ اور زبان حق سے مماثلت و مناسبت کلی رکھتی ہو اور خلیفہ ثانی کے عہد مین ایسے مسئلہ لاینحل کا انکشاف و اسرار نہانی کا اظہار ہو اُس سے مسئلہ توریث جد مین اختلاف ہو۔ لا واللہ لا۔ یہہ محض کید عظیم اخوان الشیاطین ہے۔

ترمذی مین ابن سعد سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا وجہ ہے آپ حدیث کرنے مین سب سے زائد ہین۔ جواب دیا کہ جب مین رسولؐ خدا

سے پوچھتا تب بھی آپ جواب دیتے اور جب نہ پوچھتا تب بھی آنحضرت ابتدا فرماتے۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں عمر خطاب فرمایا کرتے کہ علی کے مثل کوئی قاضی نہیں ابن مسعود کہتے ہیں مدینہ والوں میں سب سے زائد قاضی حضرت علی تھے ابن عباس فرماتے ہیں جب ہمیں کوئی ثقہ حضرت علی سے حدیث کرتا تو ہمکو عذر نہ ہوتا۔

سعید ابن المسیب کہتے ہیں اس مشکل قضیہ میں جس میں علی نہوتے عمر خطاب اللہ سے پناہ مانگتے تھے۔ سعید ابن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت علی کے سوا صحابہ میں ایسا نہ تھا جو سلونی کہتا ہو یعنے مجھ سے پوچھو ابن عساکر ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں سارے مدینہ والوں میں سے علم فرائض میں دانا تر اور قاضی علی ابن ابی طالب تھے۔

چوتھا جناب امیر نے ایک زندیق کو آگ میں جلوا دیا۔ اس قصہ کو شریف مرتضے نے تنزیہہ الانبیا والائمہ میں لکھا ہے۔

ترجمہ تحقیق جناب امیر نے ایک شخص کو آگ میں جلا دیا جس نے لونڈی کے ساتھ اغلام کیا تھا۔ حالانکہ حدیث متفق علیہ میں سخت ممانعت ہے۔ قال رسول اللہ لا تعذبوا بعذاب الناس۔ نہ عذاب کرو کسی پر آگ کا۔ پس جناب امیر نے صریح خلاف حدیث عمل درآمد کیا۔

جواب۔ واقعی جناب امیر نے زندیق لوطی کو اپنے حکم سے جلوا دیا سبب یہہ ہے کہ جناب کو یہہ حدیث معلوم نہ تھی جب یہہ حدیث پہونچی اپنے سہو پر

ندامت فرمائی - مجتہد باوجود خطا کے بھی صواب کا مستحق ہوتا ہے اور انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے -

ابوبکر کو بھی میراث جدہ معلوم نہ تھا - مغیرہ بن شعبہ و محمد بن مسلمہ سے سنکر آپ نے حکم میراث جاری کیا -

ہم کہتے ہین یہہ جواب جو بہر کا صرف پردہ داری ابوبکر کے لیئے ہے کہ وہ میراث جدہ سے لاعلم تھے - تعجب ہے جو اعلم الناس باب مدینہ علم نبوت ہو اور بقول مخبر صادق قرآن کا ہمراز و ہمدم و ہمنفس ہو اُسے تیس سال تک حدیث نبوی سے لاعلمی رہے یہہ ممکن نہین اور عقل بشر ہرگز قبول نہین کرسکتی - اگر یہہ حدیث عذاب نار کی صحیح ہوتی تو ضرور آپ اسی پر عمل کرتے کیونکہ آپ سے زیادہ قرآن و احادیث صحیحہ کا واقف کار کون ہوسکتا ہے - پس ظاہر ہے کہ یہہ حدیث موضوعی بعد خلافت جناب امیر عہد بنی امیہ مین صرف الزام دہی کے واسطے بنائی گئی - حدیث سنکر اپنے سہو سے ندامت فرمانا کس کتاب مین لکھا ہے کچھ بھی تو حوالہ دینا تھا ایسی اول جلول باتین بک دینا بجز مجذوبانہ بڑ کے اور کیا سمجھا جاوے دعوئے بے دلیل قبول خرد نہین -

جو سزا جناب امیر نے دی بہت ہی بجا اور مطابق شریعت خدا و رسولؐ ہے - تمہارا اسچ تو تب ظاہر ہوتا کہ جہان جناب علم الہدا نے زندیق لوطی کو جلانا تنزیہ الانبیا مین تحریر فرمایا ہے وہان جواب اور دلائل معقول بھی لکھے ہین اُن مین سے کچھ بھی لکھتے تو راست و دروغ معلوم ہوجاتا مگر نواصب اور تم کو صرف اعتراض عذاب نار کا ہے اور بیسا ختہ دل کڑہتا ہے کیا کہیئے زمانہ ماسبق مین جناب امیرؑ کو صبر و سکوت کی ہدایت تھی ورنہ بڑے بڑے ریشبائیل پیر نابالغ اس مرض مین مبتلا تھے وہ بھی جلا کر

راکھ کا ڈھیر کر دیئے جاتے۔

صراح وغیاث اللغات وغیرہ دیکھو اس فعل کو علت مشایخ سے مناسبت دیتے ہیں بلکہ اصلی معنے ہی علت مشایخ کے لکھ دیئے ہیں۔

چونکہ بنی عباسیہ کے زمانہ میں عورتوں کے ساتھ لواطہ کرنا زور رائج تھا اسواسطے محدثین اہل سنت نے یہہ روایت بنائی کہ آیہ نساءکم حرث لکم اسی بارے میں نازل ہوا کہ عورتوں کی دُبر میں جماع کرو جسکی قباحت پر متنبہ ہو کر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکالدیا۔ مگر ابوحنیفہ نے عام فتوے دیدیا کہ عورتوں کے ساتھ لواطہ جائز ہے اور اوس کی کوئی اصلاح بھی نہ کر سکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار میں لکھتے ہیں کہ کہا عبدالرحمن بن قاسم نے میں نے کسی ایسے شخص کو جو قابل اقتدا ہو امر دین میں ایسا نپایا جو اس میں شک کرتا ہو کہ عورتوں کی دبر میں وطی کرنا حلال ہے بعد اُس کے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا کہ اب اس سے بڑھ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اگر وطی کرے اپنے غلام کی دبر میں یا لونڈی کی دبر میں یا عورت کی دبر میں تو اُس پر حد نہیں۔ اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

پانچوان جناب امیر نے ایک شرابی پر حد شرع جاری کی اور وہ مرگیا تو آپ نے اُسکے ورثا کو دیت عطا کی۔ پس جناب کو اپنی رائے پر شبہہ ہوا جو ورثا سے متوفی کو دیت دی۔

جواب۔ دیت ورثا کو بنظر احتیاط دی نہ از راہ شک اگر شک ہی ہوتا تو حد کیون جاری فرماتے پس احتیاط فرمانا باعث کمال تقوے ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

أولئك هم المتقون خیر ہی صحیح

چھٹا - جناب امیر نے ولید بن عقبہ کے صرف چالیس کہ نصف حد ہے درے لگوا کر بپاس قرابت عثمان چھوڑ دیا - حالانکہ یہہ فعل مخالف کتاب اللہ و سنت ہوا -

جواب - اس لیئے نصف حد جاری کی کہ ایک شاہد نے شراب پینے کی دوسرے نے قے کر دینے کی شہادت دی پینا نہ پینا برابر ہوا پس نہ مخالفت کتاب اللہ نہ رعایت رشتہ داری عثمان -

ساتوان - ایک مجرم نے اپنے جرم سے اقرار کیا اور اپنے اوپر حد جاری ہونیکی درخواست کی مگر جناب امیر نے بغیر قصاص چھوڑ دیا -

جواب جوہر - مقتول کے ورثا نے اس مجرم پر قصاص نہ چاہا جناب نے اپنی رائے سے مجرم کو نہین چھوڑا -

آٹھوان - مولاۃ حاطب کو سنگسار کیا - حالانکہ وہ لونڈی تھی جس پر رجم نہین -

جواب جوہر - حاطب نے لونڈی کو آزاد کر دیا تھا - پس آزاد پر حد جاری کیا جانا شرع شریف مین جائز ہے -

نوان - ایک چور کی بجائے ہاتھ کے اونگلیان خنجر سے کٹوا دین -

جواب جوہر - یہہ قصور جلاد کا تھا جو حکم کو اچھی طرح نہ سمجھا -

دسوان - جناب امیر نے بچون کی شہادت منظور کی حالانکہ نص قرآن کے خلاف ہے -

جواب جوہر وہ بچون کا حال تھا اور پورا دجوان کوئی واقف کار نہ تھا۔

گیارہوان - ایک دو چشم نے یک چشم کی آنکھ پھوڑ ڈالی قصاص مین ظالم کی دونو آنکھین پھوڑنے کا حکم دیا گیا۔

جواب جوہر - مظلوم یک چشم کی آنکھ حکم دو آنکھ کا رکھتی تھی۔

بارہوان - جناب امیر نے حد سرقہ ایک نا بالغ بچہ پر جاری کی حالانکہ وہ مرفوع القلم ہین۔

جواب جوہر - تادیباً و تنبیہاً ایسی سزا جائز ہے۔

تیرہوان - ایک چور نے حضور مین جناب امیر کے حاضر ہوکر جرم کا اقرار کیا - اور حد جاری ہونے کی درخواست کی - جناب نے بغیر قصاص کے چھوڑ دیا - گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے -

جواب جوہر - اسکا ذکر کتب اہل سنت مین نہین ابن بابویہ قمی شیعہ نے اپنی کتاب مستند مین لکھا ہے شیعون سے جواب لینا چاہیئے -

ابن بابویہ قمی علیہ الرحمتہ نے جہان یہہ حال لکھا ہے وہان وجوہ رہائی بھی درج کئے ہین - ادنکو تم نے کیون ترک کیا - مقر بجرم فاتر العقل تھا کوئی مدعی نہ تھا کوئی مال چوری نہ گیا تھا پس کیونکر سزا ہوتی -

چودہوان - نجاشی حارثی شاعر کو لوگ جناب امیر کے روبرو پکڑ لائے جس نے رمضان المبارک مین شراب پی تھی آپ نے حد سے بیس درے زیادہ لگوائے حد الہی مین زیادتی کی -

جواب جوہر - اس روایت کو بھی ابن بابویہ قمی نے لکھا ہے شیعون پر جواب دہی فرض ہے - مگر رمضان کی حرمت سمجھکر جناب امیر نے بیس درّے زیادہ لگوا دیئے ہونگے مگر یہہ بات محض لغو ہے اور جناب امیر کی ہجو -
ہم کہتے ہین ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے قول نواصب کی نقل کرکے جواب لکھا ہے کہ انکا اعتراض زیادتی دُرّونکا محض بے جا ہے اور اتہام - جناب امیر نے حدالٰہی کے مطابق سزادی ہے -

پندرہوان - جناب امیر نے دعوی الوہیت کیا جیسا کتب سنی و شیعہ مین مرقوم ہے الست بربکم وان انشی الاریاح وانا حی لایموت پس جناب دائرہ اسلام سے خارج ہوئے

جواب جوہر - یہہ قول نواصب کا محض خلاف ہے اس کا مذکور کتب معتبرہ اہل سنت مین مطلق نہین اور نہ کوئی سنی المذہب اس بات کا معتقد ہے کہ جناب امیر نے کلمہ شرک اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہو - ہان اس قسم کے عقائد پر کائد البتہ ابن سبا کے چیلون نے اپنی کتب مستندہ مین درج کیئے ہین پس اس کا جواب بھی فرقہ عبد السبابہ کے ہی ذمہ ہوگا - اگر بفرض محال یہہ اتہام تسلیم بھی کر لیا جاوے تو اہلسنت کی طرف سے یہہ جواب قرین مصلحت ہوگا کہ اکثر یہہ حالت اولیائے کرام و صوفیان عظام پر طاری و ساری ہوا کرتی ہے چنانچہ حدیث متفق علیہ مین واقع ہے - انت عبدی وانا ربک اخطا من شدۃ الفرح - تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون خطا کی مین نے غلبہ خوشی مین - پس جو امر عالم بیخودی مین سرزد ہوا اُس پر طعن کرنا خود ہی مورد لعن بنا ہے - جن اولیائے اللہ کی نسبت نواصب کو بھی حسن عقیدت

سے ہے اُن میں سے بعض نے اس قسم کے کلمات عالم بیخودی میں اپنی زبان سے نکالے ہیں۔ پس یہہ الزام صریح اتہام جناب امیر پر کہ سرزد او لیا ہیں ہرگز عائد نہیں ہوسکتا اور اگر نعوذ باللہ ہوسکتا ہے تو وہ اولیا اللہ جن کی ولایت کا نواصب کو بھی بدل اقرار ہے اس الزام سے بری نہیں ہوسکتے اپنی کتب سیر کی سیر کرو۔

ہم کہتے ہیں جوہر نافہم نے باوصف انکار اقرار بھی کر لیا۔ اور حدیث متفق علیہ بھی پیش کردی اور نواصب کے اولیائے مقبولہ کا حوالہ بھی دیدیا کہ اُن کے اولیا نے بھی اس قسم کے کلمے زبان سے نکالے ہیں۔ پس فرقہ عبد السبائیہ و ابن سبا کے چیلوں میں خود ہی باقرار خود شامل ہوگئے ع بادوہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

ہمارا جواب یہہ ہے فرقہ حقہ اثنا عشریہ کی کتابوں میں اس قول جناب امیرؑ کا سایہ بھی نہیں ہے نہ اس فرقہ ناجیہ کا اس پہ اعتقاد کہ جناب امیرؑ نے دعوے الوہیت کیا نعوذ باللہ وہ قاطع شرک تھے اور قاتل مشرکین۔ دیکھو خانہ کعبہ میں رسول خداؐ کے دوش مبارک پہ سوار ہوکر لات و ہبل وغیرہ بتوں کو توڑ پھوڑ کر خاک میں ملادیا ؎

علیؑ بر دوش احمدؐ چشم بد دور عیاں شد سینئے نورٌ علےٰ نور

جس نے اون کو خدا کہا اوسے جلا کر راکھ کردیا ہاں ایسے اقوال شیطانی عبد النعمانی ابو حنیفہ کے چیلوں کی کتابوں میں بہ کثرت مرقوم ہیں اور اُنہیں کے ہر گدائے دریوزہ گرد سنگ نوش خرقہ پوش کو دعوے انا الحق و انا ربک کرنے کا استحقاق ہے جو باعلان کررہے ہیں دیکھو کتب حال و قال اپنے صوفیائے کرام کی اور واقعات تاریخی منصور حلاج وغیرہ پس جبکہ دُھنئے جولاہوں کو انا الحق کہنے کا حوصلہ ہے تو شرفائے قوم کو اس سے بھی بڑھ کر کوئی کلمہ کہہ دینا کیا عجب ہے۔

جوہر الایقان مصنفہ مولوی مفتی حکیم محمد عبد الکریم دہلوی سنی المذہب مین آنحضرتؐ سے صحیح حدیث درج ہے لانی لارجوا لامتی فی حبھم لابی بکر وعمر ما ارجو لھم فی قول لا الہ الا اللہ
ترجمہ - اسلیے کہ مجھکو اپنی اُمت سے ابو بکر و عمر کے ساتھ محبت کرنے مین وہ امید ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے مین وہ امید نہین ہے انتہی -

اب فرمایئے ابو بکر و عمر کی محبت لا الہ الا اللہ کہنے سے بدرجہا بڑھ گئی خود رسولؐ اللہ کی نسبت جو جائے اُمتیان پس اس فرقہ عبد النعمانی مین دعوے الوہیت و نبوت کرنا کیا بعید ہے اور رسولؐ خدا کی نسبت بھی احمد بے میم وغیرہ کہا جاتا ہے اور سولہ وغیرہ مین پڑہا جاتا ہے ہم کو طول فضول کا خوف ہے ورنہ صدہا قول نقل کرتے جسے دیکھنا ہو کتب صوفیہ مین ایسے دعوے ہزارون دیکھ لے -

سولھوان - جناب امیرؑ نے عراق و یمن و عمان کی امارت پر اپنے اقربا کو مقرر کیا اور طلحہ و زبیر کہ اصحاب بدر سے تھے کوفہ و بصرہ کی امارت پر پسند نہ کیے گئے -

جواب جوہر - رشتہ داران با اعتبار کا مقرر کرنا بہتر ہے اُن اغیار سے جو اطاعت مین پہلو تہی کرین چنانچہ ایسا ہی عثمان بن عفان نے اپنی خلافت مین کیا تھا یہ جواب پردہ داری عثمان کے لیئے ہے مگر ہم اتفاق نہین کرتے - جناب امیرؑ نے عبد اللہ ابن عباس کو کہ ابن عم رسولؐ اللہ بھی تھے امارت دی اور محمد بن ابو بکر کو جو خلیفہ اول کے لخت جگر تھے اور کسی رشتہ دار کو امارت پر مامور کرنا بتلاؤ مثل عثمان کے جنھون نے بنی اُمیہ خاص الخاص اپنے قرابت دارون کو تمام ممالک محروسہ پر قابض کر دیا - اور بیت المال اُنکا شیر مادر ہو گیا - دیکھو تاریخ اعثم کوفی

وغیرہ ولید بن عقبہ شرابخور کو حاکم کوفہ بنایا جو ہمیشہ حالت نماز میں مخمور و بدمست رہتا اور کہتا اگر کہو اور دو رکعت پڑہا دون مروان بن حاکم طرید رسول اللہ تھا اُس کی فقرات اُس کی شرارتون کو دیکھ کر آنحضرت نے مدینہ سے نکلوا دیا اور فرمایا یہہ مروان وہ ہے جو کتاب اللہ مین منافقت و طریقہ رسول اللہ مین مخالفت پیدا کریگا چنانچہ ابوبکر و عمر نے بھی مروان کو اور دور تک نکلوا یا مگر عثمان غنی نے جنکو صلہ رحمی کا بڑا خیال تھا نہ رسول اللہ کی سنت پر عمل کیا نہ سیرت شیخین پر باوصف علم حدیث مخبر صادق دربارہ منافقت و مخالفت کتاب اللہ و طریقہ رسول اللہ ہمراہی و اکرام اُسکا وزیر در کن اعظم مہمات مالی و ملکی بنایا نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسول آخر کتاب اللہ مین منافقت و طریقہ رسول اللہ مین مخالفت جو اِن ذات شریف نے کی اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے نہ انکا وجود نابود دنیا مین ہوتا نہ اسلام کی یہہ گت ہوتی -

ستر ہوان - یہہ کہ قاتلان عثمان شہید مظلوم سے قصاص نہ لیا حالانکہ قرآن مجید مین النفس بالنفس واقع ہے پس درصورت اغماض جناب امیر گنہگار ٹھہرے -

جواب جوہر - جناب امیر پر قاتلان عثمان سے قصاص لینا اُس وقت فرض تھا جبکہ ورثائے مقتول قاتل کا نشان دیتے قطع نظر اِس کے خلیفہ پر عدل واجب ہے نہ تلاش قاتل -

ہم کہتے ہین جبکہ عائشہ صدیقہ مجتہدہ نے باعلان فتوے قتل عثمان اقتلوا نعثلا کا دیدیا اور خود عثمان خلیفہ وقت نے اپنے ارتداد و عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی پر نہ کرنے کا اقرار کر کے اصحاب جلیل القدر کے روبرو توبہ کی بلکہ تحریری توبہ نامہ باقرار

عدم عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی لکھدیا اور بعد از توبہ نامہ کے بھی اپنے حرکات و عادات سے باز نہ آئے اور اپنی ارتداد پر مصر رہے جیسا ہم نے تاریخ اعثم کوفی سے نامہ توبہ نامہ بجنسہ نقل کرکے صفحہ ۱۴۱ اولین دکھلایا ہے تو شرعاً و عرفاً اونکا قتل جائز ہوا پھر قصاص کیسا اور تلاش قاتل کو۔

اٹھارہوان۔ یہہ کہ ابوموسے اشعری کے گھر کو آگ لگوا کر جلوا دیا اور سارا مال و اسباب انکا لٹوادیا۔ جناب امیر نے زیادتی کی۔

جواب۔ جوہر۔ تاریخ طبری مین یہہ معاملہ اس طرح مسطور ہے کہ مالک اشتر و اونکے غلامون نمک حرام نے گھر مین آگ لگادی اور سارا مال و متال لوٹ لیا اس امر کی جناب امیر کو مطلق خبر نہ تھی زیادتی کیسی۔

ہم کہتے ہین ابوموسے اشعری سادہ لوح دور از عقل کے سبب سے خلافت حقہ درہم و برہم ہوگئی اور معاویہ شامی کیطرف خلق رجوع ہوگئی۔ پس اگر ایسے آدمی کو بھی گھر کے ساتھہ ہی جلا دیتے تو خوب ہوتا کیونکہ جس کی ذات سے اسلام مین فساد عظیم واقع ہوا اُس کی سزا یہی تھی۔

مالک اشتر و اُنکے غلام نمک حلال باوفا نے بہت ہی اچھا کیا ابوموسے اشعری کو بھی خاکستر کردیتے تو لطف ہوتا۔

اُنیسوان۔ یہہ کہ ابومسعود انصاری کی جناب امیر نے اہانت کی گنھگار ہوئے۔

جواب۔ جوہر۔ جناب امیر نے ابومسعود کی اہانت اسوجہ سے کی کہ وہ طرفداری باغیون کی کرتے تھے تنبیہہ مین گناہ کیا ہے۔

ہم کہتے ہین جبکہ باغیان خلافت کا قتل و قمع جناب امیر پر فرض تھا تو اُنکے

طرف دار ہیں راز دار اصلاح کار سب قتل کے مستحق تھے انصاری ہون یا مہاجر۔

کیون جوہر ناظم۔ ابوہریرہ سے صحابی جلیل القدر صحابی رسولؐ کو صرف صحیح حدیث نبوی کی بیان کرنے کی علت مین خلیفہ ثانی نے اتنے کوڑے لگوائے کہ بیچارے کی پیٹھ لہو لہان ہو گئی۔

ابوذر غفاری مصاحب خاص رسول اللہؐ کو خلیفہ ثالث نے شام سے مدینہ تک برہنہ اونٹ پر لا کر جلا وطن کر دیا۔ عمار یاسر کو خود خلیفہ نے اتنی ٹھوکرین مارین کہ ان کو عارضہ فتق کا ہو گیا۔ یہ نظیرین آپ نے نہ لکھین۔ ابو مسعود کی اہانت پر یہ قیل وقال۔

بیسوان یہ کہ جناب امیرؑ نے اپنے حقیقی بھائی حضرت عقیل کو اس درجہ ناراض کیا کہ وہ جناب کے دشمن سے جا ملے۔

جواب جوہر۔ جو رنجش فیمابین جناب امیرؑ و حضرت عقیل کے ہوئی وہ بمقتضائے بشریت تھی جیسے درمیان حضرت موسےؑ و حضرت ہارونؑ اور باہم ابوبکر و عمر شیخین۔ بخاری مین ابودردا سے روایت ہے کہ ایک بار باہم ابوبکر و عمر رنج ہو گیا ابوبکر آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے اور عمر سے کچھ گفتگو ہوئی اور رنجش ہو گئی مین ان پر غصہ ہوا اگر بعد کو مین خود شرمندہ ہو کر عمر کے پاس قصور معاف کرانے گیا مگر انھون نے قصور معاف نہ کیا اس لئے آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اس عرصہ مین عمر بھی حاضر ہوئے۔ حضرتؐ کے چہرہ سے آثار غصہ نمودار ہوئے ابوبکر ڈرے اور زانوؤن پر کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ

عمر کا قصور نہیں ہے بلکہ زیادتی میری جانب سے ہوئی تب حضرتؐ نے یہہ حدیث فرمائی۔
بخاری مین ابو درداء سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ خدا نے مجھے تمہاری
طرف بھیجا سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا کہ سچا ہی اُس نے
میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میری ساتھی
کو میری خاطر سے چھوڑو گے۔
یہہ حدیث اس مصلحت سے لکھی گئی ہے گو کہ بظاہر نواصب کا جواب ہی مگر
دراصل بمقابلہ اہل تشیع خلافت بلا فصل ابوبکر کا اثبات ہی۔ انتہیٰ
جوہر نادان پھر خلافت کا چرخہ لے بیٹھے۔ ہم کہتے ہین یہہ اعتراض ہے جوہر
کا ساختہ ہے اسی حدیث کے لیئے جیسا انکو خود اقرار ہے ورنہ اس اعتراض کی اصل
ہی کیا ہے خانگی رنجشین آنحضرتؐ اور ازواج مقدسہ کی دیکھو جن کو ہم نے مختصر لکھا ہی
تب آنکھین کھلین گو کہ ہم اُن کی تصدیق نہین کر سکتے مگر تمہاری کتابون مین فخریہ درج ہے
اس لیئے تم کو اُنپر اعتبار کرنا چاہیئے۔ رہا حدیث سے اثبات خلافت بلافصل جبکہ
وہ حدیثین جن مین صاف الفاظ مین ابوبکر کا خلیفہ بنانا کہا گیا ہے کارآمد نہین تو یہہ
حدیث کیا مفید ہوگی جس مین خلافت کا ذکر ہی نہین۔
خدا نے آیہ والسابقون الاولون مین مہاجر و انصار دونون کی قید لگا دی ہے
تصدیق رسالت اول ہو۔ یا بعد ہجرت سبقت اسلام ابوبکر کس کام کی رہی اور وہ حدیث
حضرت ابوذر غفاری صادق القول بقول مخبر صادق کس اصول سے خارج از بحث
قرار پائی جو ابو طلحہ سے بیان کی گئی کہ حضرت علیؑ سابق الاسلام و صدیق اکبر فاروق
اعظم و یعسوب دین ہین۔

ابو درداکو بمقابلہ حضرت ابو ذر غفاری کیا وقعت ہوسکتی ہے معلوم نہین کس حیثیت کی سوالی ہین ۔

اکیسوان ۔ یہ کہ جناب امیرؑ نے دو مرتبہ عمداً نماز فرض ترک کی مرتکب کبیرہ ہوئے اگر کہین کہ معذوری تھی تو درصورت عذر معقول حاجت ردشمس کیا ہے ۔

جواب جو کتب معتبرہ اہل سنت مین ردشمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین مگر اہل تشیع کی معتبر کتب مین اس قصہ کا مذکور ہے پس اسکا جواب اُنہین کے ذمہ ہے ۔ اگر شواہد ملا جامی کا حوالہ دیا جائے کہ جناب امیرؑ کے لئے دو بار ردشمس ہوا تو جواب یہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے پشت کتاب پر لگا کر چھپوا دی ہوگی ۔

بیان جوہر تم ایسا گریز کرتے ہو جیسا جنگ اُحد و حنین سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ۔

ہم پوچھتے ہین یہہ قصے ردشمس شواہد ملا جامی کے پشت کتاب پر درج ہین یعنی اوراق علیحدہ پر شیعون نے چھپوا کر اسمین چسپان کر دیا یا پشتہا پشت سے کتاب مذکور کے بین بین لکھے ہین ۔ اور ابتدائے تصنیف سے اب تک نسخہ ہائے قلمی و مطبوعہ دونون مین موجود ۔

پس تمہارے پاس جو کتاب ہے اُس کی پشت پر شیعون کی الحاقی کارروائی ہوئی تمہین کو اس کی خبر ہوگی دوسرے کو کیا خبر ۔

افسوس ہے ایسی روایات صحیحہ سے خلاف عقاید اہل سنت تم منکر ہو تو یہ اوپنے علمائے

متقدمین و متاخرین کو جھوٹا بناتے ہو۔

ہم کہتے ہیں اگر رد شمس ہوا تو نماز بھی ترک ہوئی اگر رد شمس نہیں ہوا تو نماز کا ترک ہونا بھی محال دونو لازم و ملزوم ادر پہلے رد شمس میں تو جناب رسول خدا کی دعا کی اجابت ہے کیونکہ آنحضرتؐ حضرت علیؑ کے زانو پر فرق مبارک رکھ کر سو گئے۔ عصر کا وقت تمام ہو گیا۔ آنحضرتؐ بیدار ہوئے ۔ پوچھا یا علیؑ تم نے نماز عصر پڑھی آپ نے عرض کی اطاعت رسولؐ میں تھا۔ اس لئے وقت جاتا رہا آنحضرتؐ نے دعا کی آفتاب قریب غروب تھا کچھ اوپر آگیا حضرت علیؑ نے نماز ادا کی پھر آفتاب غروب ہو گیا پس اجابت دعائے نبوی کا کیوں انکار ہے۔

دوسری بار جنگ صفین میں خود حضرت علیؑ کی دعا سے آفتاب کی رجعت ہوئی کہ وہاں بھی بوجہ قتال نواصب و خوارج شامیان بدبخت نماز کا وقت باقی نہ رہا تھا۔ گو کہ عذر معقول تھا مگر نواصب و خوارج نامعقول کے کید عظیم و کور باطنی پر خیال کر کے خدائے قادر کی قدرت و جلالت اپنی مقبولیت و خصوصیت دعا کی اجابت کا جلوہ دکھا دیا کہ یہ نہ کہنا نماز فرض ترک ہوئی اور ترک ہوئی تو برجعت آفتاب خدا نے ادا کرا دی۔ یہ اُسکا فضل اُس کی عطا اُس کی بندہ نوازی ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

رسولؐ خدا کی نماز پر جو اہل سنت اعتراض کرتے ہیں اُس کی خبر نہیں کہ نماز ظہر میں صرف دو رکعت پڑھی جب لوگوں نے یاد دلایا تو آپ نے اعادہ کیا اور پوری چار رکعت ادا کی تف برین بے شرمی کہ جن انفاس قدسیہ پر نماز کو خود ناز ہو اُن پر ترک نماز کا اتہام ہیچ ہذیان ۔

بائیسواں یہہ کہ جناب امیر معصوم تھے تو ہمیشہ یہہ کیوں فرمایا کرتے کہ مجھپر شیطان ونفس غالب رہتا ہے۔

جواب۔ جوہر۔ ہرگز ہرگز جناب امیر و نیز دیگر ائمہ کو اہل سنت معصوم نہیں جانتے اسکا جواب بھی شیعوں سے دریافت کرنا چاہیئے نہ اہل سنت سے ہم سے کہتے ہیں بعض اہل سنت انبیا علیہم السلام کو معصوم نہیں سمجھتے۔ جوہر کج فہم خدا ہی کو جملہ مخلوق کے معاصی و معائب کا مخزن و فاعل و صانع و موجد قرار دیتے ہیں پس حضرت علیؑ کی معصومیت کا کیوں اقرار کرینگے۔ مگر ہاں شیعہ اہل حق جنکو تمیز حق و باطل و شناخت عاصی و معصوم ہے وہ ثابت کرتے ہیں اور کور باطنوں کو نور کی تجلی نار کی تاریکی دکھا دیتے ہیں۔

دیکھو مسند احمد حنبل اور مناقب ابن مغازلی شافعی اور مودات سید علی ہمدانی اور مستدرک حاکم اور جمع بین الصحاح الستہ وغیرہ کتب کثیرہ اہل سنت کہ فرمایا آنحضرت رسول خدا نے انا و علی من نور واحد والحسن والحسین نوران من نور رب العلمین والفاطمۃ بضعۃ منی۔ یعنی میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور حسنؑ و حسینؑ دونوں نور پروردگار سے ہیں۔ اور فاطمہؑ ٹکڑا میرے جگر کا ہے۔

اور دیکھو احادیث معتبر اہل سنت انا و علی من نور واحد اور من شجرۃ واحدۃ اور الفاطمۃ بضعۃ منی اور حسنؑ و حسینؑ ریحانتانے فی الدنیا والاخرۃ اور یا علیؑ انت وارثی اور جسمک جسمی روحک روحی حربک حربی اور انی حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم۔ وغیرہ احادیث کثیرہ ومتواترہ متفق علیہا۔

اور دیکھو انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔

یعنی نہیں چاہتا ہی اللہ مگر یہہ کہ لیجاوے تم سے نجاست یعنی ہر طرحکے گناہ اور غصہ اور سختی کو ای اہل بیت اور پاک رکھے تم کو پاک رکھنا۔

چنانچہ صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور جامع الاصول اور مشکوٰۃ شریف اور مسند احمد حنبل اور معجم کبیر طبرانی اور وسیط واحدی اور جمع بین الصحاح الستہ رزین العبدری اور جمع بین الصحیحین حمیدی اور صحیح نسائی اور مفتاح النجا اور نزل الابرار مرزا محمد معتمد خان بدخشی اور مودات سید علیؓ ہمدانی شافعی اور مناقب ابن مغازلی وغیرہم مین ہے۔

اور راویان معتمد اور متواتر انس بن مالک اور عبد اللہ ابن عباس اور سعد وقاص اور ابی سعید خدری اور واثلہ بن اصقع اور ام المومنین جناب عائشہ اور حضرت ام سلمہ وغیرہا سے ثابت اور محقق ہے کہ آنحضرت ایک چادر اوڑہے ہوئے تھے بلکہ جناب عائشہ سے صحیح مسلم مین رنگ بھی چادر کا لکہا ہے کہ منقش سیاہ بالون کی تھی کہ جناب مولائے مومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور سیدۃ النساء العلمین حضرت فاطمہ زہرا اور دونون شاہزادون حضرات حسنین علیہم السلام کو چادر کے اندر لیکر یہہ آیت پڑہی۔

اور صحیح ترمذی و موطا و ابو داود و جامع الاصول مین انس بن مالک سے مروی ہے کہ بعد نزول اس آیہ کریمہ کے چھ مہینے تک آنحضرتؐ ہر صبح کو جناب سیدہ دو جہان کے دروازہ پر آکر فرماتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ اہل بیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل بیت و یطہرکم تطہیرا۔

مسند احمد حنبل مین حضرت ام سلمہ سے روایت ہی کہ آنحضرتؐ نے چادر ن

صاحبون کو چادر مین داخل کر کے فرمایا اللھم ھولاء آل محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علی محمد و آل محمد انک حمید مجید۔ یعنی یا خدا یہ میرے آل ہیں پس گردان تو درود اور برکات اپنی اوپر محمد اور آل محمد کے تحقیق تو شکر کیا گیا بزرگ ہے۔

طالب حق اور رتبہ شناس اہل بیت رسول برحق پر واضح ہو کہ احادیث متکاثرہ و متواترہ صاف صاف بغیر کسی احتمال شبہہ کے فریقین سنی و شیعہ سب یہان موجود ہین کسی کو مجال دم زدن نہین جیسے اہل بیت اور معصوم ہونا انہین نوری جسم بے حجاب و شبہہ ہویدا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب یہ معصوم ہین تو یہ جسے معصوم کرین وہ معصوم اور جسے عاصی و مذموم کرین وہ عاصی و مذموم اگر عنایت الہی شامل حال ہو تو سب طرح کے وساوس شیطانی اور نفسانی سے محفوظ رہے پھر کسی جاہل یا عالم مبتلائے وساوس کے دام مین نہ آوے۔

مصابیح بغوی مین اور تفسیر ابوالعباس اسفرائنی مین کہ مفسر جلیل القدر اور شیخ معتمد القول سنت جماعت کے ہین حدیث معتبرہ و صحیح وارد ہے کہ جس وقت داخل کیا پیغمبر خدا نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو عبائے مبارک مین تو فرمایا اللھم ھولاء اھل بیتی اطہار عترتی واطائب ذریتی من لحمی ودمی الیک لا الی النار اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا۔ یعنی یا خدا یہ ہین اہل بیت میرے اور طاہر عترت میری اور طیب فرزند میرے گوشت میرے سے اور لہو میرے سے طرف تیری نہ طرف آگ کے کیجیو تو ان سے ہر طرح کے گناہ اور طاہر

یہ تو انکو ظاہر رکھنا۔

صاحب روضۃ الاحباب معتمد اور موثقین سنت جماعت سے تحفۃ الاحباب مین پانچ حدیثین اسی قسم کی لکھکر لکھتے ہین کہ بہ تحقیق تمام ثابت ہی کہ آیت تطہیر انہین پانچون کی شان مین نازل ہے اور اسی واسطے انہین آل عبا کہتے ہین جیسا کہ شیخ شہاب الدین وغیرہ نے بتصریح لکھا ہے اور ابن مردویہ صاحب مناقب نہایت معتبر مشاہیر کبرائے موثقہ سنت جماعت سے لکھتے ہین کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا رسول خدا نے خمسۃ منا معصومون انا و علی و فاطمۃ والحسن والحسین یعنے پانچ ہم معصوم ہین۔

مودات سید علی ہمدانی مین ہے عن اصبغ عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول انا و علی والحسن والحسین وتسعۃ ولد الحسین مطہرون و معصومون۔

ابن عباس کہتے ہین مین نے اپنے کانون سے سنا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مین اور علی اور حسن و حسین اور نو شخص اولاد حسین سے مطہر و معصوم ہین۔

واضح ہو کہ حدیث مرویہ ابن مردویہ باعتبار معصومین موجودہ وقت اور حدیث مرویہ سید علی ہمدانی واسطے بالقوۃ ان معصومون کے جو اولاد و ذریت حسین مین پیدا ہونے والے تھے۔ طالبان حق دیکھو کہ اس حدیث مین کسی طرح مجال چون و چرا اور سبیل و احتمال دلائل ضعیفہ والیون کی کسی کو باقی نہین رہ سکتی انصاف شرط ہے مناسب اس مقام کے ہے جو شیخ شہاب الدین دولت آبادی بتذکرہ منشور سادات باب ششم مین نقلا تفسیر بخاری سے تفسیر آیہ بالا مین لکھتے ہین بعینہ نقل کیجاتی ہی فی تفسیر بخاری۔

ہرگاہ این آیت مباہلہ نازل شد مصطفیٰؐ گلیم مخطط بر سر گرفت و زیر آن بنشست و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ را بہ نشاند۔ چون از مباہلہ فارغ شد جبرئیلؑ بیامد و گفت یا محمدؐ آنانکہ باتو در مباہلہ بودند فرمانست تا بر سر ایشان نشور کنم تا مردمان ایشانرا عزیز و کرم دارند پس جبرئیلؑ بر سر مصطفیٰؐ دوجبہ بافت و تشریح داد و مقدار سر انگشت موے ہا پراگندہ بگذاشت و مہر کردہ پس مصطفیٰؐ بر سر علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ دوتا جعد کردہ فرمود این بر شما سنت گردانیدم و بر اولاد شما کہ از فاطمہؑ اند پس جبرئیلؑ گفت اے یا محمدؐ من نیز باتو در مباہلہ بودم موافقت کردہ ام و خادم خانہ توام و علیؑ را دو چنگ یاری دادہ ام و گہوارہ حسنؑ و حسینؑ جنبانیدہ ام مرا از اہل خاندان خود قبول فرمائی بر سر من جعد ہا کن تا فرشتگان بدانند کہ من از اہل خاندان تو ام و ہمین دعا مروی است الٰہی بحرمۃ خمسۃ ان الذین سادسہم جبرئیل یعنی یا خدا بحرمت پنجتن و چھٹا جبرئیلؑ پس مصطفیٰؐ بر سر جبرئیلؑ جعد ہا کردہ۔

تاریخ منشر الوالقاسم میں ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب شاہ ولایت سے فرمایا کہ یا علیؑ بغیر تمہارے فرزندوں کے جو فاطمہؑ سے ہوں کسی کو منشور روا نہیں۔

اب شیطان کا غلبہ و مغلوبیت ہمارا جواب ہے کہ انبیاؑ و اوصیا معصومین سے ہزاروں میہ مردود دور رہتا ہے مگر بہ اعتقاد اہل سنت انبیاؑ کی حضوری شیطان کو حاصل رہتی ہے۔

ترمذی میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے آنحضرتؐ کے حضور میں ایک چھوکری حبشیہ دف بجا کر گا رہی تھی ابوبکر عثمان علیؑ بہ اوقات مختلف آئے وہ دف بجاتی گاتی رہی بعدہ عمر خطاب آئے اُس نے دف کو چوتڑوں کے

پیچھے چھپالیا۔
آنحضرت نے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے کیونکہ میرے سامنے چھوکری دف بجایا کی ابوبکر علی عثمان آئے اس نے خوف نہ کیا تم کو دیکھ کر خاموش ہوگئی۔
ترمذی مین عائشہ سے روایت ہے مین نے بچون کا شور سنا آنحضرت تشریف رکھتے تھے کھڑے ہوگئے ایک حبشیہ عورت اچھل کود رہی تھی آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ آؤ تماشہ دیکھو مین آئی اور حضرت کے مونڈھے پر اپنے رخسارے رکھکر تماشہ دیکھنے لگی حضرت نے فرمایا سیر ہوگئین مین نے کہا نہین دیر کے بعد عمر خطاب نمودار ہوے اور لوگ متفرق ہوگئے حضرت نے فرمایا مین جنی اور انسی شیطانونکو عمر سے بھاگتا دیکھتا ہون۔
ترمذی مین ابن عساکر سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہین کہ ابوموسے اشعری کو حضرت عمر کی خبر نہ معلوم ہوئی وہ ایک ایسی عورت کے پاس آئے جس کے پیٹ مین شیطان بولتا تھا ابوموسے نے اسی عورت سے عمر کی خبر پوچھی اسنے کہا تم ٹھہرجاؤ میرا شیطان میرے پاس آجائے جب شیطان آیا تو پھر پوچھا شیطان نے کہا مین نے انہین لنگی کا تہہ بند باندہتے چھوڑا ہے اب وہ صدقے کی اونٹ بانٹ رہے ہین۔
کتاب الاکتفا اور ریاض النضرہ محب طبری سے منقول ہے کہ خلیفہ دویم سے اور شیطان سے کشتی ہوئی۔ شیطان نے ان کے فضائل بیان کئے۔
صحیح بخاری مین فضل آیۃ الکرسی صفحہ بارہ مین لکھا ہے ابوہریرہ کو شیطان نے

سکھایا۔

تعالیٰ اور شیطان سے خوب مار پیٹ ہوئی مدارج النبوۃ صفحہ ۲۹۲ میں ہے آنحضرت فرسودہ لعائشہ شیطان تراہین گماشتہ ہی کتاب کے صفحہ ۵ میں ہے انتن صواحب یوسف وان کیدکن عظیم صحیح مسلم میں ہے عن ابن عمر قال خرج رسول اللہ من بیت عائشۃ فقال رؤس الکفر من ہٰہنا من حیث یطلع قرن الشیطان ۔ پس ایسے لوگوں کی مخالطت مجالست و موانست مکالمت شیطان کے ساتھ ہوگی یا اجسام نوری و انفاس معصوم مطہر سے اسکا تعلق ہے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

سیوم فرمانا جناب امیر کا کہ مجھپر شیطان غالب رہتا ہے محض اہتمام تواضع و اُن کے ہم مشرب ہونیکا ہے۔ اور یوں اگر خیال کرو تو رسول اللہ توبہ و استغفار فرمایا کرتے تھے کیا معاذ اللہ وہ گنہگار رہتے تھے نہیں بلکہ کسر نفس و عجز و الحاح بدرگاہ قادر مطلق ہر انبیاء و اوصیا کا شعار مستحسن ہے جس سے امت متنبہ ہو کہ ہمیشہ توبہ و استغفار میں مائل رہے اور اپنے کو ہیچ تصور کرے۔

تیسواں ۲۳ یہ ہے کہ جب متعہ حلال و افضل الطاعت تھا تو جناب امیر نے خود کیوں نہ کیا گنہگار ہوئے۔

جواب جو ہر اہل سنت متعہ کو قطعی حرام جانتے ہیں پس ایسا مسئلہ سکھا جوابدہ شیعہ ہیں۔

بہت خوب یہ جوابدہ ہیں سنو بیان حیرت ہم نے جو متعہ کو قطعی حرام بتا دیا ہے کس دلیل سے آیا کسی آیت قرآنی سے یا سنت نبوی یا محض خلیفہ ثانی سے [illegible] اسیات تیرا اہل سنت کو بھی اتفاق و اقرار ہے [illegible]

اُس مین مباح و حلال تھا خلیفہ ثانی کے عہد مین حرام کیا گیا کیونکہ اونکا خود قول صحیح بخاری مین موجود ہے کہ دو متعہ عہد رسول اللہ مین حلال تھے انکو مین حرام کرتا ہون پھر آپ نے جو قطعی حرام لکھا یا تو حرام ہو گیا یعنی بسبب ایجاد و بدعت خلیفہ ثانی اگر اور کوئی آپکے پاس ہو تو بیان کیجئے قطعی حرام کہنے سے اسکا ثبوت و دلیل معقول کافی نہوگا۔ اگر حکم خدا و رسول سے حرام ہونا ثابت کیا ہو تو جواب دیا جائیگا۔

متعہ کو افضل الصالحات کس نے کہا اور ترک متعہ مین گنہگار ہونا چہ معنی۔ جیسا رسول نے باوجود حلت صریح متعہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی ویسا ہی جناب امیر کو بھی ضرورت متعہ کی نہوئی جیسے نکاح نہ کرنے مین گناہ نہین سمجھا گیا ویسا ہی متعہ مین۔

دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نکاح ہی نہ کیا اور عالم تجرد مین عمر بسر کر دی۔

رسول اللہ نے باوصف کثرت تعداد ازواج حضرت خدیجہ کے حین حیات دوسری بی بی کی طرف توجہ نفرمائی حالانکہ عالم شباب تھا اور بعد انتقال اونکے تیرہ ازواج تک نوبت پہونچ گئی پھر حضرت علی کو متعہ کی کیا ضرورت ہوئی۔

اکثر محققین نے جو متعہ کے فضائل بیان فرمائے ہین وہ اس وجہ سے کہ ایک امر حلال خدا جبراً حرام کر دیا گیا پس لوگون کو اوس کے عمل پر ترغیب و تحریص ہوئی چاہئیے تاکہ حلال خدا معطل و بیکار نہ رہجاوے مگر یہ نہین کہ بے ضرورت بھی خواہ نخواہ متعہ پر اصرار ہو جیسا نکاح کے فضائل و مناقب ہین ویسا ہی متعہ کے مگر کوئی نہ کرے تو گنہگار نہین ہو سکتا۔

چونکہ حلت متعہ مین ہزارون دلیلین اور بحثین صدہا کتابون مین درج ہین اور یہ ایک مشہور و معروف مسئلہ ہے جسے ضرورت حلال و حرام سمجھنے کی ہو وہ کتابون مین دیکھ کر اطمینان کرلے کہ آیا حلال ہے یا حرام بدعت و ایجاد خلیفہ ثانی۔

اگر جو حضر نادان قطعی حرام ہونے کی کوئی وجہ لکھین گے تو جواب دیا جاویگا۔

چوبیسواں۔ یہہ کہ جناب امیرؑ نے اصل ہدایت کو گم کرکے بندگان خدا کو ضلالت مین ڈالا۔ اور بار معصیت خلایق کا جناب کی گردن پر رہا تا قیام قیامت۔

جواب۔ جو ہر یہہ اعتقاد پر فساد اہل تشیع کا ہے نہ اہل سنت کا جس کا جواب دیا جاوے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ شیعون کا یہہ اعتقاد تم نے کس دلیل سے لکھا ہے یہ اول جلول دیوانون کی طرح جو زبان پر آتا ہے بک ڈالتے ہو وجہہ یہہ کہ تم کو اور اصحاب مردود کو جو تمہارے ہم مشرب و ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین۔ حضرت علیؑ کے ساتھ منافقت کلی و عداوت قلبی ہے پس ہنر او دنبہ بان انچہ در آور نبود دست۔

حضرت علیؑ نے دین خدا کی شریعت محمدیؐ کی آبرو رکھ لی ہدایت و احکام خدا و رسولؐ کی سپر بنگئے کہ آج تمام دنیا مین اومنین کے نور ہدایت سے اسلام حقیقی چمک رہا ہے اور مثل آفتاب عالمتاب روشن و درخشندہ

اگر آپ اُن گمراہان وادیۂ ضلالت و منافقان کتاب اللہ و طریقہ رسالت کو وقتاً فوقتاً تادیب و تنبیہ و تہدید نہ فرماتے تو آج اسلام کا کوئی نام بھی نہ جانتا۔

ایک حدیث سنو اور اپنی کردار بد سے توبہ کرو اب بھی صراط المستقیم اختیار کرو۔
صحیح ترمذی میں امام احمد سے روایت ہے لوگوں نے رسول خدا سے عرض کیا کہ ای رسول خدا ہم آپ کے بعد کسے امیر بناویں فرمایا اگر تم ابوبکر کو خلیفہ بناؤ گے تو اُسے امانت دار پاؤ گے وہ دنیا کی لذات سے بے رغبت اور آخرت کے نعماء میں رغبت کرنے والا ہے۔ فقرہ عربی امینا زاهدا فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو اُسے زبردست امانت دار پاؤ گے وہ دین خدا جاری کرنے میں کسی کی ملامت پر خوف نہ کرے گا۔ فقرہ عربی قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم اور اگر علیؑ کو امیر بناؤ گے۔ مگر میں گمان نہیں کرتا کہ تم اُسے خلیفہ بناؤ گے تو اوسے سیدھی راہ دکھانے والا پاؤ گے۔ تم کو وہ سیدھے رستہ پر لیجاویگا فقرہ عربی هادیا مهدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم رواہ احمد۔
اب دیکھئے ہادی و مہدی و طریق مستقیم یہ الفاظ حضرت علیؑ پر صادق آتے ہیں۔ یا دوسرے پر۔ ابوبکر امانت دار ہیں۔ دنیا سے بیزار دین کی طرف راغب۔ عمر ان سے زیادہ امانت دار اور نہ خوف کرتے والے دین خدا میں ملامت کرنے والوں سے۔ مگر ہدایت طریق مستقیم کے لیئے حضرت علیؑ خاص ہیں اور اُنہیں کے لیجانے سے سیدھی راہ ملسکتی ہے پس اس ہدایت طریق مستقیم سے کس نے انحراف کیا اور سیدھی راہ چھوڑ کر بیراہ ہوگئی۔ پس جنہوں نے امت کو سیدھی راہ سے پھیر کر دوسری ٹیڑھی راہ پر لگا دیا وہ ہدایت کے گم کرنے والے ہوئے یا حضرت علیؑ جو بقول مخبر صادق ہادی و مہدی اور سیدھی راہ دکھانے والے تھے رسول خدا نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ بجز علیؑ کے ہادی و مہدی دوسرا نہیں۔ اور انہیں کی ذات پر سیدھی راہ ملنے کا انحصار ہے اور حضرت علیؑ نے بھی بہت کچھ سیدھی راہ اختیار کرنے کو اُمت سے کہا مگر کوئی نہ سنے اور خود ہی کنوئیں میں گرے تو کیا علاج

مگر جن کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سیدہی راہ چلنے کے لئے آنکھیں عطا کیں اور کانون سے قول مخبر صادق سن لیا وہ ہر حال و قال مین صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم رہے اپنے ہادی و پیشوا کا دامن نہ چھوڑا اسی سیدہی راہ پر تا علم رہ کر اعلی علیین مین داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے انشاء اللہ تعالے ۵

مطلب یہی ہے یا تھہ کی ہر انگلی کا   دامن چھٹنے پائے جناب امیر کا

پچیسوان ۔ یہہ کہ جناب امیر نبی نہ تھے جو اُن کی نسبت دعوے نبی غیر مرسل ہونیکا کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن پاک مین حضرت رسول خدا کی نسبت خدائے تعالی نے خاتم النبین فرمایا ہے ۔

جواب ۔ جو ہر یہہ بات بھی شیعون سے دریافت کرنی چاہیئے کیونکہ انہین کے رکن اعظم و سر آوردہ عالم یکتائے روزگار محب حیدر کرار نے اپنی انوار الہدے مین بہت جگہہ نسبت جناب امیر و نیز دیگر ائمہ دعوے انبیائے غیر مرسلین ہونے کا کیا ہے اور اہل سنت اس عقیدہ کو کفر مطلق جانتے ہین ۔

ہم کہتے ہین جہان مصنف انوار الہدے سلمہ اللہ تعالے نے دعوے کیا ہے وہان نقل و عقل سے ثابت کر دیا ہے خصوص اہل سنت کے کتب معتبرہ سے پھر اس کا جواب کچہہ بھی تو دیتے ۔ یہہ گریز و فرار عن المیدان المناظرہ اچھا نہین صرف یہہ کہہ دینے سے کہ اہل سنت کفر مطلق جانتے ہین آپ کا پیچھا نہین چھٹیگا کوئی ضرب تو سنبھالو اور کچہہ تو منہہ سے بولو ہر بات مین یہہ کیا طریقہ اختیار کر رکھا ہے نہ خدا کی خدائی نہ رسول کی رسالت ۔

جبتک اُن دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کا جواب نہ دوگے جو انوار الہدے مین دعوے

نبی غیر مرسل ہونے کا کیا گیا ہے - آپکا کوئی عذر کوئی انکار نہ سنا جائیگا - اور اس سوال نواصب کا وہی جواب ہے جو انوار الہدے مین درج ہے - معترض متعصب مصنف سے لکھتے ہین صفحہ ۵۴ صفت دوئم مین ہم صدر کتاب مین اس امر کو قرار دے چکے ہین کہ جس طرح مرسلین علیہم الصلوٰۃ معصوم و طاہر ہوتے ہین ویسا ہی انبیائے غیر مرسلین جو درحقیقت مرسلین کے نائب ہین معصوم ثابت ہوئے ہین اور یہہ امر بھی ہم ثابت کر چکے ہین کہ ابتدائے آفرینش سے تا ایندم ہر مرسل صاحب بعثت کے ماتحت و نیابت مین جب ضرورت کسی قدر انبیا غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوئے ہین - فی انوار الہدیٰ -

کیون میان جوہر اس حدیث مشہورہ و معروفہ کا کیا مطلب ہے - آنحضرتؐ نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل - علما میری اُمت کے مثل انبیا بنی اسرائیل کے ہین -

دوسری حدیث ترمذی کی لکل نبی سبعۃ نجباء و رقباء و اعطیت انا اربعۃ عشر ہر نبی کے لئے سات نجیب و محافظ ہوتے ہین مجھ کو چودہ ۱۴ عطا ہوئے ہین - ائمہ اثنا عشر اور حضرت جعفر طیار و امیر حمزہ کرار - علما سے بھی مراد اثنا عشر ہین کیونکہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا - جو سینہ بسینہ تا حضرت قائم صاحب الزمان مثل دریائے نور موجزن ہے -

اب سوالون کے خاتمہ پر جوہر کج فہم کہتے ہین - دیکھئے شیعہ ہم ہین - چند مطاعن کتاب کحل الجواہر نواصب ذلیل سے معاذ اللہ درباب دیانت و عدالت و علم و حلم و فضل و عقل جناب امامت دستگاہ کی اب تم پر فرض ہے کہ اس بار گران کو اپنے سر سے اُتارو اور اپنے دشمنون کو میدان امتحان مین بچھاڑ دو - سا کہ بفضل خدا اہل سنت نے

قوم ناحق شناس کو چارون خانے چت زمین پر دے مارا ہے کہ نواصب مخذول کی کمرین ٹوٹ گئی ہین ۔

ہمارا جواب بہت خوب آپ کے حکم کی تعمیل مین سرمو فرق نہ ہوا ہم نے اُن کو بھی پچھاڑا اور تم کو بھی اُن کے سوالون اور تمہارے جوابون کی دھجیان بکھر گئین ۔

دیکھو باطل کا ساتھ دینے مین یہہ روز بد آگے آتے ہین اور ہواس خمسہ کے طوطے اُڑ جاتے ہین ۔

نہ اُن کمزورون کا ساتھ دیتے نہ ٹھوکر کھاتے کیسے آدندھے منھ گرے ہو کہ عمر بھر یاد رکھو گے ۔

ایک جوہر نادان و نافہم نے ایک سوال نو ایجاد بہت ہی لفاظی و لسانی سے شیعون پر کیا ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ جناب امیرؑ نے باوصف چنین و چنان اوصاف و فضل و مناقب ابوبکر کو کیون خلافت پر قبضہ دیا اور خود محروم رہے ۔ اور اصحاب نے کیون نہ آپ کو مسند نیابت پر بٹھایا کیا خلفائے ثلثہ خدا و رسولؐ سے بھی زیادہ زور آور تھے جنھون نے نیابت نائب بلافصل کی غصب کر لی ۔ اصحاب ایسے طاقتور تھے جنھون نے حمایت ملائکہ کی بھی پروا نہ کر کے بے خوف و خطر سینہ زوری سے خلافت سرور اولیا سید الاصفیا حیدر کرار صفدر نامدار کی لے کر ابوبکر کو دیدی ۔

اِس ایک ہی سوال اہل سنت کا جواب اہل تشیع اپنے ہی کتب معتبرہ سے دیدین بشرطیکہ آیات بینات و احادیث سرور کائنات کی تکذیب نہ ہو وغیرہ وغیرہ اگر مسئلہ بدا کو صندوق تقیہ سے نکال کر جواب دیا جائے گا تو اُس کے جواب الجواب مین سجالی غالب کل غالب تحفہ مغلوب علی کل مغلوب پیش کیا جاوے گا یا بالضرورت بذریعہ

تار برقی خوارج کو بھی خبر کرنی پڑے گی جس سے شیعوں کو قدر مناظرہ قیامت تک معلوم رہے گی۔

جواب ہم نے اہل سنت کے عموماً اور جوہر تا دان کے خصوصاً سوال کا جواب صفحہ ۹۱ تا ۱۰۱ مین مفصل دیا ہے کہ حضرت علیؑ نے عموماً کل انبیائے مرسلین اور خصوصاً رسول اللہ سید المرسلین کی تقلید کے سرمو فرق نہین ہے جیسا کل انبیاء و خود رسولؐ خدا بادشاہان ظالم و حاکمان بدطریقت کے عہد مین مغلوب و محکوم بے بس و بے کس بسر کرتے رہے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی عہد خلفاء غاصب خلافت مین بقول خود مصدقہ جوہر کہ چارہ نہین آدمی کو امیر سے نیک ہو یا بد بسر کرے مومن اُس کی حکومت مین تا زیست۔

اور مسئلہ خامس احقاق الحق وصیت رسولؐ خدا دربارہ صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال با خلفاء ثلثہ بنظر تحفظ ضعفائے مسلمین و حفاظت دین۔

پس جبکہ تم خود ہی اِن وجوہات کو تسلیم کرتے ہو تو پھر سوال کیسا۔ حضرت علیؑ کو جو خدا و رسولؐ کا حکم تھا اُس کی تعمیل کی۔

اصحاب شورہ کی نادانی و دنیا طلبی بوالہوسی جہالت کور باطنی جنھون نے حق پر باطل کو ترجیح دی۔

احد مین جنین ہین رسولؐ اللہ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اپنی جان بچائی دیکھو صلح حدیبیہ کا قصہ جب آنحضرتؐ نے مصلحتاً کفار مکہ سے دب کر صلح کر لی تو اصحاب کو سخت ناگوار ہوا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے حکم فرمایا کہ اُٹھو اور قربانی کو ذبح کرو اور سرکو حلق کرو مگر اصحاب نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا مگر بنی ہاشم کے سوا اور کوئی مارے طیش کے نہ اُٹھا حضرتؐ رنجیدہ ہو کر

دولت سرامین گئے حضرت ام سلمہ سے اصحاب کی نافرمانی بیان کی ام سلمہ نے
عرض کی آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیے اور حجامت بنوائیے اور قربانی کیجئے۔
آنحضرت نے اپنے خاص اونٹون کو قربانی کیا اور سر ترشوایا۔ پھر لوگون نے طوعاً
وکرہاً قربانیان کین اور چند لوگون نے سر ترشوایا باقی نے تھوڑے تھوڑے بال کتروائے
حالانکہ آنحضرتؐ نے مکرر محلقین یعنی بال ترشوانے والون کے حق مین دعا کی مگر کسی نے
نہ سنا بلکہ عمر خطاب نے صاف کہہ دیا کہ آج کا سا شک آنحضرت کی نبوت مین
مجھے اور کبھی نہین ہوا۔ پس یہہ وہی اصحاب تھے یا اور جبکہ رسول اللہ کے حضور مین یہہ
حال تھا تو بعد اُن کے جو اُن سے افعال سرزد ہوئے طشت از بام ہین۔
ایسے اصحاب نافرمان کے مشورہ و اجماع پر ناز کرنے کے خلافت کا استحقاق جائز کرنا
خوش فہمی اہل سنت ہی اور جبکہ خدا و رسولؐ ہی کے احکام سے صراحتاً انکار و انحراف
تھا تو ملائکہ کی حمایت کی کب پروا تھی۔ ہان اگر مثل قوم لوط علیہ السلام تختہ اُلٹ دیا
جاتا تو مناسب تھا مگر اُمت محمدی عذاب و عقاب دنیاوی سے مستثنیٰ کی گئی ہے۔
دیکھو حدیث بخاری و مسلم کہ بہت اصحاب خاص بعد وفات آنحضرت اپنے اُس حال پر
پھر گئے جس پر وہ پہلے تھے اور خاتمہ کے وقت ایمان نہ رہا اور یہہ شامت بوجہ
بے طاعتی و مخالفت و معاندت اہل بیت اطہار س صرف نفسانیت سے اُن کو
نصیب ہوئی اور انہین کتابون مین بذیل سیپارہ اسپی دیکھو کہ آنحضرت نے فرمایا کہ روز
قیامت اکثر اصحاب میرے آئینگے ہاتھ کی طرف پکڑے آوینگے یعنی جب سر اصحاب نار جہنم
کا رخ ہوگا تو مین خدائے تعالے سے عرض کرونگا کہ بار الٰہا یہہ تو میرے اصحاب ہین
تب درگاہ الٰہی سے حکم ہوگا کہ تم نہین جانتے جو کچھ تمہارے بعد انہون نے احداث

کیا۔ آپ عرض کرینگے کہ مین گواہی دیتا ہون اِن کی جب تک مین زندہ رہا یہ ایمان لائے
نماز پڑہتے تھے روزہ رکھتے تھے زکوٰۃ دیتے تھے سب باتین ایمان والون کی میرے
روبرو کرتے تھے تب حکم الٰہی ہوگا کہ یہہ مرتد ہوگئے اور اپنے پچھلے پاؤن پھر گئے بعد
تمہاری مفارقت کے اور تمہاری اطاعت سے نکل گئے بعد تمہاری وفات کے
اور وفات ہوتے ہی خلاف حکم عمل کرنے لگے اور بعض انمین بہت ہی سفر یا پین مگر نفسانیت
و بلا ہی سے جو تحقیق نظر رکھے۔
ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہین جو میرے بعد تم دین مین کیا کیا
ایجادین کروگے۔ اور عمر خطاب سے فرمایا کہ قسم خدا کی اگر موسیٰ میرے عہد مین ہوتے
تو تم مجھے چھوڑتے اور اُن کی پیروی کرتے۔
شیعہ علی کو خدا نہین کہتے رسول اللہ نہین کہتے خدا باوصف عظمت و جلالت و جباری
و قہاری کیسی کچھ برداشت و حلم و ضبط اپنے بندون کی نافرمانی پر کرتا ہے۔
رسول اللہ باوجود یہہ اوصاف موصوف ہونے کے کفار کے ہاتھ سے مغلوب
و محکوم رہے اور جو ایذائین و تکلیفین و مصیبتین اُن بدکردارون ناہنجارون کے ہاتھ سے
اُٹھائین اُنپر سکوت و صبر و تحمل کیا۔
اصحاب نے علانیہ نافرمانیان کین حکم نہ مانا اُن کو تنہا چھوڑ کر صف جنگ سے بھاگ
گئے ہوئے اُن کی نبوت مین شک کیا اُن کے روبرو تو ریت پڑہتے جس سے
آپکا چہرہ غیظ و غضب سے متغیر ہوجاتا۔ تقسیم مال غنیمت مین عادل نہ کہتے اُن کو معاذ اللہ
ہذیان سے نسبت دیتے۔ ابی سلول کے نماز جنازہ پڑہتے ہوئے آنپر کود پڑتے
انگو کھینچتے نماز سے باز رکھتے۔ ازواج کا یہہ حال کہ ہر طرح اُن کو تنگ کرتین جھوٹا

اہتمام لگاتین اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا افشا کرتین اُن سے انصاف چاہتین۔
غرضکہ کیا کیا مصائب و اذیتین آپ نے کفار نابکار و بدکردار سے اُٹھائین مگر صبر و سکوت
فرمایا۔ پس ایسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھو غالب علیٰ کل غالب کے موقع پر سب پر غالب
رہے ۔ اور صبر و سکوت کے موقع پر صابر و شاکر ضابطہ و حلیم مثل رسول اللہ صلعم
ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد۔

تقیہ کو کیا دخل تھا اور اگر ایسا ہی سمجھو تو خیر رسول اللہ کا حال قیام مکہ مین صراحت کے ساتھ
غور کرنا چاہیئے۔ ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھتے ہین قصص الانبیا اہل سنت کی
کتاب سے جو تمام احادیث و روایات کا خلاصہ ہے ۔ جب آنحضرت کو ۴۰ برس
کی عمر مین رسالت و پیغمبری ملی یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر۔

آپ نے پہلے حضرت خدیجہ سے یہ حال ظاہر کیا جنہون نے بلا عذر و حجت آپ کی
رسالت کی تصدیق کی بعد ازان حضرت امیر المومنین ابن عم رسول علی ابن ابی طالب نے
کہ عمر اُن کی آٹھ سال کی تھی۔

ابوبکر صدیق ان دنون مین یمن کی طرف تجارت کو گئے تھے وہان ایک راہب
جس کی عمر ۳۹۰ برس کی تھی ابوبکر کو ملا اور اُن کی قوم و نسب پوچھکر بولا کہ جب تو
وطن کو پہونچے تو پیغمبر آخر الزمان ظاہر ہوگا بالغ مردون مین اول سب سے تو ایمان لا
اور جلد جا اس دولت کو مت گنوا ابوبکر مکہ مین آئے ابوجہل اور عقبہ بن معیط سے ملکر
پوچھا کوئی خبر تازہ ہے وہ بولے ہان محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعوی نبوت کرتا ہے
ابوبکر حضرت کے پاس آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپ نے فرمایا ای پسر ابوقحافہ جان تو
کہ مین رسول خدا اور تمام خلق کا رہنما ہون ابوبکر نے کہا تمہارا کیا معجزہ ہے حضرت

نے راہب سے ملاقات ہوئا اُس کا ہدایت کرنا سب کچھ کہہ سُنایا ابوبکر حیران رہگئیے اور پوچھا آپ کو یہ خبر کسنے دی آپ نے فرمایا جبرئیل نے تب ابوبکر ایمان لائے بعدہ اور لوگ مشرف باسلام ہوئے پھر وحی کا نزول شروع ہوا اور آپ نے بتون کی مذمت شروع کی اور قریش بگڑ اُٹھے ابوجہل و ابولہب پتھراؤ کرتے دس برس آپ مکہ مین رہے کفار قریش نے ایذائین دینی شروع کین کیسی کیسی ایذا ہزارون طرح کی بے ادبیان قسم قسم کے رنج آپ کو پہونچے اور بُرے بُرے القاب مانند ساحر اور شاعر اور کاہن و مجنون وابتر وغیرہ آنحضرت نے اپنی نسبت سنے غریب اصحاب پر طرح طرح کے عذاب ہوئے جنکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین القصہ جب کافرون کا ظلم و جور مسلمانون پر حد سے زیادہ گزرا تو آپ نے بعض اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا جو بادشاہ حبش کے ملک مین چلے گئے چھہ برس بعد حضرت حمزہ اسلام سے مشرف ہوئے کیفیت یہہ ہے کہ حضرت حمزہ شکار سے آئے ایک لونڈی نے آپ سے کہا کہ آج ابوجہل نے محمد کو اسطرح کی ایذا دی اور عجب ہے تم سے کہ اپنے بھتیجے کی مدد نہین کرتے تمہارے بھتیجے جی اُن پر یہہ تکلیفین

امیر حمزہ کو غیرت آگئی اور ابوجہل کے پاس پہونچکر ایک کمان اُسکے سر پر ایسی ماری کہ اوندھا گر گیا اور امیر حمزہ یہہ کہکر کہ مین نے محمد کا دین لیا آنحضرت کے حضور مین آئے اور دین اسلام قبول کیا ۔

حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے دین چند مضبوط ہو گیا اور کفار ایذا رسانی سے خوف کرنے لگے ۔ بعد ازان عمر خطاب نے اسلام سے شرف حاصل کیا۔

(عمر کے اسلام کی حدیث ہم پہلے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو۔)

جب دسواں سال شروع ہوا ابو طالب نے انتقال کیا قبل انتقال تمام عزیز و اقارب کو بلا کر تاکید اکید ہدایت کی کہ محمد کی متابعت میں قصور مت کرو اور جان و دل سے حاضر رہو راہ راست پاؤ گے۔ بعد انتقال ابو طالب تیسرے روز حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا آنحضرت کو ان دو لوگوں جلیل القدر کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اسی لیے اس سال کا نام عام الحزن رکھا آنحضرت اکثر قبائل عرب میں جاکر دعوت اسلام فرماتے۔ بعدہٗ مدینہ کے چھ آدمی ایمان لائے اور اپنے وطن میں جاکر شہرت اسلام کی۔ پھر معراج ہوئی اور بیعت عقبہ وغیرہ۔

اکثر صحابہ کفار کی ایذا سے مثل عمر خطاب وغیرہ پہلے ہی مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ کفار نے آنحضرت کے قتل کا ارادہ کیا جبرئیل امین نے خبر دی کہ آج شب کو علی مرتضےٰ کو اپنے بستر پر چھوڑ دو اور نکل جاؤ آنحضرت نے حضرت علی سے حال ظاہر کیا وہ خدا پر تکیہ کر کے بے تکلف بستر رسالت پر لیٹ رہے۔ آنحضرت ابو بکر کو لے کر غار میں پوشیدہ ہو گئے۔ پھر مدینہ میں ہو پہنچے سراقہ بن مالک نے پیچھا کیا ابو بکر گھبرائے رسول خدا نے تسلی دی اس کے گھوڑے کے پیر چلنے سے رہ گئے۔

صلح حدیبیہ کا مختصر حال اصحاب با صفا صاحبان حیا کا حال اوپر ذکر ہوا ہے یہاں کچھ اور وجہ سنو۔ سبب سفر بیت اللہ کا یہ ہوا کہ حضرت نے خواب میں دیکھا کہ امن و امان کے ساتھ مع اصحاب داخل

مکہ معظمہ ہوئے۔ اصحاب کو خوشی ہوئی کہ اس سال مکہ فتح ہوگا۔ آنحضرت
نے تیاری سفر فرمائی چودہ سو آدمی ہمراہ رکاب ہوئے۔ جب منزل عسفان
میں پہونچے بشیر بن سفیان ملا اور کہا قریش کو آپ کے کوچ کی خبر ہوئی ہے
اور انہوں نے بڑی جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر مقرر
کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ مکہ میں تم کو زندہ نہ چھوڑینگے آنحضرتؐ نے یہہ
خبر سنکر دشوار راہ سے گزر کر حدیبیہ میں مقام کیا قریش نے بدیل بن ورقا
خزاعی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اُس نے بھی قریش کے ارادوں سے آپ کو
مطلع کیا آپ نے فرمایا مجھے لڑائی منظور نہیں واسطے عمرہ کے
آیا ہوں قریش کو لازم ہے کہ ایک مدت معین کر کے ہم کو اور قبائل عرب پر
چھوڑ دیں بدیل نے قریش سے پیغام حضرتؐ کا کہا لوگوں نے اُس کی بات کا
اعتبار نہ کیا اور عروہ بن مسعود کو آپ کے پاس بھیجا عروہ نے بطریق مصلحت
عرض کیا اے محمد اگر تم اسواسطے ہو کہ اپنی قوم کو استیصال و بیخ بنیاد
کرو تو زمانہ ماضی میں کسی نے ایسا نہیں کیا اور اگر کوئی غرض ہو تو بیان کرو
یہہ چند اوباش بیکار جو تم نے جمع کیے ہیں میری خاطر میں یہ گزرتا ہے
کہ یہہ لوگ ضرورت کے وقت تم کو چھوڑ کر بھاگ جاوینگے۔ (واہ رے
عروہ تو نے سچ کہا) ابوبکر اور عروہ سے نزاع لفظی ہوگئی عروہ واپس آیا
بعد ازاں آنحضرتؐ نے عثمان بن عفان کو قریش کے پاس بھیجا قریش نے
اُن کی باتیں نہ سنیں اور اُن کو قید کر دیا حضرت کو خبر ملی کہ عثمان کو قریش نے
قتل کر ڈالا۔

آنحضرتؐ کو رنج ہوا ایک درخت کے تلے بیٹھے اور اصحاب سے بیعت قتل قریش
کی بی سب نے بخلوص دل بیعت کی اور یہہ آیت اتری لقد رضی اللہ عن المومنین
پھر قریش نے سہیل بن عمرو کو حضرتؐ کے پاس بھیجا اور بعد تکرار بسیار کے صلح پر دارو
مدار ہوا۔ صلحنامہ حضرت علیؓ لکھنے لگے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہین جانتے اور اللہ
کو اس نام سے نہین پکارتے ہمارے دستور کے موافق لکھو۔ باسمک
اللھم اصحاب نہین مانتے تھے مگر حضرتؐ نے فرمایا یونہین لکھو بعد ازان لکھا۔
ھذا ما قاضی علیہ محمدؐ رسول اللہ پھر سہیل نے کہا اگر ہم تمہاری رسالت
کے قائل ہوتے تو نزاع کیون کرتے محمد بن عبد اللہ لکھو حضرتؐ نے فرمایا
واللہ مین محمدؐ رسول اللہ اور محمد بن عبد اللہ ہون اے علیؓ رسول اللہ کے لفظ
کو مٹا دے حضرت علیؓ نے عرض کی میری مجال نہین کہ لفظ رسالت
تراشون۔ آنحضرتؐ نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ تراش کر ابن عبد اللہ
بنا دیا۔ پھر یہہ شرطین تحریر ہوئین حضرت اسی سال مع لشکر مدینہ کو واپس جائین۔
آئندہ سال کہ مین داخل ہو کر عمرۃ القضا گزارین بشرطیکہ تلوارین میان کے
اندر ہون۔ تین دن سے زیادہ مکہ مین نہ قیام کرین۔ دس برس تک
لڑائی نہ کرین۔ جو شخص آنحضرتؐ کی طرف ہمارے یہان کا جاوے تو اوسے ہمارے
حوالے کر دین۔ جو شخص آنحضرتؐ کیطرف کا ہمارے یہان آوے اوسے ہم نہ دینگے۔ یہہ
شرطین اصحاب کے سخت ناگوار گذرین اور بہت ہی رنجیدہ ہوئے پھر قربانی کا انکار وغیرہ ہوا۔
بی بی عائشہ سے حدیثین ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آنحضرتؐ حضرت زینب

دختر تک اخر و ابو العاص اُن کے شوہر مشرک کے درمیان باوصف نزول آیہ لاتنکحوا المشرکین جدائی نہ کر سکے اور کعبہ کے قیام میں بحالت سلولی حلال و حرام کرنے پر قادر نہ تھے بی بی عائشہ کی قوم سے خوف کر کے حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی آخر دم حیات تک کعبہ کی تعمیر نہ کر سکے۔

اب فرمایئے حضرت علیؑ باوجود ہدایت صبر و سکوت و عدم مقاتلہ خلفاء ثلثہ کب کر سکتے تھے اور اُن کے غالب علی الکل غالب بن کیا نقص ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ باوصف قادر مطلق علی کل شیٔ قدیر و شدید العقاب وغیرہ ہونے کے کیسا ضبط برداشت کرتا ہے اور مخلوق کو اُن کے اعمال و افعال پر چھوڑ دیتا ہے رسول اللہ باوجودیکہ جنگ بدر میں علانیہ پانچ ہزار فرشتگان شدید القوے سے کفار پر غلبہ پا چکے تھے اور حبیب رب العالمین سید المرسلین خاتم النبیین بشیر و نذیر خیر البشر فخر عالم و آدم مجموعہ کمالات ظاہر و باطن ان اللہ معنا ہر وقت خدا ساتھ تھا اور اُس کے فرشتہ مدد کو موجود و محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار نے کیسی روش اختیار فرمائی اور کس طرح صبر و سکوت ضبط و تحمل کر کے دین خدا جاری کیا ویسا ہی حضرت علیؑ نے۔

کیوں جوہر صاحب اشداء علی الکفار کی صفت آپ کے خلفائے مقبولہ سے ان واقعات اسلام میں کس غار میں پوشیدہ تھی اسی کا جواب دیدو کیونکہ اس صفت کو خاص آپ نے ابوبکر کی نسبت منسوب کیا ہے اور یہ بھی خیال رہے کہ گو کہ اس آیت میں اشداء علی الکفار ہونا رسول خدا کے ہمراہیوں سے مراد ہو مگر جبکہ خادم میں یہ صفت پائی جائے تو مخدوم میں

بدرجہ اولےٰ تصور ہوگی پس آنحضرتؐ نے جو سر دفتر اشداء علی الکفار تھے کیوں نہ صلح حدیبیہ میں کفار پر شدت کی اور اُن کے شرائط پیش کردہ کو مان لیا یہانتک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اپنی رسالت کو خود ہی اپنے ہاتھ سے محو کردیا پھر اب سنیئے کہ حضرت علیؑ نے نعوذ باللہ کیا بیجا کیا اگر آنحضرت کی رسالت اور شان و منزلتﷺ قایم تھی تو غالب علیٰ کل غالب پر بھی اعتراض نہیں ہوسکتا انصاف و ایمان شرط ہے ۔

اگر رسول اللہ نے غار میں پوشیدہ ہوئے خدا اور رسولؐ کے نام محو کرنے کفار سے دب کر صلحنامہ کے لکھنے میں تقیہ کیا تو حضرت علیؑ نے بھی حکومت ابوبکر میں رہنے وغیرہ میں اُسی پر عمل کیا جیسا تم سمجھو ۔

دیکھو حضرت ہودؑ کا قصہ ۔ حضرت ہود کو اللہ تعالےٰ نے قوم عاد پر بھیجا وہ سنگدل بت پرست تھے آپنے خدا کے احکام کی تبلیغ شروع کی لوگ درپے ایذا ہوگئے مگر ایک گروہ ایمان لایا تھا اور کافروں کے خوف سے اپنا ایمان چھپاتا تھا جب کفار سخت ایذا پر آمادہ ہوئے تو فرقہ مومن نے آپ کو اطلاع کی آپ وہان سے مع اُس گروہ کے علیحدہ ہوگئے ۔

دیکھو قصہ حضرت ابراہیمؑ ۔ سو جب حکم وحی الٰہی آپ نے مع اپنی منظورہ بی بی سارہ کے شام کیطرف ہجرت کی مصر میں حضرت سارہ کے حسن و جمال کی لوگوں نے بادشاہ سے تعریف کی بادشاہ نے حضرت ابراہیم و سارہ کو اپنے روبرو بلایا اور پوچھا اس عورت سے تیرا کیا رشتہ ہے میں اسکو

لیا چاہتا ہون - حضرت ابراہیم نے سوچا کہ اگر یہہ کہتا ہون یہہ میری منکوحہ
بی بی ہے تو بادشاہ مجھے مار ڈالیگا اس لیے حیلہ کر کے فرمایا کہ یہہ
عورت میری بہن ہے اس طرح اُس ظالم بد دین کے ظلم سے بچے اُس مردود
نے حضرت سارہ کو نزدیک بلایا اور بے اختیار اُس معصومہ بی بی کی طرف
ہاتھ دراز کیا اور مغلوب العقل ہو کر بے ادبی کا دروازہ باز کیا حضرت سارہ کی
دعا سے اُس کے دونون ہاتھ شل ہو گئے -

مومن آل فرعون کے ایمان چھپانیکا ذکر قرآن مین موجود ہے - پس اسے
تقیہ سمجھو یا توریہ جو اہل سنت کے بھی مذہب مین ممدوح ہے -

اب دیگر انبیاء کا حال مختصر سنو کہ یہہ انفاس قدسیہ کسطرح دنیا مین رہے
اور انکے طرز معاشرت کیا تھی -

حضرت شیث علیہ السلام لوگون سے تنہا ہو کر اکثر اوقات وظائف اور عبادات
خدا مین مشغول رہتے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ اُن کو
مد نظر رہتا آپ کے عہد مین بنی آدم دو قسم کے تھے بعضی متابعت حضرت
شیث کی کرتے اور اکثر اولاد قابیل کے تابع تھے حضرت شیث کی نصیحت
سے بعضے تو راہ راست پر آئے اور اکثر بدستور نافرمانی پر مصر رہے
۹۱۲ سال آپ زندہ رہے بعدہ انتقال ہوا - منجملہ نصائح حضرت
شیث تیسری نصیحت یہہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے جو بادشاہ وقت کا
مطیع و محکوم ہو -

حضرت ادریس کو خدا نے خلعت نبوت سے ممتاز کیا آپ کی ہدایت سے اکثر گمراہ

راہ پر آئے باقی اپنی گمراہی پر قایم رہے جو لوگ کفر اور شرک کے خوگیر ہو رہے تھے اپنی قساوت قلبی کی وجہ سے اوسی کفر و شرک پر قایم رہے اور حضرت ادریس کی نصیحت نہ مانی۔

حضرت نوح علیہ السلام اصلاح عالم و بنی آدم کی غرض سے مبعوث ہوئے تمام عمر ادائے دعوت میں مصروف رہے کفار فجار مین ساتھ امر معروف و نہی عن المنکر کے مصروف تھے ہر چند کہ جناب الہی مین اُن کی ہدایت کی دعا کرتے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے فریب اور دغا کرتے باوجود اس محنت و مشقت و وعظ و نصیحت کے تمام عمر مین سوائے اسی آدمیون کے کوئی اسلام نہ لایا اور حضرت نوح کا ارشاد اون کے کام نہ آیا ۹۵۰ برس کی عمر پائی۔ وما امن معہ الا قلیل کی تفسیر مین مفسرون کا اتفاق ہے اور خود رسول خدا نے فرمایا کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہین اوٹھائی جتنی حضرت نوح نے اپنی اُمت کے ہاتھون سے مصیبت پائی مجلس وعظ مین انکو اسقدر مارتے تھے کہ آپ بیہوش ہو جاتے اور آپ کے صاحبزادے گھر کو اُٹھا لیجاتے تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام ثمود کی قوم پر مبعوث ہوئے ہر چند صالح اونکو نصیحت فرماتے مگر وہ اپنی بت پرستی و بد مستی سے باز نہ آتے اور حضرت صالح کی نصیحت سے منھ پھیرتے تھے پتھر سے اونٹنی نکلنے پر ایمان لانے کو اقرار کیا آپ کی دعا سے اونٹنی پتھر سے نکلی مگر کفار نے عہد وفا نہ کیا بلکہ اُس اونٹنی کو مار ڈالا۔

حضرت ابراہیم کو نمرود مردود نے آگ میں ڈلوا دیا وہ آگ خدا کے فضل سے
گلزار ہو گئی حضرت ابراہیم شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر طرح کی وعظ
ونصائح کرتے رہے مگر قوم نے کچھ نہ سنا آپ بڑے مہمان نواز تھے جو کوئی مہمان
آپکے مکان پر آتا کفار نابکار اوسے ایذا دیتے حضرت لوط لاچار ہو گئے اور قوم کے غارت
ہونے کی دعا کی حضرت جبرئیل معہ دیگر فرشتوں کے بصورت اطفال حسین وجمیل آئے
حضرت لوط نے مجبورہ مہمان کیا بی بی کافرہ نے قوم کو خبر کر دی وہ لوگ چڑھ
دوڑے آپ نے بحالت اضطرار وانتشار فرمایا میری بیٹیاں حاضر ہیں مگر مہمان سے
مزاحم نہو پھر آپ معہ اپنے مومنوں کے شہر سے نکل گئے قوم پر عذاب نازل ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے مصر میں آپ کی خرید وفروخت ہوئی
زلیخا اور اُن کی مجلیس عورات نے اتہام لگایا اور بیگناہ معصوم کو جیل خانہ میں ڈلوا دیا
بارہ ۱۲ برس تک آپ جیل خانہ میں رہے۔ انہیں عورات مکارہ کو کیا دے سے آنحضرت نے
بی بی عائشہ وحفصہ کو مناسبت ومشابہت فرمائی ہے۔ ان کیدکن عظیم۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی حکایت دردافزا اُن کے رنج وتعب صبر وشکیبائی کی
روایت جانگزا مشہور عالم ہے کہ شیطان مردود وقوم مطرود کے ہاتھ سے کیا کیا ایذا
اٹھائیں جسمی وروحی تکلیفیں جو آپ کو پہونچیں اُن کی شرح میں مجال دم زدن نہیں روح کو
صدمہ ہوتا ہے قلق سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

حضرت شعیب اہل مدین واصحاب الایکہ کی طرف مبعوث ہوئے جو ایک ہی
گروہ تھے یہہ لوگ بت پرست تھے اور وزن پورا نہ تولتے کہوٹے روپیہ واشرفیاں

چلاتے آپ ہر چند راہ راست دکھاتے اور وعظ و پند فرماتے وہ ہرگز باز نہ آتے غیر ملک شام وغیرہ کے لوگ اُن پر ایمان لائے مگر اُس قوم نے کچھ نہ مانا اور اپنے آبائی دین پر قائم رہے۔

حضرت موسیٰ و ہارونؑ بڑے مقرب بارگاہ الٰہی پیغمبر تھے بیان اُنکی علو مرتبت اور بلندی منزلت کا حد وصف سے باہر ہے۔

آپ اپنے ایام دولت میں بسبب جنسیت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ ترحم فرماتے اور قبطیون کی تکلیف دہی و آزار رسانی سے ہمیشہ ملول رہتے لیکن فرعون کے خوف سے دم مارنے کا امکان نہ تھا۔ ایک بنی اسرائیل کے عوض آزار میں ایک قبطی کو آپ نے مارا اور فرعون کے خوف سے بے زاد و راحلہ شہر چھوڑ کر شہر مدین کی طرف چلدیئے۔

حضرت شعیب کی لڑکیاں اپنی بکریون کے پانی پلانے کے انتظار میں کنوئیں پر تھیں کوئی پانی نکالنے والا اُن کی بکریون کو پانی نہ دیتا تھا حضرت موسیٰ نے بکریونکو سیراب کیا اور حضرت شعیب تک رسائی ہوئی بشرط چرانے بکریاں دس سال تک حضرت شعیب نے اپنی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا منظور فرمایا۔ حضرت موسیٰ وہاں رہے اور بعد مدت مقررہ اپنی بی بی کو لیکر چلے راہ میں آگ کی تلاش ہوئی اور نور ایزدی شعلہ زن ہوا آواز آئی انی انا اللہ رب العالمین و انا ربک یا موسیٰ اور آپ کو رسالت ملی حکم ہوا فرعون کے پاس جاؤ گمراہ کو راہ پر لاؤ حضرت موسیٰ نے عرض کی میری زبان میں لکنت ہے ہارونؑ میرے بھائی کہ فصیح البیان ہے میرا شریک کر اور میرا وزیر بنا یہ آرزو پوری ہوئی حضرت موسیٰ نے بوجھ بار ڈالنے

قبطی کے فرعون کے پاس جانے سے انکار ظاہر کیا حکم ہوا خوف مت کرو ستمگر وہ اذیت نہ دے سکے گا۔ مگر تم دونوں بھائی رسالت کی تبلیغ ساتھ کلام ملائم و گفتگوئے نرم کے کرو۔ آخر دونوں پہونچے فرعون کو خبر ہوئی آپ نے معجزہ طلب کیا آپ نے عصا کو اژدہا بنایا مگر فرعون قائل نہ ہوا اور بنی اسرائیل پر پہلے سے زیادہ سختی شروع کی حضرت موسےٰ بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت نکلے فرعون نے تعاقب کیا دریائے نیل اس گروہ کے عبور کے وقت ٹھہر گیا اور فرعون جب منجدھار میں پہونچا پھر جوش زن ہوا سب لشکر غرق ہو گیا۔ بعد اپنی امت کو حضرت ہارونؑ کی حفاظت میں چھوڑ کر حضرت موسےٰ کوہ طور پر گئے یہاں امت باغوائے سامری مردود گوسالہ پرست ہو گئے حضرت موسےٰ طور سے واپس آئے یہاں یہ تماشہ دیکھا حضرت ہارونؑ سے لڑے جھگڑے سامری کی جان سے درگزر کر کے بد دعا کی خدا تجھے عذاب جہنم نصیب کرے۔

بنی اسرائیل نے عفو تقصیر چاہی اور پھر از سر نو راہ راست پر آئے پھر بحکم خدا گوسالہ پرستوں کا قتل شروع ہونے کو ہی تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارونؑ کی دعا اثر پذیر ہوئی اور لوگ بچ گئے۔

قارون کو آپ نے بہت کچھ سمجھایا کہ زکوٰۃ مال دے وہ رضامند نہ ہوا اُسکا گروہ علیحدہ ہو گیا اور قارون اپنی بد اعمالیوں سے زمین میں دھنس گیا پھر عمالقہ کے مقابلہ کو حکم ہوا بجز یوشع بن نون و کالب بن یوقنا کسی نے حضرت موسےٰ کا کہا نہ مانا آپ کو غصہ آیا اور درگاہ خدا عرض کی کہ یا الٰہی میرا اختیار سوائے اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہیں۔ پھر بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال میں گرفت۔

ہو کر جنگل مین قید ہو گئے حضرت موسیٰ وہارون ویوشع وکالب عمالقہ کیطرف
چلے اور بنی اسرائیل نے مصر کا رخ کیا حضرت موسیٰ اس امید پر پھر کہ شاید
اب بھی بنی اسرائیل افہام وتفہیم سے راہ پر آئین ۔
اُن سے ملکر بہت کچھہ سمجھایا بوجھایا مگر اُنہون نے لڑائی پر دل نہ دو صبر
جب کہانے کو باقی نرہا تو رو رو کے چلائے حضرت موسیٰ تنگ ہوے کہ
اون سے جدائی چاہی مگر صبر کیا اور ۴۰ سال کے عرصہ مین سب قوم
نافرمان غارت ہو گئی جب زمانہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا قریب ہوا
تو فرمایا کہ تمام بنی اسرائیل کا شمار کرو اور اون لوگون کی تلاش کرو جو مصر سے نکلتے
وقت حاضر تھے مگر بجز یوشع وکالب کے کوئی باقی نتھا غرض آپنے باقی ماندہ
خلق پر حضرت یوشع کو خلیفہ کیا اور ہاتون سے توریت کے نسخے لکھوا کے اور
اسباط کو تقسیم کئے اور حضرت یوشع کو قوم پر حاکم و بنی اسرائیل کو اونکا محکوم بنا کر
نہایت تاکید کے ساتھہ یوشع کی فرمانبرداری کا حکم دیا بی بی صفورا زوجہ
حضرت موسیٰ یوشع خلیفہ برحق سے لڑین حضرت یوشع نے بادشاہ وقت
کا فتنہ صلح کر لی حضرت یوشع کے بعد کالب بن نون اور حزقیل حسب وصیت کے
بعد دیگرے وصی وخلیفہ مقرر ہوئے ۔
حضرت الیاس علیہ السلام خلق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے بادشاہی
بنی اسرائیل ملک شام مین متفرق ہو گئی ہر ایک نے مذاہب باطلہ
اختیار کئے ۔
احکام توریت نسیاً منسیاً کر دیے بادشاہ شہر لعلبک تھا جو بت پرستی کرتا تھا ۔

۴ نے دعا کی خدا نے دن اور رات کی خوراک مقرر کر دی مگر وہ حریص قوم قانع نہوئی یہان تک حضرت موسیٰ ۔

حضرت الیاس نے وعظ ونصایح شروع کئے ہرچند تاکید اور مبالغہ کیا اور احکام توریت انکو سنائے مگر بجز ایک شخص کے جو بادشاہ کا وزیر تھا کوئی اون پر ایمان نہ لایا۔ لوگ حضرت الیاس کے مارنے پر آمادہ ہوئے آپ اونکے فرون کے خوف سے پہاڑمین پوشیدہ ہوئے کفار نے بہت کچہہ تلاش کی مگر پتہ نہ ملا حضرت الیاس والدہ حضرت الیسع کے گہر مین رہے۔

جب نافرمانی اوس جماعت کی حد سے زیادہ گذر گئی تو آپکی خاطر نہایت درجہ ملول ہوئی خدا نے تسلی دی اور حضرت الیاس کو حسب خواہش اونکے لوگون کی نظر سے محجوب و مستور کردیا۔

حضرت الیسع کو اپنا خلیفہ ووصی مقرر کر گئے اسطرح کہ حضرت الیاس پر وحی کا نزول ہوا کہ خلافت اپنی الیسع کو سونپو آپ اپنی ردا اونپر ڈالدی۔

حضرت الیسع کو بنی اسرائیل پر خلافت ملی آپ ہمیشہ اونکو توریت پڑہکر شریعت موسوی پر رغبت دلاتے بادشاہ دمشق مصر کو مرض برص سے نجات پانے کی تدبیر بتائی وہ اچہا ہوا۔ بنی اسرائیل کبہی اونکی متابعت کرتے کبہی مخالفت اسلئے ہمیشہ ملول رہا کرتے آخر الامر آپنے دنیا سے مفارقت چاہی اور ذوالکفل کو خلافت اپنی عطا کرکے گروہ مقدس ملاء اعلی مین شامل ہوگئے حضرت ذوالکفل بعد الیسع کے نبی ہوئے بعض کہتے ہین بادشاہ شام کے مقرب تہے بادشاہ کو بنی اسرائیل سے سخت عداوت تہی ایک مرتبہ بعد شکست ایک سو آدمی علما و صلحا گرفتار ہوکر آئے بادشاہ نے چاہا قتل کرے ذوالکفل نے کہا سیاست کا زمانہ گذر گیا ہے وقت بیوقت ہے انکو مجھے سپرد کرو مین اون کا کفیل

ہین ۔ بادشاہ نے سپرد کر دیئے آپ نے رات کو سب کو چھوڑ دیا۔ اور ذوالکفل بھی شر بادشاہ سے محفوظ رہے ۔ اس لیئے بعد مین اونکا نام ذوالکفل مشہور ہوا۔

حضرت اشموئیل نے جب نبوت پائی بنی اسرائیل ایمان لائے اور کہا کہ عمالقہ سے لڑائی کرینگے تابوت سکینہ جو ہم سے چھین لے گئے ہین اُسے لڑکر واپس لائینگے ہم پر کوئی بادشاہ مقرر کرو ۔ اللہ نے طالوت کو بادشاہ کیا حضرت اشموئیل نے بنی اسرائیل کو خبر دی اُنھون نے اپنا ننگ و عار سمجھا آپ نے فرمایا بہ نسبت تمہارے طالوت کو علم زیادہ ہے اور اُسے تم پر فضیلت ہے ۔ طالوت تابوت سکینہ لے آئے تب بنی اسرائیل خوش ہوئے طالوت نے جالوت حاکم عمالقہ سے مقابلہ کیا حضرت داؤد نے جالوت کو مارا ۔ بعد شہادت طالوت حضرت داؤد کو نبوت اور سلطنت اشموئیل و طالوت کی ملی ۔ پھر حضرت سلیمان اُنکے خلف الصدق ۔

حضرت یونس علیہ السلام شہر نینوا میں مبعوث ہوئے لوگوں کو دین موسوی کی طرف رغبت دلائی مگر کسی نے اُنکا کہنا نہ سنا بلکہ اُن کی رسالت کی تکذیب کی اور دست و زبان سے اُن کو رنج دینا شروع کیا ۔ آپ مع اہل و عیال شہر سے نکلے اور قوم سے کہا تین روز مین تم پر عذاب نازل ہوگا خارج شہر آثار عذاب نازل ہوئے لوگ جمع ہو کر بدرگاہ خدا گڑگڑائے روئے پیٹے چلائے عذاب دفع ہوا حضرت یونس شہر کے لوگوں کا حال دریافت کرنے کو پھر شہر کی طرف چلے شیطان نے خبر دی عذاب دفع ہو گیا اب جاؤ گے

تو شہین لوگ دروغ گو کہین گے آپ غصہ ہو کر بلا انتظار حکم الٰہی پھر واپس گئے
اور اہل و عیال کے ساتھ دریا سے پار ہونا چاہا مچھلی کے شکم مین گئے۔
حضرت عزیر کو بخت نصر نے بنی اسرائیل کے ساتھ قید کیا بعد رہائی خلق کی ہدایت
کرتے رہے۔
حضرت ذکریا کو قوم نے زنا کی تہمت سے متہم کیا۔ وہ نکل کر بھاگے
اور درخت سے پناہ چاہی قوم نے آرے سے دو ٹکڑے کر دیا۔ جب
آرہ سر پر پہونچا چاہا آہ کرون حکم پہونچا اگر آہ کی تو نام تیرا دفتر نبوت سے
نکال دیا جاویگا۔
حضرت یحیےٰ علیہ السلام کے عہد مین ایک بادشاہ تھا انبیا اور علما سے
بغض رکھتا تھا اپنی جورو کی بیٹی پر جو دوسرے خاوند سے تھی عاشق ہوا
حضرت یحیےٰ نے جواز نکاح کا فتوے نہ دیا اور اسی باعث وہ شہید کئے
گئے انکا سر مبارک دربار بادشاہ مین حاضر کیا گیا۔
حضرت عیسےٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور حکم ہوا بنی اسرائیل کو اپنے دین کی
دعوت کرو ہرچند آپ نے وعظ و نصائح معجزات وغیرہ سے اُن کو قائل کیا۔
مگر اُنھون نے نہ مانا اور یہی کہا کہ ہم ایک بے پدر کے قول پر دین ہوئے
کو ترک نہ کرینگے آپ رنجیدہ ہو کر شہر سے نکلے چند وہی آپ پر ایمان لائے
بعد ازان آپ آسمان پر بلائے گئے۔ اور آپ کی شبیہ کو مصلوب کر دیا
دیکھو سیان جو ہر انبیا و اوصیا علیہم السلام اسطرح دنیا مین رہے ہین اُن کی
محکومی و مغلوبی و مجبوری ظالمون کا جور و ستم اُستیر حکم نا ہنجار بدنگاہ و ایذا ہاف

و تکلیف وہی بنا فرمائی اوس پر ان حضرات کا صبر و شکر و سکوت و تحمل و
برداشت و ضبط کیا اونکی رسالت کو نعوذ باللہ منہا داغ لگا سکتا ہے
ہرگز نہین ورنہ خدا مین سب طرح کی قدرت تھی اور انبیا مین عظمت و جلالت نبوت و
رسالت مگر انہین باتون مین لطف تھا اور خدا کا حکم کہ تبلیغ رسالت کا صرف
جہاد لسانی پر دار و مدار رکھا۔ دیکھو حضرت موسے و ہارون کو حکم ملا کہ تبلیغ رسالت سامنے
کلام ملایم و گفتگوے نرم کے کرو۔ اور یہہ بھی واضح ہو کہ ابتداے آدم
تا خاتم کسی حالت مین خلق کو اختیار نہ تھا کہ مجمع و شورہ کرکے کسیکو اپنا خلیفہ
یا امیر کرین بلکہ خدا کے حکم سے وصی و جانشین و خلیفہ مقرر ہوئے ہین
دیکھو بنی اسرائیل نے جب حضرت شمویل سے خواہش کی کہ واسطے انتقام عمالقہ
سے ہم پر کوئی بادشاہ تجویز کیا جاوے تو خدا نے طالوت کو اُن پر بادشاہ
بنایا جس کے وہ مطیع اور فرمانبردار ہوئے کیا امت محمدی کسیطرح
وہ نہ کر سکتے تھے کہ کسی کو اپنی تجویز سے اپنا امیر بنا لیوین۔ مگر نہین وہ
اگلی امت کی مانند خود سر و متمرد نہ تھے

ہمارے حضرت کو حکم جہاد دیا حرب و ضرب ملا مگر صرف تحفظ اسلام و حفاظت
دین کے لئے نہ یہہ کہ تمام روے زمین پر قتل و قمع کرکے اسلام پھیلاؤ۔
اور باوجودیکہ حکم جہاد مل چکا تھا اور حرب و ضرب بہ کفار واقع ہو چکی تھی۔ مگر
دیکھو صلح حدیبیہ کا حال چودہ سو ۱۴۰۰ آدمی آلات حرب سے آراستہ قتل کفار پر
بیعت کئے ہوئے کمر بستہ موجود۔ مگر خدا کے حکم سے آنحضرت نے
کفار سے مصلحتاً ایسا دب کر صلح کی کہ کبھی ابتداے اسلام مین بھی یہہ

امر پیش نہ آیا تھا۔ دیکھو ترمذی مین ہشام بن محمدؑ سے روایت ہے کہ جب
علیؑ بعد حرب و ضرب صفین و کارسازی ابوموسیٰ اشعری و عمرو ابن عاص
کوفہ مین آئے تو ۱۲ ہزار خوارج اون سے علیحدہ ہوگئے عبداللہ ابن عباس
خوارج کے پاس گئے اور وجہ انحراف پوچھی اونھون نے کہا کہ علیؑ نے
اپنے نفس کو مومنون کی حکومت سے علیحدہ کر لیا اور وہ کافرونکا سردار
ہوگیا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا اسکا کیا مضائقہ ہوا۔ رسول خدا نے
بھی جنگ حدیبیہ مین ایسا کیا تھا سو کیا وہ اسوجہہ سے نبوت سے نکل گئے
یہ سنکر دو ہزار آدمی حضرت علیؑ کیطرف پھر آئے باقی قتل ہوئے غرض
ہر بات کے لئے ایک موقع ہے اور مصلحت وقت اسی لئے سعدی شیرازی نے
کیا خوب کہا ہے ؎

نہ ہر جا مرکب توان تاختن ۔۔۔ کہ جاہا سپر باید انداختن

اہل سنت ایک بڑا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ خلیفہ ثانی کے وقت مین ملک
عجم فتح ہوا حضرت شہربانو دختر یزدجرد بادشاہ فارس قید ہو مین آئین جنکا
عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا اور اونسے نو امام یکے بعد دیگرے
کی پیدائش ہے تو معاذاللہ کنیزک زادے ٹھہرے جواب ہم نے تاریخ روضۃ الصفا
سے جسپر بیان جوہر نے مدار مناظرہ قرار دے رکھا ہے باب پیدائش حضرت
زین العابدین لکھا ہے کہ حضرت شہربانو کا آنا بعہد خلافت حقہ جناب امیرؑ ہے
اوس لشکر کے ساتھہ آپ آئین جسکے سردار امام حسین علیہ السلام تھے حضرت
امام نے تمیز خاص و عام کے لئے حضرت شہربانو کے گلے مین ایک ٹیکا یا پرتلہ

زرین ڈلوا دیا تھا جس سے اونکا اعزاز دختر شاہ پایا جاتا جب مدینہ مین پہونچین اونکو اختیار دیا گیا جسکے ساتھہ خواہش ہو عقد کرین آپنے حضرت امام حسینؑ کو منتخب کیا اور یہی روایت صحیح اور قرین تصدیق ہے ۔ مگر خیر لو فرضنا خلیفہ ثانی کے عہد مین حضرت شہربانو قید ہو کر آئین اور باتفاق مورخان اہل سنت جب خلیفہ ثانی نے اونکے فروخت کا ارادہ کیا تو جناب امیر نے اونکو اس فعل سے باز رکھکر فرمایا کہ یہہ شہزادیان ہین مثل عوام کے انکی خرید و فروخت نہونی چاہئے قیمت تشخیص کر دو جو ادا کرے اوسکے حوالہ کر دو چنانچہ خلیفہ ثانی نے رائے جناب امیر سے اتفاق کیا قیمت تشخیص ہوئی جناب امیر نے حضرت شہربانو کی قیمت دیکر اپنے فرزند دلبند سے اونکا عقد کر دیا پس معلوم ہوا یہہ ایک امر خاص تہا نہ مثل عوام اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ دختر شاہ کا اعزاز مد نظر ہوا اور معاذ اللہ وہ کنیز تصور نہو ہین کیونکہ نقل و عقل سے شہزادے و شہزادیان کسی حالت مین غلام و کنیز نہین ہو سکتے ۔ گوہر اگر در خلاب افتد ہمان گوہر است ہے

بینا سے رقومات ہنر جاتے ہے اسکو　　سودا ہے جواہر کا اوڑ جاتے ہے اسکو

ہان خوب یاد آیا یہہ اعتراض بھی آسیہ کا ہے جسکی سنت ابتک ادا کی جاتی ہے تاریخ مذہبی سنی المذہب مین لکہا ہے ۔ ایک روز زید بن حضرت زین العابدین ہشام بن عبد الملک کے دربار مین گئے کوئی جگہہ موقع کی بیٹھنے کو نپائی آخر لاچار پائین مجلس مین کسی بری جگہہ مین بیٹھہ گئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ خدا سے ڈرنے والے لوگ تکبر نہین کرتے ہشام بولا چپ چپ تیری مان نہو وے تو ہم سے سلطنت مین لونڈیکا بچہ یعنی کنیز کزادہ ہو کر اختلاف و تنازع کرتا ہے ۔ زید نے فرمایا

کہ اے بادشاہ ہے کسکے پاس تیرا ساکت کرنیوالا جواب ہے اگر تجہا ہے تو مین کہون کہ
اوسنے کہا ہان کہو زید نے کہا کہ نسب مردونکی طرف سے ہے نہ عورتونکی جانب سے
پہہ تیرا طعن ہمپر ایسا ہے جیسے سنکر لوگ پیغمبر خدا پر کرتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل کو
کنیزک زادہ بتلاتے ہین یعنی حضرت ہاجرہ سے جو لونڈی حضرت سارہ کی تہین
تو مجہے ایسا کلمہ کہتا ہے حالانکہ مین فرزند فاطمہ اور پسر علی ابن ابی طالب ہون یہہ
کہکر اوس مجلس سے اوٹھکہ کہڑے ہوئے اور یہہ اشعار پڑہتے تہے جنکا خلاصہ
مضمون یہہ ہے موت مین آرام وچین ہے اور موت لوگونکی گردن پر سوار ہے
ایک دن اس زمانہ کو بہی اللہ گردش دیگا کہ دشمنون کا کچہہ نشان نہ ملیگا اور
اونکی سب خاک اڑجائیگی ۔

اہل سنت ایک یہہ اعتراض واتہام کرتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی دختر جناب
ام کلثوم کا عقد خلیفہ ثانی عمر خطاب کے ساتھہ کردیا اور اونکو شرف دامادی بخشا ۔

جواب ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ ہرگز ایسا نہین ہوا یہہ اہل سنت کا محض
افترا ہے ۔ بالفعل ایک کتاب کنز مکتوم فی عقد ام کلثوم مصنفہ سید اظہر علی
صاحب مطبع گلستان مرتضوی واقع لکہنؤ مین طبع ہوئی ہے اوسے دیکہنا چاہیئے
جسمین کل روایات سنی وشیعہ مع دلائل وبراہین قاطع درج ہین ۔ یہہ کتاب فیصلہ
ناطق درباب عدم عقد لاجواب اور اپنا آپ ہی نظیر ہے مگر زبانی بحث وقطع اللسانی
مخالف کے لئے یہہ جواب کافی ہوگا کہ جناب آسیہ بیوی حضرت موسیٰ فرعون کی
زوجیت مین رہین ۔ حضرت رسول خدا نے اپنی دختران پاکیزہ ترکو جنکا نام
مقدس زینب ورقیہ وام کلثوم ہے زینب کو ابوالعاص سے رقیہ کو عتبہ وام کلثوم

کو عتبہ پسران ابولہب کے ساتھہ منسوب کیا جو قطعی مشرک و کافر تھے اور ابولہب
کی عداوت و دشمنی ساتھہ رسول خدا سورۂ تبت یدا ابی لہب سے ظاہر ہے کہ ایسا دشمن
جانی دوسرا نہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو ابولہب کے
لڑکون نے خود ہی دختران رسول خدا کو ترک کر دیا اور زینب بدستور بحبالۂ عقد
ابوالعاص مین رہین آنحضرت باوجود نزول آیہ لاتنکحوا المشرکین زن و شو مین فرق
نہ کر سکے چہ بحالت مغلوبیت قیام مکہ چہ بحالت غلبہ و شوکت اسلام کہ خود لشکر اسلام نے
اسی ابوالعاص کو گرفتار کیا اور آنحضرتؐ نے رہا بھی فرما دیا مگر تفریق پر قادر نہوے
جناب رقیہ و ام کلثوم کا عقد یکے بعد دیگرے عثمان بن عفان کے ساتھہ ہوا جنکو ذی النورین
کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے ۔ مگر تعجب ہے کہ ابوالعاص تا حیات خود و عتبہ و عتیبہ
اوس زمانہ تک کہ جناب رقیہ و ام کلثوم اونکے عقد مین تھین ذی النور کے القاب
سے نہ پکارے گئے اگر یہہ کہا جاے کہ عثمان بن عفان مسلمان تھے اور وہ مشرک
تو محض بیہودہ بات ہے کیونکہ دختران رسولؐ خدا کے عقد کرنے سے ذی النورین
ہوئے جسکے معنی ہین صاحب دو نور کے پس وہ تینون مشرک بھی اگر ذی النورین یعنی
صاحب نور کہے جاتے یا کہے جاوین تو انصاف سے بعید نہوگا دختران جناب رسول
خدا ابتدا ہی سے نور تھین عثمان بن عفان کے عقد مین آنے سے نوری نہین ہوگئین
بلکہ اونکے نور ہونے سے عثمان بن عفان ذی النورین ہوے پس جسمین اس
نور کا جلوہ ہو وہی صاحب نور ہے خصوصیت مسلم اور مشرک کی نہین ہے ۔
اہل سنت کو تقیہ پر بڑا اعتراض ہے ۔ **جواب** تقیہ خوف جان قلق و اضطرار کی
حالت مین بیشک محمود و شعار انبیا و اوصیا بلکہ خدا ہی کو دیکھو ابتداے اسلام مین

جبکہ کفار قریش بہت ہی درپے ایذاء آنحضرت ہوئے تو خدا نے قل یا ایہا الکافرون میں صاف فرمادیا لکم دینکم ولی دین کہو کافرون سے تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر پس خیال کرنا چاہئے کہ رسول اللہ دین خدا اجابت گمراہون کو راہ خدا بتانیکو مبعوث ہوئے تھے یا کافرونکو یہہ کہنے کے واسطے کہ تم اپنے ہی دین پر رہو مگر چونکہ خوف کی حالت تھی اسلئے اوسوقت خدا کو بھی حکم دینا مصلحت معلوم ہوا پہر خداوند جل علے فرماتا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ مت پڑو اپنے ہاتہو لسے تہلکہ مین ۔ پہر خوف کفار قریش سے آنحضرت کو غار میں پوشیدہ ہونیکو اور خفیہ ہجرت کرنیکو حکم دیا ۔ آنحضرت صلح حدیبیہ مین باوصف شوکت و غلبہ اسلام کفار سے دب کر صلح کرلی اور رحمان ورحیم اسمائے صفاتی و اپنا رسول اللہ ذاتی ہونا خود اپنے ہاتھ سے محو کردیا ۔ بحالت مغلوبی و غلبہ اپنی دختر نیک اختر جناب زینب کو ابوالعاص مشرک سے جدا نہ کر سکے حالانکہ لا تنکحوا المشرکین نازل ہوچکا تہا ۔

آخر دم حیات تک حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی خانہ کعبہ کی تعمیر خوف قوم بی بی عائشہ سے نکر سکے ۔ منافقین امت کو باوصف برو منافقت سزا نہ دے سکے ۔ پہر حضرت ابراہیم کا حال دیکہو اپنی جانکے خوف سے اپنی بی بی معظمہ کو بہن کہدیا اور اپنی جان بچائی حضرت ہود علیہ السلام پر ایک گروہ ایمان لایا ہوا کافرون سے اپنا ایمان چہپاتا تہا ۔ مومن آل فرعون کفار کے خوف سے ایمان پوشیدہ رکہتے ۔ حضرت موسیٰ خوف جان حضرت عیسیٰ جانکے اندیشہ سے ، اتکو بہاگے اور جان بچائی وغیرہ وغیرہ پس ان حالات و واقعات کو تقیہ کہو گے یا اور کچہہ اہل سنت کی کتابونمین بھی تقیہ اور توریہ دونو لکہے ہین اور جائز سمجہے گئے ہین مولوی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب مسائل مالابد

دیکھو اوسمین بہت سی باتین توریہ کی لکھین ہین - کتاب مالابد باب تقویٰ فصل پانچوین مسئلہ جھوٹ بولنا حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کرنیوالے اپنی بی بی کے راضی کرنے یا ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے ایسے مقامون مین جھوٹ بولنا جائز ہے اگر حاجت ہو ورنہ بدون حاجت کے مکروہ ہے مسئلہ رشوت دینے والا اور رشوت کہانیوالا دونو دوزخ مین ہونگے مگر ظالم کے ظلم دفع کرنیکے واسطے رشوت دینی جائز ہے وغیرہ - جسکا شیخ سعدی نے بھی ترجمہ کیا ہے دروغ مصلحت آمیز به از راست فتنہ انگیز

آئمہ معصومین نے اکثر موقعون پر تہلکہ مین پڑنیکے خوف و اندیشہ سے بعض تقریر و الفاظ فرمادئے جسمین وہ اور اونکے تابعین ضعفا محفوظ و مامون رہین مصرعہ

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

نتیجہ تہلکہ و اندیشہ جان ہرگز تقیہ جائز نہین ابتدا سے نہ کسینے کیا نہ اب کوئی کرتا ہے مگر ہان جبتک خوف جان و اندیشہ تہلکہ رہے درست و جائز ہے اسمین کسیکو جائے وہم زدن نہین ہے

یہی جواب ہے ہمارا عموماً اہل سنت و خصوصاً جوہر نافہم کے سوال کا اور یہی سوال ہمارا عموماً اہل سنت و خصوصاً جوہر کج فہم سے اگر اسپر بہی جوہر اپنے بہائیون خوارج کو مدد کے لئے بلائین تو تو اصب کے ساتھ دینے سے جو روز بد دیکھتے نصیب ہوئے ہین خوارج کے ہمزبان و ہم مشرب ہونے سے پہر کہین نہ بچا دینگے - نہ کہانا کے نہ گہر کے خوب یاد رکہین

مگر یہہ بات ملحوظ رہے کہ جواب باصول ہون آئین بائین شائین مجذوبانہ بڑ اور

عوام ارذال کا پہکڑ تہور شروع کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔

افسوس ہے یہہ زمانہ صلح وصلاحیت اتفاق واتحاد کا ہے مگر اہل سنت ناحق ونارو چہیڑ چہاڑ کر زخم تازہ کر رہے ہین۔ اور کوئی نہ کوئی تحریر خلاف عقل ونقل ایسے لکہدیا کرتے ہین جس سے شیعیان اہل حق کو بجز جواب ترکی بترکی دینے کے چارہ نہین اور طرہ یہہ ہے کہ جواب کے واسطے اصرار بہی ہوتا ہے جہلائے قوم صبر وسکوت کو لاجواب ہونے پر حمل کرتے ہین پس مجبوری ہے ورنہ ایسے نازک وقت مین ان باتونکا کیا ذکر تیرہ ۱۳ سو برس سے یہہ قصے جہگڑے ہوتے چلے آتے ہین اب نئی بات کیا نکلے گی جس سے کچہہ فایدہ ہو بجز اسکہ بغض وعداوت روز بروز ترقی کرے پس جسکی جانب سے اس نفاق ومخالفت وعداوت وبغض کی ابتدا ہوتی ہے اوسی پر وبال نا اتفاقی کا خون ہوگا جواب دینیوالے گو ہم شکل دگر نگو ہم شکل مجبور ہین۔ فقط

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

ہم تہ دل سے جناب میر سید حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وکیل آگرہ متوطن قصبہ بہیرسر وجمیر زا اشارحسین صاحب مالک ومہتمم مطبع دبدبۂ حیدری آگرہ کے شکر گذار ہین جنہون نے بکمال عنایت دلی ولطف قلبی اس رسالہ کی نقل وطبع کا اہتمام اپنے ذمہ قبول فرمایا ہے حق تالیف وتصنیف رسالہ ہذا جناب مرزا آقا حسین صاحب مالک ومہتمم مطبع دبدبۂ حیدری آگرہ کو برضا ورغبت خود عطا کیا اونکو طبع وفروخت رسالہ ہذا کا اختیار کلی ہے والسلام۔

اعلان

چونکہ بالفعل جوہر علی نامی متوطن جھیلی شہر اضلاع پورب نے ایک رسالہ موسوم اسرار
تصنیف کیا ہے اوسمین علاوہ اسکے کہ شیعونکو سبھی کچھ جہان تک زبان نے یاری دی کہ
ہے کہہ ڈالا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کی شان مین ایسے کلمات توہین بھی
نا ملایم و ناسزا خلاف عقاید اہل سنت استعمال کئے ہین جنکے لکھنے و نقل کرنے
سے روح کانپتی ہے اچھا خاصا پہکڑ ہجو بجز بازاری آدمیون کے اور کوئی مہذب
آدمی کی زبان سے نہین نکل سکتے ہمنے اکثر فقرات کو ترک کیا ہے اور اس رسالہ
مین نقل کیا جسے ضرورت ہو دیکھہ لے۔

ہمنے کتب اہل سنت کے حوالے سے کل جواب دیے ہین کوئی حدیث
کوئی روایت کوئی قول اپنے یہان کے کتاب کی نقل نہین کی نہ اونکا حوالہ دیا ہے
اہل سنت نے جن اصحاب کی نسبت جو لکھا ہے وہ البتہ بیان کئے ہین اور کتابون کا
حوالہ دیا ہے پس اگر اہل سنت کو تحقیق منظور ہو بشرطیکہ ناراض ہوون اور بمصداق
الحق مر حق باتون سے گریز نہو تو ملاحظہ فرمائین اور اگر اصحاب کی برائیان ہندی
کتب خود نہ دیکھہ سکین اور خواہ مخواہ پیچ کرین تو اس رسالہ کو نہ دیکھین کیونکہ ہمکو صرف
اپنے بھائیون کم فہم و کم علم کے لئے زیادہ تر ضرورت جواب کی ہوئی ہے کہ مبادا
جوہر کی تحریر دیکھکر دہوکے مین نہ آجاوین اور وساوس شیطانی سے محفوظ
رہین اور اپنے یہان کے علما و صلحا ارباب دانش و بینش صاحبان علم و فضل سے
التماس ہے کہ مین ایک کم بضاعت کم علم سراپا ہیچ آدمی ہون مجھے مناظرہ کے میدان
مین قدم رکھنا زیبا نہ تھا مگر جوہر ہیچ فہم کے سوالونکے جواب دینے پر مینے ضرور جرأت
کی کیونکہ اونکی بیہودہ سرائی قابل توجہ اہل علم نہین ہے اور اشتہار دینا بہہ مضمون

... بخان بہادر ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء مقام اجمیر تمام شد۔

غلط نامہ نجم الہدیٰ رد و اسر الہدیٰ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۰	باہم	بالطبع	۶۶	۱۴	[illegible]	[illegible]	۱۳۰	۱۰	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۹	[illegible]	غور سے سنیں	۶۸	۹	منصب	منتصب	۱۳۶	۹	[illegible]	[illegible]
۱۱	۴	قیامت	[illegible]	۶۹	۱۰	کہلایا ہے	کہلایا ہے	۱۳۹	۱	[illegible]	[illegible]
״	۱	کیا چاہتی	کیا چاہتی تھی	۷۲	۱	اسلام کا	اسلام کی	״	۱۲	[illegible]	[illegible]
״	۱۵	نقض خلافت	نقض خلافت	۷۳	۷	اترا	اترایا	۱۵۳	۱۸	[illegible]	[illegible]
۱۴	۱۵	کوئی کہنے	کوئی کہنے والا	۷۷	۱۷	[illegible]	[illegible]	۱۵۵	۱۰	[illegible]	احمد کا اقرار
״	۱۸	کہیں کسی	کہیں کسی کو	۷۸	۱۸	[illegible]	[illegible]	۱۵۹	۶	کوکی	کوئی
۱۵	״	وحی کا	وحی	[illegible]	۱۶	بہشت کے	بیعت کے	۱۶۱	۱۴	تم اپنی اپنی	تم اپنی
۱۷	۷	ہونے والا ہے	ہونے والی ہے	۸۱	۹	اس	ان	۱۶۲	۶	اپنی مشتہر	اپنی تم مشتہر
۲۱	۵	علیین	اعلیٰ علیین	۹۲	۶	یہ دیا ہے	یہ دیا ہے	۱۶۷	۶	غرضا کر	غرض کے
۲۵	۱۸	موجود تھی	موجود نہ تھی	۸۸	۸	ان امت	ان کے امت	۱۶۸	۱	تصویریں	[illegible]
۲۷	۱	پڑ رہیں	پڑ رہا ہیں	۹۴	۱۱	آپ سے نے	آپ	۱۷۸	۱۲	[illegible]	[illegible]
۳۲	۱۲	خلیفہ رسول	خلیفہ رسول	۱۰۶	۱۰	حبس	حبیب	״	۱۶	[illegible]	[illegible]
۵۱	۱۸	[illegible]	[illegible]	۱۰۷	۱	ستائیس	بہتر	۱۸۰	۱۸	[illegible]	[illegible]
۵۲	۶	[illegible]	[illegible]	۱۱۳	۱۰	خوشی باہی	خوشی باش	۱۸۱	۱۱	[illegible]	[illegible]
״	۴	مشرکوں کی	مشرکین	۱۱۶	۱۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	[illegible]
״	۹	انفسکم	انفسنا	۱۱۷	۱	[illegible]	[illegible]	۱۸۸	۱	[illegible]	[illegible]
۵۵	۱۵	[illegible]	[illegible]	۱۱۸	۱۷	[illegible]	[illegible]	۱۹۵	۵	پہر کہا	پھر کہا
۵۸	۲	[illegible]	[illegible]	۱۲۵	۹	پوچھا	پوچھو	״	۱۲	توات	تورات
۶۰	۹	کہینگے	ہم کہینگے	۱۲۵	۱۰	[illegible]	[illegible]	۱۹۶	۱۹	تقریہ	تقریر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۰	لقرظ	تقریظ	۲۱۳	۱۹	خود ارای	خود رائے	۲۶۵	۱۸	امام حسین	امام حسن
۲۰۹	۴	طالب جواب	طالب سوال	۲۳۵	۱۷	شیخ شہبا	شیخ شہاب الدین	۰		۰	۰
۲۱۲	۱	بین ولد	بین ولید	۲۳۵	۱۸		آیۂ مباہلہ	۰	۰	۰	۰
۲۱۳	۵	بیج اللاد	بیج اولاد	۲۴۳	۱۷	حکم	علم	۰	۰	۰	۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس بی انتہا و قیاس خداوند ازلی و ابدی کی لائق ہے جسنے تارک رفعت علم و فضل کو افسر عقل سے سربلند فرمایا اور قامت قابلیت علمائے اعلام اور فضلائے فخام کو تشریف ایالت فہم و ادراک سے ارجمند کیا اور اونکی قلم مشکین رقم کو حسام و ذوالفقار کا مرتبہ بخشا اور اونکی تقریر مین صوارم و طعن الرماح کا اثر دیا اور جبار و قہار کا حلم بہی اوسیکی مرتبہ کے لائق ہے کہ شیطان رجیم کو اوس حلیم نے ایسی مہلت دی ہے کہ وہ بوجہہ قرب ایام ہست الضمام ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام اپنی بازیگری کا بہ سرعت تمام اتمام کرتا رہتا ہے اور اوسکی توابع جو جو نظر بندی اور حیلہ سازی کرتے ہین اونکی افعال بدکی انتقام مین درنگ اوسکا خبر فرمانا ہے جل جلالہ و عظم سلطانہ ، ہر آن بندہ سرکش دلی ادب کہ باشد از و مستحق غضب ، کند ریسمانش دراز القدر ، کہ باشد ازان گستگی بے خبر ، شود آن دم آگہ ز بند نہان ، کہ بر تن رگ ولی شود ریسمان ، چنانچہ درازی ریسمان سے ناہنجاران ، بیخبر دی اور بیخبری نازان ہو کر جیا ہتی ہین گذر لی اور لکہہ مرتی ہین اور مواعید حق تعالی پر نظر کرتے نہ ڈرتے تہا سیکہ بعض جہلا ولی ہنر جو خود اپنے دین و ملت سے بیخبر ہین جنکو نہ کتاب اور کہا ہے مین تمیز ہے نہ علیم و علم مین فرق دوسرے مذہب سے بحث کرنیکو کسی کے آتش باقی کو کباب اور سے سمجھکر کہا لیتی ہین اور اُس سے بعض مست والے بہی متوالے بنتی ہین اور سست ہو کر عالم بیہوشی مین اپنے پیر و مرشد سمجھے اور بکے کوئی تک بکتی ہین چنانچہ ان ایام نا فرجام مین ایک صاحب سے تسجانے دکہلانے اپنی جوہر طبع کی جوہر علی اپنی کو کہکر اپنی پیر طریقت کے ملفوظات کو لکہنا شروع کر دیا اتنا بہی نہ سمجھہ لیا کہ اونکی پیر اور پیر وافر شیخ شاہ عبد العزیز باب ہفتم تحفۂ اثنا عشری مین بذیل عقیدۂ اول بلاف و گزاف صاف لکہہ چکے ہین ،، اہل سنت گویند کہ بر ذمہ مکلفین واجب است کہ شخصی را از میان خود رئیس گردانند و اتباع او در نیحم

ستفسر ہے امست [illegible] کبیر ہو [illegible] وانا لیقی ہوئی تعالی کے اپنے معانی دلایل اور براہین سے یہ ہے ظاہر کر رہا نصب

امام از جانب خدا [illegible] مفاسد بسیار است زیرا کہ آرائے عالمیان مختلف و خواہش نفوس ایشان

متفاوت پس در تعین شخصے بلکہ اشخاص چند برائے تمام عالم و برجمیع از منہ لقائے دنیا موجب برانگیختن

فتنہا و کثرت ہرج و مرج و تعطل امر امامت و غلبہ متغلبین و خمول لقیہ آن اشخاص بلکہ در معرض ہلاکت

انداختن ایشان و ہمیشہ خائف و مختفی بودن آن اشخاص است [illegible] روایت کی ہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کو بھی زیر تمہید کلام و تقریر مرام لکھا [illegible] در مشکوۃ روایت از حذیفہ است گفت [illegible] رسول اللہ [illegible]

کان فی خلیفہ [illegible] لیس [illegible] آن [illegible] مثال پس نا فرمانی او [illegible] و تعیین و تقریر [illegible]

[illegible] مقابلہ اونکے جو باطلان [illegible] دارم [illegible]

مد [illegible] لکھ کر وانکی معنی سے بھی [illegible] ظاہر کرین کی تا دلون کے والے سے اون

خلفای خلافت جنکی اتباع سے ثواب و جنکی غیر متابعت سے بقول اہل سنت عذاب ہے جانب خدا ثابت

کرنا چاہا ہے اور جو جی مین آیا اوسکی متعلق [illegible] بالکہ [illegible] سے بدنام کیا الحمد للہ کہ شمع افروز

دودمان بزرگواری و مہر درخشان اسمان عالی تباری دیوان دیباچہ فصاحت و فہرست کتب خانہ علم و بلاغت

خالہ [illegible] دان [illegible] صدق و صفا [illegible] بستان خلت و ولاء [illegible] سخاوت و شگوفہ

[illegible] شرافت جلوہ فرمائی [illegible] لطائف معانی [illegible] قابلیت بیانی [illegible] صدیقہ اللہ

معرکہ [illegible] تاج ایمان معتقدات خاندان امکانی شان بہادر سید نجم الدین حسین صاحب

[illegible] اونکی یہ تلاش [illegible] اور [illegible] کی [illegible] دی اور

[illegible] کی [illegible] رسالی فرما کر [illegible] اور [illegible] و نقصان [illegible]

[illegible] نجم الدین [illegible]

[illegible] اللہ [illegible]

[illegible] الطاہرین [illegible] علیہم [illegible]

[illegible] السابع [illegible] ہجری [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي [illegible] والصلوات [illegible]

[illegible] الرسالة [illegible]

[illegible] الرسول [illegible]

[illegible]

[illegible] الخليل الذي [illegible]

[illegible] هذا الكتاب [illegible]

[illegible]

ولكن [illegible] الله [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قطعة تاريخ [illegible]

[illegible]